رونقِ عزا

مرتب مولانا محمد رضا ایلیا

رونق عزا

انجمن رونق دین اسلام، لکھنؤ کے

جناب فاضل حسین مرحوم کے پڑھے ہوئے نوحوں وسلاموں کا مجموعہ

ہم موت کو حیات سے بہتر سمجھتے ہیں
ہم کو سلیقہ مرنے کا سرورؑ سکھا گئے

مرتب

محمد رضا ایلیا

نام کتاب	:	رونق عزا
مرتب	:	محمد رضا ایلیا
بہ اہتمام	:	انجمن رونق دین اسلام
سن اشاعت	:	2021
قیمت	:	200 روپئے صرف
صفحات	:	336
تعداد	:	ایک ہزار
کمپوزر	:	محمد رضا ایلیا
کور ڈیزائن	:	وزیر حسن چندا 9696213284
طباعت	:	پرنٹ ڈاٹ کام، لکھنؤ

ملنے کا پتہ

عباس بک ایجنسی، درگاہ حضرت عباسؑ

نظامی پریس، وکٹوریہ اسٹریٹ چوک، لکھنؤ

ادارہ تحقیقی مشن، مبارکپور، اعظم گڑھ

دانش محل، امین آباد، لکھنؤ

پیش لفظ

نوحہ کے لغوی معنی بین کرنا، گریہ و بکا، آہ و زاری اور نالہ فریاد کے ہیں لیکن نوحہ خوانی کی اصطلاح عام طور پر شہدائے کربلا پر برپا ہونے والے مظالم کا منظوم بیان کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔ نوحہ گوئی کا آغاز باضابطہ طور پر عاشور کے روز خود امام حسینؑ کے کلام سے ہو جاتا ہے جسے امام زین العابدینؑ اور آپ کی ہمشیرگان حضرت زینبؑ و حضرت کلثومؑ و دیگر بیبیوں نے مزید وسعت بخشی۔ اردو نوحہ خوانی کی تاریخ بتاتی ہے کہ اس کا آغاز لکھنؤ میں مختلف ماتمی دستوں اور انجمنوں سے ہوا۔ یہ ماتمی دستے صرف نوحے پڑھتے تھے جو مسلسل نظمیں ہوتی تھیں اور ہر نظم کربلا کے کسی ایک شہید کے بارے میں ہوتی تھی۔

نوحہ خوانی کا کمال یہ ہے کہ نوحہ خواں جب اشعار پڑھے تو تصویر ذہن میں چھپتی چلی جائے لیکن یہ کمال تبھی ممکن ہے جب انسان فن نوحہ سرائی میں ماہر ہو، ذہنی تربیت ایسی ہو چکی ہو کہ فن نوحہ خوانی کے ذریعہ خیالات دماغ میں تصویر بنا سکیں۔ شعر کہنے سے زیادہ شعر کی ادائیگی، منظر کشی مشکل ہے۔ جہاں متعدد انجمنوں کا ازدحام ہو، نوحہ خوانی و سینہ زنی برپا ہو رہی ہو وہاں نوحے، سلاموں کے اشعار سے زیادہ اہمیت نوحہ خوانی، ادائیگی اور منظر کشی کے انداز پر منحصر ہوتی ہے۔

اگر سلام و نوحہ کے اشعار بہت عمدہ ہوں اور نوحہ خواں ادائیگی میں نہایت سادہ یا تلفظ کی غلطی یا سست روی لہجے کے ساتھ پڑھ دے تو عین ممکن ہے کہ وہ

پر اثر نہ ہو۔اس کے برعکس ایک عام سا نوحہ خواں اچھے ترنم یا پھر تحت اللفظ یا پھر فطری ادائیگی اور دلچسپ منظر کشی کے پڑھ دے تو اس پر داد و تحسین کے امکانات سو فیصد زیادہ ہو جاتے ہیں ۔مشہور شعرا جو اپنے وقت میں بہت مقبول ہوتے ہیں قصائد اور نوحے اور سلاموں کی دنیا میں کامیابی کی ضمانت سمجھے جاتے ہیں مگر نوحہ خواں، روضہ خواں ، کتابی ذاکر ، تحت اللفظ پڑھنے والے اگر اس کے اشعار کو بہترین ادائیگی و منظر کشی نیز دلنشیں دھن میں پڑھے تو وہی اشعار میں چار چاند لگ جاتے ہیں ۔اگر میں یہ بات کہہ دوں تو مبالغہ آرائی نہیں ہوگی کہ شاعری ایک الگ فن ہے اور نوحہ خوانی علیحدہ فن ہے ۔

جناب فاضل حسین مرحوم نوحہ خوانی ،منظر کشی ،ادائیگی میں بے مثال تھے ۔ ہمیشہ وہ خود اپنی انجمن رونق دین اسلام کے نئے نوحہ خوانوں کو تربیت دیتے تھے ۔ساتھ ہی دھن کے معیار او ر اسلوب نیز دھن سازی سے آگاہی کیا کرتے تھے ۔اس کے علاوہ اگر کسی دوسری انجمن کے افراد دھن سازی کے لیے آجاتے تو بڑے انہماک کے ساتھ ان کی مدد فرمایا کرتے تھے ۔انہوں نے اپنے معمول کے خلاف جب بھی نوحہ خوانی کرنا ہوتی چاہئے جس قدر بھوک احساس ہو مگر مرحوم پروگراموں کے اختتام پر ہی کھانا کھاتے جب ان سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے کہا کہ بھوکے رہ کر کربلا والوں کی یاد میں نوحہ خوانی کا مزہ ہی کچھ اور ہے ۔ جناب بہار عالم رضوی سے وصیت کرتے ہوئے مرحوم نے کہا کہ نوحہ خوانی میں جی جان لگا دو اگر کوئی حاجت ہو تو مولا حسینؑ اسے پورا کریں گے ۔

اس کتاب کو مکمل کرنے میں جناب ذیشان حیدر حسینی نے بڑی محنتوں کام کیا

،مضامین یکجا کرنے،تعزیت نامہ لکھوانے،کتاب کی کمپوزنگ کرانے جیسے دیگر مسائل میں انتھک کوشش کیں۔جناب سرفراز حسین مرحوم فاضل حسینؑ کے بیٹے نے بھی اپنے والد کے یادگارتصاویر اور دیگر قیمتی مواد فراہم کرائے۔جناب بہار عالم رضوی نے کمپوزنگ کے بعد تمام نوحواں وسلاموں کی تصحیح کی ۔ جناب جعفر عباس نے کمپوزنگ کے کام بحسن خوبی انجام دیا۔ان کے علاوہ انجمن غلامان حسین نے جناب فاضل حسین صاحب مرحوم کی یادگار تصاویر دستیاب کرانے میں برابر کا ساتھ دیا۔اس کے علاوہ جن لوگوں نے جناب فاضل حسین مرحوم کے متعلق مواد فراہم کرایااور اپنا قیمتی وقت نکال کر تعزیتی خطوط ارسال کیے ان تمام حضرات کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے پرورد گار عالم محمد وآل محمد کے صدقہ میں ان تمام حضرات کو صحت وسلامتی عطا کرے۔آمین
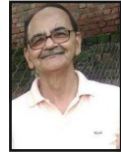
یادیں فاضل بھائی مرحوم کی

سید ظہیر عباس شاکر نقوی

38/ جوہری محلہ، چوک، لکھنؤ:3

نوحہ گوئی کی طرح نوحہ خوانی بھی ایک فن ہے۔شہر عزا لکھنؤ نے جہاں نوحہ گوئی کے گوہر نایاب دنیا کو دیے وہیں نوحہ خوانی میں بھی اپنی انفرادیت اور مرکزیت ہمیشہ قائم رکھی۔زمانۂ قدیم سے لے کر آج تک نہ جانے کتنے نوحہ گو اور نوحہ خوان آئے اور گئے مگر وہ نہ صرف اپنے دور اور زمانے میں اپنے امٹ نقوش چھوڑ گئے بلکہ اس دور میں بھی ان کی یادیں لوگوں کے دلوں میں بسی ہیں اور ہمیشہ بسی رہیں گی۔نوحہ گوئی میں جہاں حسینی شاعر فضلؔ نقوی مرحوم، سالک لکھنوی، ماہر لکھنوی، شاعر لکھنوی، شہید لکھنوی، نہال رضوی، حکیم شارب لکھنویؔ وغیرہ جیسے لا تعداد باکمال شعرائے کرام نے نوحوں اور سلاموں کو نقطۂ عروج تک پہنچایا وہیں نوحہ خوانی میں حسین بخش مرحوم، چھجن صاحب، ربّو صاحب، ببو صاحب، یوسف آغا اور یاور حسین مرحوم جیسے کتنے ہی صاحبِ بیاض گزرے ہیں جن کا نوحے پڑھنے کا انداز، طرزِ ادائیگی اور اشارے کرنے کی فن کاری، آج کی نئی نسل کو تو نہیں البتہ بزرگ حضرات کو آج بھی یاد ہوگی۔

نوحہ خوانی کے ایسے ہی فن کاروں میں مرحوم فاضل حسین بھائی کا شمار ہوتا تھا۔ہم نے اپنی کم سنی سے فاضل بھائی مرحوم کو اپنے غریب خانہ پر آتے اور والد

مرحوم فضل نقوی سے نوحے کہلواتے دیکھا۔فاضل بھائی مرحوم کو اشعار کی بہت اچھی سمجھ تھی، جوشعر اُن کی سمجھ میں نہیں آتا تھا اس کے بارے میں والد مرحوم سے پوچھتے تھے اور کہتے تھے کہ استاد اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو اور واضح کر دیں یا یہ مصرع تبدیل کر دیں۔اور والد مرحومؒ اسی وقت دوسرا شعر کہہ دیتے تھے۔انجمن رونق دین اسلام میں ایک صاحبِ بیاض اور رہوا کرتے تھے جن کا نام یاور حسین تھا جو کاروبار کے سلسلے میں بمبئی میں قیام پزیر تھے لیکن ایام عزا کے خاص موقعوں پر لکھنؤ آتے اور فاضل بھائی کے ساتھ ساتھ صاحبِ بیاضی کرتے تھے۔دونوں میں بہت دوستی تھی۔یاور صاحب نوحوں کی دھنیں بہت اچھی بناتے تھے۔ایک بار والد صاحب سے کہا کہ حضرت علی اصغرؑ کے حال کا نوحہ کہہ دیجئے بمبئی میں بہت لوگ فرمائش کرتے ہیں۔ان کی فرمائش پر والد صاحب نے یہ نوحہ کہا:''معصوم لہو میں ڈوبا ہوا بے شیر کا لاشہ دیکھ نہ لے۔۔اے موت اسی کا دھڑکا ہے ماں خالی جھولا دیکھ نہ لے''۔اس نوحہ پر یاور صاحب نے بہت اچھی دھن رکھی اور جب فاضل بھائی اور یاور صاحب نے مل کر یہ نوحہ پڑھا تو بے حد مقبول ہوا اور ہر گھر میں پڑھا جانے لگا۔اس کے علاوہ بھی بہت سے نوحے ہیں جو بے حد مقبول ہوئے۔جیسے: (۱) عاشور کو جلتے خیموں میں کیا جانیے کیا کیا چھوٹ گیا (۲) عاشور کی گرمی ہے ایماں کے اجالے ہیں (۳) سفینہ اسلام کا بچایا لہو سے سلطانِ کربلا نے (۴) پیاسی کشتی کے ناخدا عباسؑ (۵) اگر شبیرؑ کا ماتم نہ ہوتا وغیرہ وغیرہ۔یہ نوحے فضل نقوی مرحوم کے ہیں۔سالک لکھنوی مرحوم کے سلام بھی بہت مشہور ہوئے جیسے: (۱) تھیں عشقِ علیؑ میں رسن و دار سے

باتیں (۲) کہا عباسؑ نے آقا کا منشا آج لے لیں گے اور جس ظلم سے شبیرؑ کے خیموں میں لگی آگ وغیرہ وغیرہ۔ ماہرؔ لکھنوی کا سلام ”راہبر ایک سے ایک، رہنما ایک سے ایک“ بہت مقبول ہوا۔ ان کا نوحہ ” میرے اصغرؑ آ گئی شام“ بھی بہت مشہور ہے۔ یاور حسین کے انتقال کے بعد انجمن کی ساری ذمہ داری فاضل صاحب پر آ گئی۔ وہی شعرأ سے کلام لاتے، دھنیں رکھتے اور نوحوں سلاموں کی سیٹنگ بھی کراتے۔ ان کی کاوشوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ انجمن رونق دین اسلام ترقی کی بلندیوں پہ پہنچ گئی اور فاضل بھائی انجمن کی پہچان بن گئے۔ اس مختصر سے مضمون میں ان کی تمام حسینی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا، جو جو باتیں مجھے یاد تھیں ان کا تذکرہ کر دیا ہے، اگر کوئی تذکرہ رہ گیا ہو تو میں اس کے لئے معذرت چاہتا ہوں۔ ظاہر ہے محمدؐ و آلِ محمدؐ کی محبت میں مرنے والے مرا نہیں کرتے۔ جب بھی فاضل بھائی کے نوحے آڈیو، ویڈیو کیسٹ، انٹرنیٹ، فیس بک اور وہاٹس ایپ پر آئیں گے ان کی یاد دلوں میں تازہ ہوتی جائے گی۔ دعا گو ہوں کہ اللہ مرحوم کو جوارِ اہلبیتؑ میں جگہ دے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا ہو، آمین ثم آمین۔

شہرِ گریہ کا نوحہ خواں

جناب فاضل حسین لکھنوی مرحوم: ایک تعارف

تاریخ ولادت 7/ جون 1937　　تاریخ وفات: 5/ دسمبر 2020

سید خورشید انور (رومی نواب)

فروغِ عزائے شہیدان کربلا کے سلسلہ میں شہر لکھنؤ کو منفرد مقام حاصل ہے کیونکہ نواب آصف الدولہ بہادر اور انکے بعد والیان اودھ نے جس انہماک سے عزائے مظلوم کربلا میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا اسکے ذکر سے تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ والیان اودھ کی کاوشوں کے نتیجہ میں عزاداری کے ارتقا نے لکھنؤ کو مرکزیت بخشی اور آج دنیا میں جہاں جہاں بھی عزاداری کا سلسلہ دو مہینے آٹھ دن جاری رہتا ہے وہ لکھنؤ کی دین ہے۔

عزاداری کے سلسلہ میں شہر لکھنؤ میں ایک سے بڑھ کر ایک واعظ، خطیب اور شاعر ہوئے ہیں تو وہیں ایک سے بڑھ کر ایک نوحہ خواں بھی ہوئے۔ کُتب تواریخ میں سوز خوانوں کے نام تو بہت ملتے ہیں جیسے میر علی حسنؔ و میر بندہ علی، میر علی سیدؔ، غلام مرتضےٰ، مہندیؔ خان وغیرہ۔ مگر نوحہ خوانی میں مجھے صرف ایک نام ملا وہ ہے ناصرؔ خان کا جسکا تعلق تان سین کے گھرانے سے تھا۔ وہ ایک اچھا مرثیہ خواں کے ساتھ ساتھ نوحہ خوان بھی تھا۔ جب یہ لکھنؤ آیا اور اہل لکھنؤ کو کمال نوحہ خوانی میں مشغول

دیکھا تو اسنے بھی اپنی صلاحیت کو نوحہ خوانی میں صرف کر کے غیر معمولی شہرت حاصل کی اور اپنے پیچھے سیکڑوں شاگرد چھوڑ گیا۔

عہد شاہی میں مرثیہ خوانوں اور روضہ خوانوں کی طرح نوحہ خوان بھی سرکاری تنخواہ دار ہوتے تھے اور وہ شاہی جلوس یا کسی رئیس کے جلوس عزا میں اپنے منفرد انداز اور پُرکشش آواز میں نوحہ خوانی کرتے اور سامعین سے داد حاصل کرتے تھے۔سامعین بھی اپنے اپنے پسندیدہ نوحہ خوان کے گرد جمع ہو کر سینہ زنی کرتے اس طرح دوران محرم میں عارضی ماتمی دستے قائم ہو جاتے اور محرم کے بعد ختم ہو جاتے۔جبکہ کچھ نوحہ خوان اپنے محلّوں میں چند افراد کے ہمراہ علاقہ کے رئیسوں ،نوابوں، زمینداروں اور صاحب حیثیت افراد کے گھروں کی مجلسوں میں بھی نوحہ خوانی کرتے تھے۔ 1857 غدر کے بعد شہر کا رنگ ہی بدل گیااور دیکھتے ہی دیکھتے یہ سلسلہ عوامی رنگ اختیار کر گیا۔شاہی کے خاتمے اور لکھنؤ کے اُجڑنے کے بعد محلے محلے میں باقائدہ ماتمی دستے قائم ہونے لگے۔جبکہ لکھنؤ میں بہو بیگم صاحبہ کے زمانہ میں شیدیوں کا باقائدہ دستہ قائم ہو چکا تھا۔اسی طرح نواب آصف الدولہ کے زمانہ میں دستہ کشمیری قائم ہوا۔ 1858 کے بعد دستہ رسالدار قائم ہوا جس نے لکھنؤ میں پہلی بارقمہ وزنجیر زنی شروع کی۔اسی طرح 1885 میں امین آباد میں دستہ مخزن کے نام سے ایک ماتمی دستہ قاےئم ہوا جو کہ آگے چل کر دستہ حیدری کہلایا۔اس طرح 1885 تک لکھنؤ میں باقائدہ چار ماتمی دستہ تھے۔

لکھنؤ میں تمام ماتمی دستوں اور انجمنوں کا سلسلہ 1885 کے بعد شروع

ہوا جنکی تعداد سیکڑوں پر مشتمل ہے۔ لکھنؤ کی قدیم انجمنوں میں سے ایک انجمن رونق دین اسلام بھی ہے جو کہ دستہ کی شکل میں 1902 میں قائم ہوئی اور 1912 میں دستہ رونق دین اسلام انجمن میں تبدیل ہوگیا۔ اس انجمن کے بانی سید یوسف حسین عرف جھمّوں صاحب تھے۔ اس ماتمی دستہ میں تکیہ چھلبداران کے رہنے والے صاحب فن افراد بھی شامل ہو گئے جیسے چھدّن صاحب، راجہ صاحب، بوبو صاحب وغیرہ۔ یہ افراد فن موسیقی میں اُستاد تھے اور روسائے شہر کے عزاخانوں میں سوزخوانی اور نوحہ خوانی کرتے تھے۔ ابتدا میں انہیں لوگوں نے دستہ میں صاحب بیاضی کی۔

1912 میں جب یہ دستہ انجمن میں تبدیل ہوگیا تو نوحہ خوانی کی باگ ڈور بانی انجمن یوسف حسینؔ صاحب نے سنبھالی اور صاحب بیاضی کے فرائض 1940 تک ادا کرتے رہے۔ آپ اچھے صاحب بیاض ہی نہیں بہترین شاعر بھی تھے۔ جیسا کہ یوسف اختر صاحب مرحوم نے صد سالہ پروگرام انجمن رونق دین اسلام کے کتابچے میں لکھا ہے کہ "مشہور نوحہ نالہ ہے جبرئیل کا خالق دہائی ہے" جھمّوؔ صاحب کا کہا ہوا ہے۔ 1940 کے بعد صاحب بیاضی کی باگ ڈور جناب یاور حسینؔ صاحب نے سنبھالی جو کہ یوسف حسینؔ صاحب کے شاگرد تھے۔ 1950 میں یاور حسین بمبئی چلے گئے تو اپنی جگہ ایک خوش گلو نوجوان فاضل حسین کو صاحب بیاض مقرر کیا۔ اور اس طرح محض ۱۳ ؍سال کی عمر میں فاضل صاحب نے خوداعتمادی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بیاض تھام لی اور اسکے بعد تاحیات وہ اس فریضے کو انجام دیتے رہے۔

فاضل صاحب کی نوحہ خوانی کا انداز، اُنکی آواز، چہرے کے اُتار چڑھاؤ،

اشعار کی ادائیگی لکھنؤ ہی نہیں پورے ہندوستان میں مشہور تھی۔انہوں نے اپنی پوری زندگی کچھ اس طرح گزاری جیسے وہ انجمن کی خدمت اور نوحہ خوانی کے لئے ہی خلق کئے گئے ہوں۔اُنکی فنکارانہ صلاحیتوں پر روشنی ڈالنے سے پہلے اُنکے خاندانی پس منظر پر بھی ایک نظر ڈالنا ضروری ہے۔

شیش محل کے اطراف میں رہنے والے جناب سردار حسین صاحب جو کہ نوابین شیش محل کے زیر سایہ زندگی گزار رہے تھے اُنکے گھر میں ۱۹۳۷ میں ایک لڑکا پیدا ہوا والدین نے اس نومولود کا نام فاضل حسین رکھا۔

فاضل حسین صاحب نے اپنی تعلیم کا سلسلہ :اے:وی: کاظمین جونیر ہائی اسکول سے شروع کیا اور شیعہ کالج سے بی:اے پاس کیا۔دوران تعلیم فاضل صاحب اپنے اسکول کے کھیل کود میں بھی بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے تھے فٹ بال انکا پسندیدہ کھیل تھا جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ انکو کھیل کوٹے سے ریلوے میں ملازمت ملی۔چنانچہ دوران تعلیم اُنکے جوہر کھلنے لگے تھے۔اسکول میں ہونے والے بیت بازی مقابلے اور جشن آزادی کے سلسلہ میں ترانے کے جو جلسے ہوتے تھے اسمیں فاضل بھائی کی آواز بجلی کی طرح کوندتی تھی۔چناچہ وہ ہم درس طلبہ میں بہت مقبول تھے اور اُس زمانہ کے مشہور گلوکاروں کی گائے ہوئے نغموں کی ہو بہو نقل کرتے تھے۔بہت سے مشکل ترین نغموں کی دھنیں بھی وہ بڑی آسانی سے نقل کر لیتے تھے۔اُنکی آواز کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ لوگ فرمائش کر کر کے اُنسے مشکل ترین نغمے سنا کرتے تھے۔یہ وہ دور تھا جب ریڈیو بھی جلدی دستیاب نہیں

ہوتا تھا مگر پھر بھی فاضل بھائی کسی نغمہ کو ایک بار بھی سُن لیتے تو اُسکی دھن انکے ذہن میں محفوظ ہو جاتی تھی ۔ چنانچہ ایک بڑے حلقہ میں اُنکی گلو کاری و طرز ادا بہت مقبول تھی ۔ غالباً اُنکی شہرت اور اُنکی گلو کاری کی انفرادیت اور گلے کے جوہر سے متاثر ہو کر جناب یاور حسین صاحب نے خدمت عزا کی طرف راغب کیا اور جب وہ ماتم مجلس کے ماحول سے وابستہ ہوئے اور صاحب بیاضی کا منصب سنبھالا تو پھر ہر قسم کی دنیاوی محفلوں سے کنارہ کشی ختیار کرلی اور نغمہ و سرور کی محفل سے دور ہو گئے ۔ اسکے بعد خدمت عزا میں جو لگے تو اپنی عمر کے آخری آیام تک اسی میں لگے رہے ۔

انہوں نے جب صاحب بیاضی کی زمہ داری سنبھالی تو ظاہر ہے اس سلسلہ میں انکو کوئی تجربہ نہیں تھا مگر اُنکی خداداد صلاحیت اور سُروں میں ڈوبی ہوئی آواز، طرز ادیگی اور مخرج نے لوگوں کو بہت متاثر کیا ۔ حالانکہ اس زمانہ میں لکھنؤ کی کئی انجمنیں بہت مشہور تھیں اور اُنکے صاحب بیاض جو فن موسیقی سے بھی واقف تھے نوحہ خوانی میں ایک خاص شان رکھتے تھے جیسے انجمن کاظمہ عابدیہ کے چھجن ؔ صاحب، ناصر العزا کے نواب چھوٹےؔ اور حیدرؔ صاحب، ظفر الایمان کے شہیدؔ صاحب ۔ اسکے علاوہ لکھنؤ میں ڈھاڈیوں کی بھی ایک انجمن تھی جس میں علی حسینؔ اور تاجؔ دار جیسے فن موسیقی کے ماہرین نوحہ خوانی کرتے تھے ۔ ان تجربہ کار اور صاحب فن افراد کے بیچ فاضل صاحب نے اپنی آواز کے بل بوتے اپنا ایک منفرد مقام بنالیا تھا اور انہیں سنے کے لئے لوگ مشتاق رہتے تھے ۔

جھمّوسؔ صاحب کے انتقال اور یاور حسین صاحب کے بمبئی چلے جانے کے

بعد انجمن کی تمام تر ذمہ داریاں فاضل صاحب کے کندھوں پر آ گئیں جسکو انہوں نے زندگی بھر بخوبی انجام دیا اور انجمن کی ترقی کو ترقی کی راہ پر لگانے کے بعد شہر کی صف اوّل کی انجمنوں میں نمایا جگہ دلوا دی مگر انجمن چلانے کے سلسلہ میں اُنکو بہت سی قربانیاں بھی دینی پڑیں اور اس سلسلہ میں جو محنت انہوں نے کی وہ ناقبل ذکر ہے انہوں نے رات کو رات نہیں سمجھا آرام کو تج دیا دن رات انجمن کی ترقی کے لئے کوشاں رہے۔

ریلوے کی ملازمت میں انہیں ترقی کے بیشتر مواقع ملے مگر انجمن کے چلانے اور انجمن کی ذمہ داریوں کو نبھانے کے فرض کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے اُن موقعوں کو قربان کر دیا۔ چنانچہ دیکھا جائے تو ایک سرکاری ملازم کے لئے خسارے کی بات ہے لیکن اپنی زندگی میں انہوں نے اس پہلو پر کسی سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ماتم مجلس یا نوحہ خوانی کے سلسلہ میں وہ ہماوقت لگے رہتے تھے۔ انجمن کے سلسلہ میں اُنکی دلچسپیاں ایک عاشق کی طرح بے انتہا تھیں چنانچہ سلام اور نوحوں کی فرہمی انکی دھنوں کا انصرام، کبھی وہ استاد امجد حسینؒ سے تو کبھی استاد علی قیصرؒ سے رجوع کرتے تھے اور ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد انہوں نے تمام دھنیں خود ہی بنائیں اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ اُنکی بنائی ہوئی دھنیں سروں میں ڈوبی ہوئی ہوتی تھیں جو سامعین کے قلب و جگر میں اُتر جاتی تھیں۔ یہاں انکے نام لکھنے کی ضرورت نہیں ہے اسلئے کہ اہل لکھنؤ اور اہل عزا اُنکے منھ سے متعدد بار سُن چکے ہیں اور اُنکی آواز کے کیسٹ بھی

دستیاب ہیں۔

ایسے با کمال لوگ بار بار پیدا نہیں ہوتے ہیں انجمن اور فاضل بھائی کو دو الگ الگ ناموں سے نہیں یاد کیا جا سکتا ہے چنانچہ جو کچھ انجمن کے سلسلے میں انہوں نے محنت و مشقّت خلوص دل سے کی وہ انکا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے یقیناً انکی اس خدمت یعنی نوحہ خوانی اُن کو جنّت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے گی۔ افسوس کہ شہر گریہ کا یہ نوحہ خواں ستر برس تک اپنی آواز میں کربلا کے شہیدوں کے پیغام کو اور حسین مظلوم کی صدائے احتجاج کو گھر گھر پہنچانے کے بعد ابدی نیند سو گیا مگر اُس کی آواز کی بازگشت ایام عزا میں اس کی یاد دلاتی رہے گی۔ یقیناً یہ خدمت بارگاہ خداوندی میں پسندیدگی کے بعد اُن کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دلائے گی۔

زمانہ بڑے شوق سے سُن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

تعزیتی پیغام

آیت اللہ سید حمید الحسن

عمید جامعہ ناظمیہ ،لکھنؤ

تمام دنیا میں سیکڑوں برس سے کربلا اور کربلا والوں کی یاد منائی جاتی ہے اور اس عظیم قربانی کے تذکرے دنیا کی تمام قوموں اور مذاہب کے ماننے والوں میں رنگ و نسل کی کسی بھی تفریق کے بغیر عام ہیں ۔ہم نے امریکا کے آخری کناروں میں مجلس و ماتم کے جو انداز دیکھے وہی دنیا کے دوسرے کنارے آسٹریلیا میں سڈنی اور ملبورن میں بھی دیکھے ۔نثر و نظم،خطیب اور نوحہ خوان، ماتمی دستوں ،عاشور خانے، درگاہیں، کربلائیں ہوں یا روضے، مسجدیں ،مدرسے ہوں، گھروں کی چہار دیواری ہو یا بھری پڑی سڑکیں اور شاہراہیں ہوں، دیہات کی پگڈنڈیاں ہوں یا ہرے بھرے کھیت ہوں امام مظلوم کے عزاداروں سے آباد نظر آئے ۔ 61 ہجری کی کربلا 1442 کے فاصلوں تک آتے آتے اتنی مقبول، اتنی محبوب، اتنی پر اثر ہوگئی کہ ایک آواز ''یا حسینؑ'' سچ اور جھوٹ ،حق و باطل ،ظلم و مظلومی کی حد فاصل بن گئی اور بات صرف محرم تک محدود نہیں رہی تمام سال یہی نام ہر صداقت اور شرافت و فضیلت کے نشان کے بطور یاد کیا جانے لگا۔ایران، عراق، شام سے لیکر ہماری اس زمین پر ہر جگہ تمام سال ''حسینؑ حسینؑ'' کی آواز ہر جگہ ہے۔

میں یہاں یہ ضرور کہوں گا کہ اس با عظمت یادگار کو کمسن بچوں سے لے کر بوڑھے، بزرگ افراد تک پہنچانے میں جن امور کو اہم مانا جاتا ہے ان میں

خطابت، ذاکری، جلوس، ماتم، تبرکات عزا، مضامین، سوز سلام، مرثیہ، ماتم، نوحے، مجالس سب ہی ہیں لیکن ان مظاہر عزا میں شاید سب سے پر اثر حصہ نوحے اور ماتم کا ہے۔ نوحہ خوان وہ عراق میں کوئی عرب، ایران میں کوئی ایرانی، انگلینڈ میں کوئی انگریزی میں نوحہ پڑھنے والا ہو یا ہمارے بھارت میں کسی بھی زبان میں ماتم کے لیے نوحہ خوان ہو جو اثر اس نوحہ و ماتم کا ہے وہی حقیقی ترجمانی اس غم کرتا ہے جو کربلا کے سانحہ سے وابستہ ہے۔ ہمارے لکھنؤ میں عالمی طور پر ایک نام اس راہ عزا میں بے حد مشہور رہوا اور وہ نام ہمارے بچپن سے ہمارے دوست فاضلؔ لکھنوی کا ہے اور رہے گا آج فاضل صاحب ہم میں نہیں ہیں مگر ان کی آواز" ہائے مارا گیا سید مظلوم واویلا" ذہنوں پر چھاتی رہے گی۔

ھوالعلی

نالہ ہے جبرئیل کا خالق دہائی ہے

عاشور کو جلتے خیموں میں کیا جانئے کیا کیا چھوٹ گیا

اھل حرم میں ہے رونے کی دھوم مارا گیا سید مظلوم

اور نہ جانے کتنے نوحے اور سلام بچپن سے فاضل بھائی سے سنتے سنتے بڑھاپا آگیا۔

فاضل بھائی صرف انجمن رونق دین اسلام ہی کی رونق نہیں تھے بلکہ ہزاروں عزاخانوں میں ان کے پڑھے ہوئے نوحے اور سلام نہ جانے کب سے اور نہ جانے کب تک پڑھے جاتے ہیں۔

مجھے سلام کے جواب میں ”جیتے رھئے“ کہنے والے فاضل بھائی ماتمیان مظلوم کربلا کا بہت بڑا کنبہ جس کی تعداد لاکھوں میں چھوڑ کے چلے گئے۔

حبیب محترم جناب اظہرؔ عنایتی کا شعر حاصل زندگی بنتا جارہا ہے

راستو! کیا ہوئے وہ لوگ جو آتے جاتے

میرے آداب پہ کہتے تھے کہ جیتے رہیے

فرقت زدہ

علی ناصر سعید عبقاتی عرف مولانا آغا روحی

15 دسمبر 2020 مطابق 29 ربیع الآخر 1442، سہ شنبہ

کتب خانہ ناصریہ، شاستری نگر، لکھنؤ

بسمہ سبحانہ

آہ! فاضل حسین صاحب مرحوم

انجمن رونق دین اسلام (قدیم) کے محترم و بزرگ صاحب بیاض جناب فاضل حسین صاحب کا انتقال پر ملال اس قحط رجال میں ایک سانحہ عظیم ہے۔ مرحوم قدیم لکھنؤ کی ایک یادگار تصویر تھے۔

مرحوم جس طرح سے نوحہ خوانی فرماتے تھے وہ مسحور کن تھی۔ اب وہ ہمارے درمیان نہیں رہے مگر ان کے پڑھے ہوئے نوحہ ہمیشہ لکھنؤ کی فضا میں گونجتے رہیں گے۔

اللہ مرحوم کے درجات عالی فرمائے اور غمزدہ افراد کو صبر جمیل عنایت فرمائے۔

فقط

شریک غم

سید محمد اسحاق رضوی

پرنسپل جامعہ سلطانیہ، لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(مولانا) سید سیف عباس نقوی

انتہائی افسوس ناک خبر موصول ہوئی کہ انجمن رونق دین اسلام کے صاحب بیاض جناب فاضل حسین صاحب نے داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس دنیا سے کوچ کیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

موت ہر ذی روح کے لئے یقینی اور نظام قدرت میں شامل ہے لیکن خوش نصیب ہیں وہ حضرات جو اہلبیت علیہم السلام کی محبت، اطاعت اور ان کے ذکر میں زندگی بسر کر کے موت کو مات دے دیتے ہیں۔ مرحوم و مغفور فاضل حسین نے اپنی زندگی مظلوم کربلا اور ان کے آل و اصحاب باوفا کی نوحہ خوانی اور مظلومیت کی اشاعت میں بسر کی۔ جناب فاضل حسین صاحب کا تقریباً 50 برس شہزادی کونینؑ کو ان کے بیٹے کا پرسہ پیش کرنا یقیناً ایک عظیم سعادت بھی ہے اور ایک بڑی خدمت، ان شاء اللہ ان کی شفاعت مرحوم کے شامل حال ہوگی۔ فاضل صاحب مرحوم کی ایک منفرد خوبی یہ بھی تھی کی وہ کلام کو اپنی آواز اور طرز سے اور بہتر کر دیتے تھے۔ ہر شاعر اپنے کلام کو بہتر سے بہتر پیش کرنا چاہتا ہے لیکن اگر پڑھنے والا صحیح ادائیگی نہ کرے تو اچھے سے اچھا کلام بھی وہ داد و تحسین نہیں حاصل کر پاتا جس کا وہ حق دار ہوتا ہے۔ جناب فاضل صاحب مرحوم پر شہزادیؑ کی خاص عنایت ہی سمجھی جا سکتی ہے کہ ان کو نوحہ میں ایک خاص درد ابھرتا تھا جس سے مو

مینین اور عزادار مشاب ہوتے تھے۔ تقریباً 50 برس تک انجمن رونق دین اسلام، جوکہ لکھنؤ کی ایک قدیمی انجمن ہے، کو مزید رونق بخشی اور اس کا اجر یقیناً شہزادی کونینؑ ان کو ضرور عطا کریں گی۔ بارگاہ معبود میں دعا ہے کہ خداوند عالم ان پر رحمت نازل فرمائے اور معصومینؑ کے جوار میں جگہ عنایت فرمائے ساتھ ہی پسماندگان کو صبر عطا فرمائے۔ آمین پسماندگان و وابستگان کی خدمت میں تعزیت عرض ہے۔ والسلام

باسمہ تعالیٰ

(مولانا) محمد حسنین باقری
استاد جامعہ ناظمیہ، لکھنؤ

صاحبِ فضل تھے فاضلؔ بھائی محترم فاضل صاحب نے اپنی پوری زندگی نام امام حسینؑ پر وقف کردی، وہ انجمن کی پہچان بن گئے تھے، ان کا تعارف ہی 'فاضل بھائی انجمن رونق دین اسلام والے' یا 'فاضل بھائی نوحہ خوان تھا'۔ یہ بھی ایک خداوند منان کا فضل ہے کہ اگر کوئی اپنے کو خدا والوں کے لیے وقف کرتا ہے تو خدا بھی ایسے لوگوں کی پہچان انھیں شخصیتوں کو قرار دیدیتا ہے۔ بارگاہ خداوندی میں انکے لیے عظیم اجر ہے، دنیا میں بھی یہ معمولی اجر نہیں تھا کہ فاضل بھائی کی پہچان عزاداری اور ماتم حسینؑ سے تھی۔ اللہ انھیں جوار امام حسینؑ میں جگہ عطا فرمائے۔ مرحوم خاموش مزاج، ملنسار، خوش اخلاق، سنجیدہ، متین، وضعدار، متواضع اور دیگر بہت سے نیک صفات کے مالک تھے۔ پورے محلے اور ملنے والوں کے درمیان عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، جس کا اندازہ ان کے جنازے سے کیا جاسکتا ہے کہ اس وبا کے دور میں بھی بہت بڑی تعداد شریک تھی جو معمولا نہیں نظر آتی۔ عزائے امام حسینؑ سے انھیں والہانہ لگاؤ تھا، اپنے علاقہ کی ہر مجلس میں نظر آتے، منبر کے سامنے ہی بیٹھتے تھے، وقت پر پہنچ جاتے، توجہ سے مجلس سنتے۔ ان کا یہ عمل انجمن ہائے ماتمی سے وابستہ ہر فرد کے لیے بہت بڑا درس اور پیغام تھا کہ فرش عزا پر بیٹھ کر اگر مجلس سننے کا موقع ملا ہے تو اسے ہاتھ سے جانے نہیں دینا ہے۔ انجمن میں شریک ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم صرف

ماتم اور سینہ زنی کرنے آئے ہیں بلکہ ہم تو حضرت فاطمہؑ کو پرسہ پیش کرنے آئے ہیں لہذا اگر ماتم کے ساتھ مجلس سننے کا موقع ملا ہے اور فرش عزا پر بیٹھنا نصیب ہو رہا ہے تو یہ بھی بہت بڑا شرف ہے جس سے اپنے کو محروم نہیں رکھنا ہے۔ اسی ضمن میں ایک تجویز بطور گزارش یہ پیش کردوں کہ تمام انجمن ہائے ماتمی کی کوشش یہ بھی ہونی چاہیے کہ ہمارا ہر ممبر صرف سینہ زنی و ماتم کرنے والا ہی نہ ہو بلکہ ہر اعتبار سے سچا حسینی اور ایسا عزادار ہو کہ مولیٰ حسینؑ بھی اسے دیکھ کر خوش ہوں۔ ہر فرد حضرت عباسؑ کا سچا غلام اور ان کے نقش قدم پر چلنے والا بھی ہو۔ جس سینہ پر ماتم حسینؑ کرے وہ سینہ عشق حسینؑ سے مملو اور محبت و معرفت پروردگار کا مرکز ہو، جن ہاتھوں سے پرچم غازی عباسؑ اٹھائے وہ ہاتھ دین و انسانیت کی خدمت کے لیے اور حسینی مشن کو آگے بڑھانے کا ذریعہ ہوں۔ جوانوں کی انجمنوں میں شرکت کا مطلب انھیں دنیا کے سامنے ایک واقعی حسینی کی شکل میں پیش کرنا ہو۔ یعنی یہ انجمن ہائے ماتمی جوانوں کی تربیت گاہ بھی ہوں۔ جناب عباسؑ کی عظیم الشان شخصیت کو نگاہوں میں رکھتے ہوئے کوشش یہ ہو کہ انجمن کا ہر ممبر حسینی درسگاہ کا ایسا تربیت یافتہ ہو کہ جناب عباسؑ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی زندگی کا مقصد ہی اپنے مولیٰ کی مرضی کو بنا لے جنھوں نے ۳۲ سالہ پاک و پاکیزہ زندگی بالخصوص کربلا جیسے امتحانی مرحلے میں اپنے جذبات پر قابو رکھ کر اپنے مولیٰ کی مرضی کو زندگی کا سرمایہ بنالیا۔ حضرت عباسؑ جیسے عالم و فقیہ کی غلامی میں صاحب علم و صاحب فضل بن کر سماج کے سامنے ظاہر ہو، ہر فرد تعلیم یافتہ ہی نہیں بلکہ علمی میدانوں میں غیروں سے آگے ہو، با اخلاق و با کردار ہونے کے ساتھ شجاع و بہادر اور باوفا ہو۔ انجمن کا مقصد یہ ہو کہ ہمیں سیرت امام حسینؑ پر چلتے ہوئے دین

اور انسانیت کی خدمت بھی کرنا ہے اور اپنے زمانے کی یزیدیت کو اس کے مقصد میں کامیاب بھی نہیں ہونے دینا ہے۔اس موقع پر یہ تجویز بھی پیش کروں کہ انجمن ہائے ماتمی کو اپنے تمام ممبران کی تعلیم و تربیت کے لیے عملی اقدام کرنا چاہیے۔انجمن کا حصہ ہونے کا مطلب صرف یہ نہ ہو کہ اسے سینہ زنی اور ماتم کرنا ہے بلکہ اسے حسینی مشن کا حصہ بن کر ایک سچے اور واقعی حسینی کی شکل میں سامنے آنا ہے، اس کے لیے پورے سال ممبران سے رابطہ رہے، ہفتہ وار مجلس کا اہتمام ہو جسمیں تمام ممبران شریک ہوں جہاں علماء کے ساتھ علمی مسائل و احکام اور سوال و جواب کا بھی سلسلہ ہو۔تمام ممبران کی مشکلات و ضروریات کے لیے بھی عملی کوششیں ہوں، تعلیمی میدان میں اگر تعاون کی ضرورت ہو تو انجمن اس کا انتظام کرے، اگر کاروبار میں ضرورت ہو تو انجمن سہارا دے۔شادی میں تعاون کی ضرورت ہو تو انجمن کوشش کرے، کوئی مریض ہو تو ضرورت پڑنے پر انجمن علاج کرائے۔انجمن کی طرف سے اپنے جوانوں کے لیے مختلف کورس بھی رکھے جاسکتے ہیں، مختلف ہنر اور کام سیکھنے کا انتظام بھی کیا جاسکتا ہے۔انجمن کے ذریعہ محلے کے دیگر مومنین کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی بھی کوشش ہوسکتی ہے۔آخر میں مرحوم کے پسماندگان اور انجمن رونق دین اسلام کے تمام ممبران کی خدمت میں تعزیت و تسلیت پیش کرتے ہوئے دعا ہے کہ خداوند عالم محترم فاضل صاحب کی مغفرت فرمائے، انھیں جوار آقا حسینؑ میں جگہ عنایت فرمائے۔ہم سب کو سچا حسینی و واقعی عزادار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔اپنے زمانے کے حسینؑ حضرت حجتؑ کے اعوان و انصار میں ہمارا شمار ہو۔فقط

۞۞۞

اظہار تعزیت

موت برحق ہے یہ کب اور کہاں آئے گی کسی کو نہیں معلوم۔ لیکن یہ کس حالت میں آئے گی اور اور مرنے کے بعد ھم کن الفاظ میں یاد کیے جانا پسند کریں گے یہ ہمارے اختیار میں ہے۔

محترم جناب فاضل صاحب مرحوم اب ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن جب بھی عزائے سید الشہدا علیہم السلام میں نوحہ خوانی کا ذکر ہوگا تو انہیں یاد کیا جائے گا اور ہم گنہگار انسانوں کے لیے یہ شرف کم نہیں ہے کہ ہمیں اہل بیتؑ علیہم السلام کے ضمن میں یاد رکھا جائے گا۔

(مولانا) محمد عباس ترابی

شہر عزا سے باغ ارم

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مومن جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے اور ایک ایسا کاغذ باقی چھوڑتا ہے جس پر علیؑ لکھا ہو وہ کاغذ قیامت کے روز اس کے اور جہنم کے درمیان ڈھال بنے گا اور خداوند عالم اس کاغذ پر لکھے ہوئے ہر حرف کے بدلے میں اسے جنت میں ایک شہر عطا فرمائے گا جو دنیا سے سات گنا بڑا ہوگا۔ (امالی شیخ صدوق صفحہ نمبر 91)

آہ! ایک ماہر نوحہ خوان اہل بیت، روضہ خواں، کتابی ذاکر، جناب فاضل حسین صاحب مرحوم فن نوحہ خوانی، کتابی ذاکری کے روحانی اساس تھے جو یقیناً جناب فاضل حسین مرحوم شہر عزا سے باغ ارم چلے گئے۔ ان کے انتقال سے فن نوحہ خوانی، کو جو نقصان اور خلا پیدا ہوا ہے اس کو پر کرنا بہت ہی مشکل ہے۔

جناب فاضل صاحب مرحوم کو بچپن سے نوحہ خوانی کا بے حد شوق تھا۔ ان کا والہانہ جذبہ عشق حسینی لائق تحسین تھا، عزاداری کے تئیں روحانی اور عقیدتی خدمات انجام دینے میں انہوں نے کبھی تساہلی نہیں برتی۔ اس پاکیزہ نوحہ خوانی کی نوکری میں مرحوم حسینی عزادار کے بے شمار ثواب کے موجب بنے۔ نوحہ خوانی کے اسرار و رموز اور اس کی روحانی ذمہ داریوں کے تئیں موصوف ہمیشہ بیدار رہتے تھے۔ مرحوم کی بے لوث خدمات اور انجمن رونق دین اسلام کے لیے موجودہ صاحب بیاض جناب میثم صاحب اور دیگر صاحب بیاضوں کے لیے گرانقدر تحفہ ہے ساتھ ہی شہر عزا کے نئے نوحہ خوانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔

جناب فاضل صاحب مرحوم علوم آل محمدؑ اور فضائل آل محمدؑ کی نشر و اشاعت کے لیے صرف 13 برس کی عمر میں نوحہ خوانی کے فرائض کا متبرک اور عشق حسینی کے سفر کا سلسلہ شروع کیا۔ در آل محمد کی نوکری کا ثمرہ انہیں جلد ہی ریلوے میں ملازمت کی شکل میں ملا۔ ایک طرف حقیقی محبت آل محمد میں نوحہ خوانی کے فرائض کی انجام دیہی دوسری طرف زندگی کے گزر بسر کے لیے سرکاری نوکری۔ نوحہ خوانی، شب بیداریوں کے پروگرام اور پھر صبح ہی اٹھ کر نوکری پر چلے جانا کہنا بہت آسان ہے مگر حقیقت میں بہت مشکل کام ہے۔ جناب فاضل صاحب مرحوم کو نوکری کے درمیان اللہ ان کی حقیقی محبت اہل بیتؑ کا امتحان لیا۔ اس امتحان میں وہ کامیاب و کامران ہوئے۔ ہوا یوں کہ نوکری میں انہیں ترقی (پرموشن) کا جب بھی موقع ملا انہوں نے عہدے پر ترقی کے لیے منع کر دیا۔ جب میں نے بذات خود اس بارے میں ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ قبلہ اگر میں پرموشن لے لیتا تو مجھے کسی دوسرے شہر منتقل (ٹرانسفر) کر دیا جاتا اور نوحہ سرائی وغیرہ چھوٹ جاتی میں نے پرموشن کو بالائے طاق رکھ نوحہ خوانی کو اولین ترجیحات میں شامل کیا۔

جناب فاضل حسین کے انتقال پر ملال پر رنج و غم کا اظہار کرتا ہوں ساتھ ان کے اہل خانہ تئیں اظہار ہمدردی پیش کرتا ہوں۔ پروردگار عالم سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ نوحہ خوان اہلبیتؑ کی مغفرت فرمائے اور ان کے غمزدہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(مولانا) محمد رضا ایلیا

(مبارکپور، اعظم گڑھ)

بسمہ سبحانہ

(مولانا) سید محمد حسنین، بلال کاظمی
مفتی گنج، لکھنؤ

طول تاریخ کا مطالعہ یہی بتاتا ہے کہ اس کائنات فانی میں شہرت کے ان گنت راستے اور بیشمار ذرائع ہیں لیکن چونکہ کائنات ہی فانی ہے لہذا ہر شہرت کو فنا ہے۔ البتہ خوشا نصیب ان لوگوں کو جن کی پاکیزہ شہرت کا سبب عزائے سرکار سید الشہدا علیہم السلام ہے کہ عزاداری کی عطا کردہ شہرت کا سفر دنیا سے آغاز ہو کر آخرت تک جاتا ہے اور نجات کی کامیابیوں سے ہمکنار کرتا ہے۔ سبب یہ ہے کہ عزاداری مظلوم نینوا ایک ایسا لہلہاتا ہوا باغ ہے جس کا ہر پھول کل بھی تروتازہ تھا اور آج بھی تروتازہ ہے اور کیوں نہ ہو اس لیے کہ یہ وہی باغ عزائے حسینؑ ہے جسے ہر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہر امام علیہ السلام نے اپنے آنسوؤں سے سینچا ہے۔ علی الخصوص جناب زہرا سلام اللہ علیہا، جناب زینب کبریٰؑ اور جناب سید السجادین، حضرت امام زین العابدینؑ نے مسلسل اپنے آنسوؤں سے آبیاری کی ہے۔ یہ سلسلہ ختم نہ ہوا بلکہ حضرت امام زماں (عج) آج بھی ہر لمحہ خون کے آنسو بہا بہا کر باغ غم حسینؑ کو سینچتے رہتے ہیں۔

مظلوم کربلاؑ کے غم کی آبیاری کا شرف جب اہل ضمیر، اہل احساس اور اہل دل کو دیا گیا تو اس سعادت کے مختلف پہلو قرار پائے جیسے تقریر، تصنیف، تالیف، مرثیہ گوئی، نوحہ گوئی وغیرہ انہیں مذکورہ بالا سعادتوں میں ایک اہم سعادت نوحہ خوانی قرار پائی جو انجمنہائے ماتمی میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ یوں تو ہر نوحہ

خوان کربلا لائق صد احترام ہے لیکن کائنات نوحہ خوانی میں کچھ ایسے بھی چہرے ہوتے ہیں جو اپنی مثال آپ ہوتے ہیں اور ملک عزا کے باشندے انہیں فراموش نہیں کر پاتے ۔ چنانچہ انہیں خوش نصیب چہروں میں ایک چہرہ جناب فاضل حسین صاحب مرحوم کا ہے جو خود تو اس دنیا میں نہ رہے مگر ان کے پڑھے ہوئے درد انگیز اور غم والم میں ڈوبے ہوئے نوحے پوری دنیا میں زبان زد خاص وعام ہیں ۔ظاہر ہے یہ شرف اور یہ مرتبہ عزائے حسینؑ سے مخلصانہ تعلق کی بنیاد پر حاصل ہوتا ہے ۔

مرحوم فاضل حسین ایسے عزادار نوحہ خوان تھے کہ ایام عزا کے گزرتے ہی آئندہ محرم کے لیے نوحون کی تیاری میں مصروف ہو جاتے تھے ۔شاید یہی وجہ ہے کہ کربلا والوں نے مرحوم کو ایک ایسی شخصی وجاہت عطا فرمائی تھی کہ جہاں بھی بیاض لیکر کھڑے ہو جاتے تھے عزادار لمحوں میں صفیں جما لیتے تھے اور سننے والے کھینچے چلے آتے تھے ۔اس میں کوئی شک نہیں کہ عزاداری وعدہ پروردگار ہے ایک جائے گا تو دوسرا آئے گا لیکن جب بھی نوحہ خوانی وسینہ زنی کا موقع آئے گا فاضل بھائی بہت یاد آئیں گے ۔میں آخر میں مرحوم کے وارثوں، انجمن رونق دین اسلام، لکھنؤ اور مومنین کی خدمت میں اس عظیم نقصان پر تعزیت پیش کرتا ہوں ۔

”آہ! فاضل بھائی“

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

2020ء کیا آیا کہ موت کی جھڑی لگ گئی ۔ ہر صبح ہر شام کسی نہ کسی کے انتقال کی خبر سننے کو ملی ۔اچانک ایسی صبح آئی کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجی ، فاضل بھائی کے فرزند سرفراز کے رونے کی آواز آئی کہ یعسوب بھائی، پاپا کا انتقال ہوگیا۔

فاضل بھائی تنہا انجمن تھے اگر کسی انجمن کی شب بیداری میں فاضل بھائی نظر آتے تھے تو ہر طرف سے آواز آتی تھی کہ انجمن رونق دین اسلام آ گئی ۔ چاہئے شب ضربت امیر المومنینؑ ہو، عشرہ ہو، چہلم ہو، آٹھویں ہو فاضل بھائی کو سننے کے لیے مومنین کا ہجوم جمع رہتا تھا ۔ان کی آواز مین وہ درد تھا کہ جب وہ نوحہ پڑ تھے تھے تو ہر آنکھ اشکبار اور چہرہ غم حسینؑ میں سوگوار ہو جاتا تھا۔

اللہ مرحوم کے گھر والوں کو صبر عطا کرے اور فاجل بھائی کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کو پر کرے (آمین)

فقط

مولانا یعسوب عباس

لکھنؤ کی نوحہ خوانی کی علامت

انجمن رونق دین اسلام کے صاحب بیاض جناب فاضل صاحب مرحوم لکھنؤ کی مخصوص نوحہ خوانی کی علامت تھے۔ حضرت سالک لکھنوی، ماہر لکھنوی اور دیگر شعرائے اہلبیت علیہم السلام کے کلام اپنی بہترین آواز کے ذریعہ حیات بخشنے والے جناب فاضل صاحب کا انتقال ملت کا ایک عظیم نقصان ہے۔ ذکر کربلا کو باقی رکھنے کا وعدہ اللہ نے امام حسینؑ کی دکھیا ماں سے کیا ہے۔ لہٰذا یہ نوحہ خوانی کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور جناب فاضل صاحب اسی ذکر کے صدقے میں عزاداروں کے ذہنوں میں زندہ رہیں گے۔

کفش بردار زائرین باب المراد

(مولانا) سید میثم زیدی

نمایاں ترین شخصیت : جناب فاضل حسین مرحوم

سن 2020 نے ایک طرف کووڈ-19 کے نام سے متعارف ہونے والی بیماری نے جہاں مالی، ذہنی اور سماجی الجھنوں میں گرفتار کیا وہیں دوسری طرف اس منحوس سال نے عزاے مولا حسین علیہ السلام میں بے بے پناہ دقتوں سے دو چار کرنے کے ساتھ ایک نا قابل فراموش زخم یہ بھی دیا کہ شہر عزا کی رونق، انجمن رونق دین اسلام کے صاحب بیاض جناب فاضل صاحب قوم کو فیض نوحہ خوانی سے محروم کر کے خود دریاے رحمت خدا میں غوطہ زن ہو کر ملقب بہ لقب مرحوم ہو گئے۔

نوحہ خوانی کا سلسلہ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت نوح علیہ السلام کے لبوں کو چومتا ہوا، مختلف ادوار سے گزرتا ہوا کربلا پہنچا اور اس نوحہ خوانی کو بی بی ام کلثوم سلام اللہ علیہا نے اس معراج پر پہنچایا کہ نوحہ خوانی ترویج غم، اعلان حق، سبب اضافہ گریہ اور حصول ثواب کے ساتھ ساتھ خود نوحہ خوانوں کے لئے شہرت و عزت کی علامت بن گئی۔ خوشا نصیب وہ لوگ جو نوحہ خوانی سے پہچانے گئے۔ انہیں افراد میں نمایاں ترین نام جناب فاضل حسین صاحب کا نام نامی ہے جنہوں نے اپنے اپنے منفرد انداز اور پر درد آواز سے کام شاعر میں چار چاند لگا دئیے عزاداروں کی آنکھوں کے صحرا کو اشک عزاے حسین علیہ السلام کا دریا بنا دیا مگر افسوس انکے انتقال پر ملال نے ایک ایسا خلا پیدا کیا ہے جسکا پر ہونا ناممکن تو نہیں مگر مشکل ضرور ہے۔۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا انکو اپنے لال کے جوار میں جگہ عنایت فرمائیں اور اللہ انکے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ فقط والسلام

بسمہ تعالیٰ

(مولانا) سید فرید الحسن

جس طرح لکھنؤ کی شان عزاء این انجمن رونق دین اسلام کا اہم حصہ ہے اسی طرح حضرت فاضل لکھنوی کا نوحہ پڑھنے کا انداز بھی تمام دنیا میں اپنی ایک الگ پہچان کے ساتھ جانا جاتا ہے۔ ہمیں یاد ہے کہ سال گزشتہ جد مرحوم سرکار نجم الملتؒ کے شریعت کدے پر 19 صفر کی شب میں جب والد محترم امیر العلما حجۃ الاسلام والمسلمین عالیجناب آیت اللہ سید حمید الحسن صاحب قبلہ عمید جامعہ ناظمیہ نے فرمائش کی کہ نوحہ ہائے مارا گیا سید مظلوم سننے کی تمنا ہے تو ان کا جواب تھا۔ اب پڑھا نہیں جاتا۔ لیکن آپ نے کہا ضرور پڑھیں گے اور پھر جس کے پاس بھی موبائل تھا ان کی آواز محفوظ کرنے لگا۔ عجیب پر اثر منظر تھا۔

ہم نے دنیا میں کہیں بھی جناب فاضل لکھنوی کا نام لیا تو نوحہ و ماتم کی دنیا میں سے وابستگی رکھنے والے کی زبان پر یہ نوحہ فوراً ہی آگیا۔ اس کے علاوہ بھی وہ اپنے خلق اخلاق اور لکھنؤ کی تہذیبی زندگی کی ایک نشانی تھے۔ وہ اب ہم میں نہیں ہیں۔ لیکن آنے والی نسلوں میں ان کے تذکرے اور عزائے امام مظلومؑ میں ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

فقط والسلام

زمیں کھاگئی آسماں کیسے کیسے

شہرعزالکھنؤ کی عزاداری کی آبرو انجمن ہائے ماتمی کا ایک عظیم ستون منہدم ہوگیا یعنی انجمن رونق دین اسلام کے صاحب بیاض عظیم المرتبت تقدس مآب مرحوم ومغفور عالیجناب فاضل لکھنوی صاحب نہ رہے۔

جناب فاضل لکھنوی صاحب شہرعزالکھنو کی عزاداری کی مخصوص روایات کے علمبردار تھے۔ جناب فاضل لکھنوی صاحب کی کمی کو کوئی بھی پوری نہیں کرسکتا۔ وہ انمول گوہر نایاب عطائے پروردگار تھا۔

فاضل لکھنوی صاحب کی کچھ مخصوص خصوصیات تھیں جس کا بدل ملنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ اپنی سینٹرل گورنمنٹ کی نوکری کے باوجود تمام رات انجمن کے وعدے کرانا پھر نوکری پر جانا ممکن نہ تھا مگر مرحوم فاضل صاحب نے اس کو ممکن کردیا۔ بارگاہ رب العزت میں دعاگو ہیں کہ خداوند عالم اپنے فضل وکرم سے شہنشاہ مشرقین مولا حسین علیہ السلام کے ذاکر کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین و جوار معصومین علیہم السلام میں جگہ عنایت فرمائے (آمین)

(مولانا) سید شوذب کاظم جرولی

آہ! فاضل حسین مرحوم

سید فاضل حسین صاحب مرحوم کی شخصیت محتاج تعاوف نہیں ہے وہ انجمن رونق دین اسلام کے صاحب بیاض تھے وہ عرصے سے انجمن کی خدمت میں مصروف تھے وہ بہت ہی خوش لحن تھے جن کی آواز اتنی سریلی تھی جس کو سن کر سامعین بہت محظوظ ہوتے تھے۔

وہ صاحب بیاض ہونے کے ساتھ بڑے خوش اخلاق تھے۔انجمن کا ہر ممبر ان کا گرویدہ تھا وہ اہل محلہ کے ساتھ بہت خوش اخلاق اور ہمدردی کے ساتھ پیش آتے تھے۔سماج میں ان کی بڑی عزت تھی۔مرنے کے بعد بھی لوگ ان کو یاد کرتے رہیں گے۔

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

فقط

(مولانا) سید اطہر عباس رضوی

ھوالباقی

نوحہ خوان مظلوم نینوا

عزائے مظلوم کربلا یعنی عزاداری کے اجزا اور اصناف متعارف اور واضح ہیں۔
مرثیہ گوئی کے ساتھ مرثیہ خوانی ،نوحہ گوئی کے ساتھ نوحہ خوانی وغیرہ یہ وہ اجزا
ئے عزا ہیں جو ایک دوسرے سے مربوط ہیں ۔مگر یہ تو ہوا ہے ۔کہ مرثیہ گو ، مرثیہ
خوان بھی ہو مگر یہ شاذ ہے کہ نوحہ گو نوحہ خوان بھی رہا ہو۔نتیجتاً نوحہ خوانی مستقل ایک
فن کی حیثیت اختیاط کر گیا اور ہر انجمن ماتمی میں صاحب بیاض کا ایک لازمی مقام
قرار پایا۔ بلکہ زیادہ تر انجمنہائے ماتمی صرف صاحب بیاض کی ہی وجہ سے
متعارف ومشہور ہوئیں۔

آمد برسر مطلب

جناب فاضل حسین صاحب صاحب بیاض انجمن رونق دین اسلام (قدیم)
بھی انہیں نادر و نایاب افراد میں سے ایک تھے ۔کیا کہنا ان کی وہ طرز سریلی
آواز ،انداز ،ادا ،اشارات ومنظر کشی سننے اور دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔

کون بھول پائے گا
تھیں عشق علیؑ میں رسن و دار سے باتیں
یا کچھ بھی نہ بچایا اپنے لیے اسلام بچانے والے نے

جس وقت مرحوم اپنے مخصوص انداز میں پڑھتے تھے تو ایک سماں بندھ جا
تا تھا۔افسوس ! آج وہ ہمارے درمیان نہیں رہے ۔اللہ بارگاہ معصومین علیہم

السلام کے روضہ خوانوں میں شمار فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عنایت فرمائے۔

انجمن رونق دین اسلام کے ممبران و عہدیداران کی خدمت میں بھی تعزیت پیش ہے۔

فقط

خاک در اھل بیتؑ

(مولانا) سید سرتاج حیدر زیدی

سلطان المدارس، لکھنؤ

جب محرم آئے گا تم یاد آؤ گے بہت

حضرات معصومینؑ کا ارشاد ہے کہ اپنے بچوں کا مبارک نام رکھو اس لیے کہ نام کا زندگی پر اثر پڑتا ہے ۔مرحوم فاضل بھائی کے بزرگوں نے ان کا نام فاضل حسین رکھا۔فاضل کے معنی ہیں فضل وشرف والا ،صاحب فضیلت ،بزرگی والا۔مر حوم کی اس سے بڑی فضیلت اور شرف کیا ہوسکتا ہے کہ ساٹھ برس سے زیادہ نوحہ خوانی فرمائی ۔عزائے سید الشہداؑ کے فروغ میں نمایاں حصہ لیا۔انجمن رونق دین اسلام اپنے زمانے کی مشہور ومعروف انجمن پہلے سے تھی لیکن جناب فاضل صاحب کی صاحب بیاضی نے اس کو عالمی شہرت دلائی ۔فاضل صاحب انجمن رونق دین اسلام کے نشان کی حیثیت رکھتے تھے ان کی نوحہ خوانی سننے کے لیے مومنین بے چین رہتے تھے ۔جناب سالکؔ صاحب اور جناب ماہرؔ صاحب مرحوم کے معرکتہ الآرا سلاموں میں اپنی طرز ادا اور اپنی پڑھائی سے جان ڈال دیتے تھے ۔ ان کی پرسوز اور پر درد آواز کا جادو سننے سے تعلق رکھتا تھا۔وہ اپنی انجمن کے روح رواں تھے ۔ریلوے کی ملازمت کے باوجود ایام عزا میں پوری پوری رات وعدوں میں شرکت ،بحیثیت انسان بھی ان کے جیسے لوگ تلاش کرنے پر ملیں گے ۔منکسر المزاج ،خوش اخلاق ، چھوٹوں سے بھی سلام میں پہل کرنے والے، وضعدار،تعلقات اور عزیز داری نبھانے والے فاضل بھائی آہ!اب اس عارضی دنیا کو چھوڑ کر چلے گئے لیکن تسکین کا سبب یہ یقین ہے کہ وہ بارگاہ امام حسینؑ میں ہوں

گے۔فاضل بھائی کے بعد اب جو ذمہ داری دلا رے بھائی مرحوم کے فرزند میثم میاں کے کاندھوں پر آئی ہے وہ بہت بڑی ذمہ داری اور ان کا امتحان ہے مولا میثم اور ذیشان صاحب کو کامیابی اور ترقی عطا کریں میں مرحوم کے فرزندان، اہل خانہ اور انجمن کے سکریٹری جناب وصی الحسن صاحب اور میثم میاں کی خدمت میں دلی تعزیت پیش کرتا ہوں اور مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ فاضل بھائی نے کچھ میرے سلام بھی انجمن رونق دین اسلام میں پڑھے ہیں۔

فقط

خادم شعرائے اہلبیتؑ
اعجاز زیدی لکھنوی

بسمہ سبحانہ

کلیہ یہ ہے کہ اس دنیائے بے ثبات میں کسی کو ثبات نہیں جس ہستی کو وجود ملا عدم میں تبدیل ہونا پڑا لیکن قربان جاؤں غم حسینؑ کے جو مفہوم بقا بھی ہے اور معنی دوام بھی۔ دلیل یہ ہے کہ یہ غم اس وقت بھی تھا جب حسینؑ بظاہر اس دنیا میں نہیں تھے اور اس وقت بھی ہے جب حسینؑ اس دنیا میں نہیں رہے۔ چونکہ غم کو فنا کی زنجیروں سے آزاد رہتے ہیں جنھوں نے اپنی خوشبوں کو اس غم پر نثار کر کے اپنے وجود کو غم حسینؑ میں ضم کر دیا ہے۔

مرحوم فاضل حسین صاحب انہیں کامیاب لوگوں میں سے ایک ہیں۔ مرحوم سے ہمارے اور ہمارے والد محترم جناب انور نواب صاحب مرحوم کے بڑے دیرنہ تعلقات تھے۔ مرحوم نہایت خلیق، نہایت سنجیدہ اور ہر لمحہ غم حسینؑ میں ڈوبے رہنے والے انسان تھے۔ مرحوم کا نہ رہنا فضائے نوحہ خوانی کے لیے پیغام سوگواری بن گیا۔ میرے کانوں میں میں وہ سارے غم انگیز نوحے مرحوم کی درد بھری آواز میں جیسے گونج رہے ہیں۔ مرحوم کا بچھڑنا فقط نقصان نہیں بہت بڑا نقصان ہے۔ اس لیے کہ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

سرور نواب
شیش محل، لکھنؤ

ایک عظیم صاحب بیاض...........

شہر لکھنؤ جو ہمیشہ عزاداری کا مرکز رہا ہے جہاں ایک سے ایک صاحب بیاض ہر دور میں پیدا ہوتے رہے اور اپنی اپنی انجمن کی زینت بنتے رہے، اپنی نوعمری سے جن جن صاحب بیاض حضرات کو دیکھا ان کی فہرست ایک طویل ہے۔ان میں کچھ مخصوص نام درج کر رہا ہوں جس سے میں بہت متاثر تھا اور آج بھی میں ان حضرات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں ۔حضرت شہید لکھنوی صاحب ظفر الایمان ، جناب حیدرؔ صاحب انجمن ناصر العزا، جناب پھجنؔ صاحب کاظمیہ عابدیہ۔ ان کے علاوہ جناب بو صاحب، کاظمیہ عابدیہ، جناب ناصر لکھنوی ،تصویر العزا قابل ذکر ہیں ۔اس وقت جو تذکرہ مخصوص ہے وہ انجمن رونق دین اسلام اور اس کے صاحب بیاض کا ہے یوں تو اس انجمن میں جناب یاور صاحب کا نام بھی جلی حروف میں آتا ہے اور ان کے دور میں مقبول ترین نوحہ ہائے مارا گیا سید مظلوم واویلا ، ہائے اہل حرم میں ہے رونے کی دھوم واویلا، ایک شناخت کے طور پر یہ نوحہ رونق دین اسلام میں ظہور پذیر ہوا، رفتہ رفتہ اس انجمن کی باگ ڈور محترم فاضل حسینؑ صاحب کے دست مبارک میں آئی ۔فاضلؔ بھائی سنجیدہ اور پرکشش صاحب بیاضی میں ان کی آواز نے مزید چار چاند لگا دیئے چاہے کوئی بھی بڑی شب بیداری ہو یا جلوس عزا۔ادھر فاضل بھائی کے دست مبارک میں بیاض آئی ادھر مومنین کا ہجوم اکٹھا ہو جاتا تھا۔طبیعت میں انکساری اپنے ہم عصر حضرات کی عزت اور چھوٹوں سے محبت انتہائی محبت سے پیش آتے تھے عزم اور حوصلے کا یہ عالم تھا کہ آخری وقت

تک اپنے فرض منصبی سے کبھی منھ نہیں موڑا مرحوم لکھتے ہوئے قلم کانپ رہا ہے مگر اس حقیقت سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا کہ فاضل بھائی نے ہمیشہ انجمن کے اچھے مستقبل کے لیے سوچا جو کہ اکثر صاحب بیاض ایسا نہیں سوچتے، مرحوم نے بہت پہلے احسن مرحوم کو رموز صاحب بیاضی سکھائے مگر وقت نے اس کا زیادہ ساتھ نہیں دیا وہ اپنی شناخت بنانے سے پہلے ہی اللہ کو پیارا ہوگیا مگر فاضل بھائی نے ہمت نہیں ہاری اور اپنے بعد کے لیے میثم میاں کو اپنی زندگی میں اتنا سنوار دیا کہ انجمن رونق دین اسلام کو اپنے صاحب بیاض کا چہرہ پہچنوانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ فاضل بھائی کے بعد پرانے صاحب بیاضوں کا ایک باب بند ہوگیا۔ خدا مرحوم کے درجات کو بلند کرے اور جوار معصومینؑ میں جگہ عطا کرے اور پسماندگان وارکان انجمن رونق دین اسلام کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آخر میں بس اتنا ہی کہوں گا۔

ہائے وہ کیا دور تھا جو ختم عشرت ہوگیا

خادم عزا

عشرت رضوی لکھنوی

فاضل بھائی ایک منفرد صاحب بیاض

راستو کیا ہوئے وہ لوگ جو آتے جاتے

میرے آداب پہ کہتے تھے کہ جیتے رہیے

آج سے تقریباً 50 سال قبل جب میں نے ہوش سنبھالا تو لکھنؤ شعرائے اہل بیت سے چھلک رہا تھا جن کا کلام اپنے اپنے انداز میں ماتمی انجمنیں پڑھا کرتی تھیں۔اس زمانے میں ایک سے بڑھ کر ایک صاحب بیاض موجود تھے، جن میں جناب ببو صاحب انجمن کاظمیہ عابدیہ، جناب حیدر صاحب، انجمن ناصر العزا جناب شبیر الحسن صاحب، انجمن غنچہ مظلومیہ شاعر اہل بیت جناب ناصر لکھنوی، انجمن تصویر العزا جناب فاضل صاحب، انجمن ظفر الایمان اور جناب فاضل حسین صاحب مرحوم، انجمن رونق دین اسلام ان کے علاوہ بھی بہت سی انجمنہائے ماتمی جو الحمداللہ آج تک اپنے نوحوں اور رسلاموں کو سامعین تک اپنے خوبصورت انداز میں پہنچاتی چلی آرہی ہے۔

آج ہمارے درمیان مذکورہ ان حضرات میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے لیکن ان کی رات رات بھر کی خدمات عزا آج بھی ان کو زندہ کیے ہوئے ہے۔میں اس زمانے میں شعر نہیں کہتا تھا لیکن مذکورہ حضرات جب شہر کی شاہراہوں پر روز عاشورہ، چہلم یا آٹھویں کے موقعوں پر کہیں ٹھہر کر اتنی اتنی انجمنوں میں اپنے دلکش اور خوبصورت انداز میں کلام پیش کرتے تھے تو میں کوشش کر کے سامعین کی اگلی صف میں کھڑا ہو جاتا تھا تا کہ کلام سننے کے ساتھ

ساتھ صاحب بیاض کی شعروں کی ادائیگی کے انداز سے بھی محظوظ ہونے کا موقع ملے کبھی رضائے حسین میں فیاض صاحب کو سنتا تھا جو الحمد اللہ آج تک بقید حیات ہیں اور انشاء اللہ انہیں معصومہ عالمیان طول عمر عطا فرمائیں گی کبھی حسن سعید صاحب کو جو اس وقت غنچہ مظلومیہ میں اپنی خدمات انجام دیتے تھے اور خدا کا شکر ہے کہ وہ بھی بقید حیات ہیں آج کل علیل بھی ہیں۔ مولا انہیں بھی صحت کے ساتھ طول عمر عطا کریں کو سنتا تھا کبھی انجمن ظفر الایمان میں جناب فاضل بھائی کے انداز بیان کو دیکھ کر داد و تحسین دینے والوں میں شامل ہوتا تھا اسی سلسلہ کی ایک کڑی انجمن رونق دین اسلام کے صاحب بیاض جناب فاضل حسین گزشتہ 05 دسمبر 2020 بروز ہفتہ صبح 07:30 بجے رخصت ہو گئے۔ انہیں بھی دیر تک سنتا تھا۔

فاضل بھائی بڑی خوبیوں کے مالک تھے ان کا صرف انداز بیان ہی دلکش اور خوبصورت نہیں تھا بلکہ ان کی آواز میں بھی ایسا درد تھا کہ دل خود بخود ان کی طرف کھینچ کے لے جاتا تھا وہ جہاں بھی کلام پیش کرتے تھے تو فضائل کے اشعار پر داد و تحسین کے نعروں سے فضا گونجنے لگتی تھی اور جب مصائب کے اشعار پیش کر تے تھے تو ہر طرف سے آہ و بکا کا شور بلند ہو جاتا تھا چونکہ معصومہ عالمیان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ذکر حسین اور عزاداری حسین کو ہمیشہ باقی رکھے گا تو ظاہر ہے ذکر حسینؑ سے وابستہ ہونے والے بھی ہمیشہ باقی رہیں گے اور خداوند عالم اپنے وعدے کے مطابق عزاداری کی خدمت کرنے والوں کو اس دنیا میں بھیجتا رہے گا۔ شعرا پیدا ہوتے رہیں گے، خطبا اور ذاکرین کا سلسلہ جاری رہے گا، انجمنوں کو صاحب بیاض ملتے رہیں گے اور سینہ زنی کرنے والے عزاداروں کی کمی محسوس نہیں ہوگی

۔فاضل بھائی آج ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن ان کی پر درد آواز میں موجود نوحے ،سلام جو آج بھی فضاؤں میں گونج رہی ہیں ان کے زندہ ہونے کا احساس دلاتے رہیں گے ۔معصومہ عالمیان نے ان کی خدمات کا صلہ جو انہیں دیا ہوگا اس کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا۔

مولائے کائنات سرہانے جب آ گئے
تربت میں روشنی ہوئی اور چہرہ کھل گیا
اک دوسرے سے بولے فرشتے چلو چلیں
فاضل کو خلد جانے کا پروانہ مل گیا

اہلبیتؑ کے وسیلے سے اللہ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ جلد از جلد ''انجمن رونق دین اسلام'' کو فاضل بھائی جیسے صاحب بیاض فن کار کا نعمل البدل عطا ہو آمین ۔آخر میں ایک قطعہ جو مرحوم و مغفور کے انتقال کے سلسلے میں عرض کیا ہے پیش خدمت ہے اس قطعہ کے چوتھے مصرعے میں مادہ تاریخ ہے۔

فرش عزا گواہ کہ مصروف ہی رہے
تا زندگی عزائے شہ مشرقین میں
حکم بتول پاتے ہی سارے ملائکہ
فاضل کو لے چلے ہیں بہشت حسینؑ میں

2020

نیر مجیدی لکھنوی

جناب فاضل حسین مرحوم اپنی مثال آپ تھے

مرحوم و مغفور جناب فاضل صاحب کی شخصیت پر کچھ تحریر کرنا میرے جیسے طفل مکتب کے لیے اپنی کم علمی کا ثبوت پیش کرنے جیسا ہے ۔ یہ چند تعزیتی سطریں نا کافی ہیں اگر فاضل صاحب کی کربلائی شخصیت کو بغور دیکھا جائے ۔اس اعتراف کے باوجود میں اس سعادت سے محروم نہیں رہنا چاہتا۔

فاضلؔ صاحب کا نام تاریخ انجمن ہائے ماتمی کے ’’باب صاحبان بیاض‘‘ میں جلی حروف میں درج ہے ۔انجمن رونق دین اسلام کو پایہ عروج تک پہنچانے کا شرف بھی ان کے نام ہے ۔میری فاضل صاحب سے دو تین ملاقاتیں یادگار ہیں ۔ان کی گفتگو سے یہ انداز لگانا بہت آسان تھا کہ وہ اس جہان فانی میں صرف اور صرف عزائے حسینؑ کے لیے تشریف لائے تھے ۔اپنی پرکشش اور درد آمیز آواز کے حوالے سے ان کے پسند کرنے والوں یا ان کے شائقین کی کثیر تعداد ہے۔

انجمنوں کے حوالے سے پیش کیے جانے والے صاحب بیاض اور نوحہ خوانوں کی فہرست میں ترتیب دی جائے تو نگاہ خود بہ خود فاضلؔ صاحب کے نام پر ٹھہر جائے گی ۔وہ اپنی مثال آپ تھے ۔ان کا انداز بیان اور زبان پر قدرت ان کی خوبی تھی ۔لکھنؤ ان کی خدمت عزا کو فراموش نہیں کرسکتا۔ان کی یاد باقی رہے گی۔ پروردگار فاضلؔ صاحب کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے ۔(آمین)

منفرد صاحب بیاض تھے وہ	منفرد تھی ادائیگی ان کی
ہر برس جب محرم آئے گا	ساتھ لائے گا یاد بھی ان کی

احقر: ہلالؔ نقوی، لکھنؤ

ھوالعلی العظیم

تاثرات: شاعرِ"انقلاب کربلا" حسن فراز لکھنوی

" زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے "

یہ حق ہے کہ موت برحق ہے اور ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ مگر ادھر گزشتہ کئی برسوں سے لکھنؤ کو جیسے کسی کی نظر لگ گئی ہے اور ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے کیسے کیسے با صلاحیت افراد ہم کو اپنی جدائی سے بے چین و بے قرار اور اشکبار کر کے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ یہ حضرات مرحومین اپنی خوبیوں اور منفرد صلاحیتوں کی وجہ سے صرف شہر عزا لکھنؤ ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں آباد محبان وغلامان حضرات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمدؑ و عزاداران حضرت سید الشہداؑ میں قدر و منزلت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ ابھی چند دن ہوئے ہیں کہ شہر عزا لکھنؤ کی مشہور و معروف انجمن "رونق دین اسلام" کے روح رواں کہنہ مشق صاحب بیاض جناب فاضل حسین صاحب مرحوم بھی اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ فاضل حسین صاحب مرحوم عرصۂ دراز سے اپنی پرسوز اور منفرد دھنوں اور اپنی پرکشش آواز سے دور کھڑے ہوئے عزاداران مظلوم کربلا کو قریب تر کر لیتے تھے۔ اگر میں یہ کہوں کہ انجمنہائے ماتمی شہ رگ عزائے حسینؑ مظلوم ہیں تو میرا یہ کہنا غلط نہ ہو گا کیونکہ آغاز محرم الحرام سے 8 ربیع الاول تک یعنی سوا دو مہینے موسم چاہئے جیسا بھی ہو ساری ساری رات جاگ کر نوحہ خوانی وسینہ زنی کرنا معمولی بات نہیں ہے لیکن اللہ جن کو عزائے حسینؑ مظلوم کی توفیق دے ان کی تو بات ہی الگ ہے۔ یقیناً انجمنہائے

ماتمی کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ ہمارے جناب فاضل حسین صاحب مرحوم بھی گلشن عزائے حسینؑ کے ایک گلاب تھے جو کچھ دن پہلے شاخ عزا کے وسیلے سے اب باغ ارم میں مہک رہے ہوں گے اور مجلس حسین مظلومؑ میں ہوں گے۔

خاکپائے عزادارن حضرت سید الشہداؑ

حسن فراز لکھنوی

25/دسمبر 2020، مطابق 9 جمادی الاولیٰ

بسمہ سبحانہ

آہ! فاضل حسین

انجمن رونق دین اسلام کے صاحب بیاض اور انجمن کے روح رواں فاضل حسین صاحب کافی دنوں سے علیل ہونے کے بعد ہم لوگوں کو روتا چھوڑ کر اپنے معبود سے جا ملے۔ان کے انتقال پر ملال سے انجمن میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے۔ اس کا پر ہونا محال ہے۔مرحوم نہایت خلوص کے ساتھ انجمن کی خدمت کرتے تھے۔ان کی محنتوں کا صلہ بارگاہ سید الشہدأ سے یقینا ان کو ملے گا۔خداوند عالم مرحوم کو جوار پنجتن میں جگہ دے اور ان کے متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

شریک غم

سید ایثار الحسن نقوی

شعبہ ایم اے (اردو)

شیعہ پی جی کالج

تعزیتی پیغام

جناب فاضل بھائی مشہور صاحب بیاض انجمن رونق دین اسلام کے انتقال پرملال سے پوری قوم ایک صدمہ میں ہے۔فاضل بھائی ہر دلعزیز، ایک نیک سیرت اچھے انسان تھے۔مرحوم نے اپنی پوری زندگی عزائے حسینؑ اور مجلس ماتم کے لیے وقف کر دی تھی۔

فاضل بھائی مرحوم کی موت سے جو خلا انجمن میں واقع ہوا ہے وہ اب پر نہیں کیا جاسکتا۔سب کے دلوں میں مرحوم فاضل بھائی کی یاد ہمیشہ رہے گی۔خدا مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے اور انہیں جوار ائمہ معصومینؑ میں جگہ مرحمت فرمائے (آمین یا رب العالمین) اور مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

سید حسن مہدی (جھبّو)
جنرل سکریٹری
آل انڈیا شیعہ حسینی فنڈ، لکھنؤ

انجمن رونق دین اسلام کے صاحب بیاض

لکھنؤ کی قدیمی انجمن عباسیہ امامیہ کے ارکان نے جناب فاضل حسین صاحب مرحوم کے سانحہ ارتحال پر تعزیت اور خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم فاضل صاحب انجمن رونق دین اسلام کے روح رواں اور صاحب بیاض تھے۔ اپنی دلکش شخصیت اور محنت سے انہوں نے انجمن میں چار چاند لگا دیئے۔ اپنی صاحب بیاضی اور نوحہ خوانی سے عزاداری کو خوب فروغ دیا۔ فضل نقوی، سالک لکھنوی اور ماہر لکھنوی کے نوحے بہت ہی جذباتی انداز میں پڑھتے تھے۔ 05 ربیع الاول کو امام باڑہ ناظم صاحب میں منعقد ہونے والی انجمن رونق دین اسلام کی شب داری بھی فاضل صاحب نے قائم کی۔ وہ لکھنوی تہذیب کی علامت تھے۔ انجمن عباسیہ امامیہ بزازہ کو بھی تعاون دیتے تھے۔ اس انجمن کے ساتھ بھی وہ نوحہ خوانی کرتے تھے۔ انجمن عباسیہ اور غنچہ عباسیہ کی طرف سے سکریٹری قائم رضا صاحب جزل سکریٹری اور ارکان انجمن سید عباس حسین عرف بھولے نواب صاحب نے مرحوم فاضل حسین صاحب کے لیے سورہ فاتحہ کی تلاوت کروائی اور پروردگار سے پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کی دعا کی۔

سید عباس رضوی (بھولے نواب)
روح رواں انجمن عباسیہ (قدیم)

بسمہ سبحانہ

اظہار خیال

جناب فاضل بھائی کے انتقال کی خبر سنکر مجھے انتہائی صدمہ ہوا۔ انجمن رونق دین اسلام کے صاحب بیاض کی حیثیت سے انہوں نے گرانقدر خدمات انجام دیں ایک نوحہ خواں کی حیثیت سے انہوں نے بہت مقبولیت حاصل کی۔ ان کی آواز پر اثر اور بہت پرسوز تھی ۔ ان کی موت نے انجمن رونق دین اسلام اور سوگواران امام مظلومؑ کے لیے ایک خلا پیدا کر دیا۔ ایام عزا میں ان کی کمی بہت محسوس ہوگی ۔ فاضل بھائی کا دنیا سے انتقال کر جانا ایک ایسا نقصان ہے جس کی بھرپائی ہونا مشکل ہے۔

فاضل بھائی کی اہلیہ اور ان کے بچوں کو صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کی مغفرت فرمائے (آمین)

صدر انجمن رونق دین اسلام

ڈاکٹر سید سرتاج شبر رضوی (عرشی)

پرنسپل (آرٹس سیکشن)، شیعہ پی۔ جی۔ کالج لکھنؤ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ہماری انجمن ”رونق دین اسلام“ کے صاحب بیان اور انجمن کے روح رواں جناب فاضل حسین صاحب بہترین حسن واخلاق کے مالک تھے۔ان کے انتقال کی خبر ایک عظیم صدمہ سے کم نہیں تھی۔جس کی وجہ سے ذہن اب تک اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہو پا رہا ہے کہ ایسی عظیم شخصیت اب ہمارے درمیان نہیں رہی۔مگر دنیائے نوحہ خوانی وصاحب بیاضی میں ان کی کمی ہمیشہ محسوس کی جاتی رہے گی۔خصوصاً عزائے حسینؑ مظلوم کے سلسلہ میں ان کی ناقابل فراموش خدمات ان کے تمام وابستگان کو تاعمر رلاتی رہے گی۔

مرحوم فاضل بھائی انجمن رونق دین اسلام کے بنیادی ستون تھے وہ انجمن کی تا عمر بے لوث خدمات انجام دیتے رہے۔ہم اراکین انجمن رونق دین اسلام ان تمام حضرات کے شکر گزار ہیں جو اس غم میں ہمارے شریک ہوئے۔پروردگار عالم مخلص خادم عزا کو جوار رحمت میں جگہ دے اور جملہ وابستگان و پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

سید وصی الحسن عرف ”منے“
سکریٹری انجمن رونق دین اسلام،وکٹوریہ اسٹریٹ،لکھنؤ

اظہار تشکر

ہم بے حد ممنون و متشکر ہیں ان تمام علما، ذاکرین، ذوی الاحترام شعرائے کرام، انجمن ہائے ماتمی، احباب و مومنین کرام نے اپنا قیمتی وقت خرچ کر کے اپنے تعزیتی پیغامات کے ذریعہ ہمارے شکستہ دلوں کو یہ غم جانکاہ برداشت کرنے کا حوصلہ دیا۔ ہم ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور بارگاہ خداوندی میں ان کی صحت و سلامتی کے لیے دعا کرتے ہیں۔

والسلام

جناب شیزاز حسین

جناب آصف حسین

جناب عمران حسین

جناب سرفراز حسین

سلام

مشکلوں میں اے پیغمبر ہم کبھی بھولے نہیں
جو سر خیبر ملی ناد علیؑ بھولے نہیں

وہ چمکتی پھر رہی تھی آسماں میں بار بار
کب سر مرحب پہ یہ بجلی گری بھولے نہیں

خم کے ممبر کا سبق ہے یاد ہم کو آج تک
جس کو احمد نے بنایا تھا وصی بھولے نہیں

رات بھر کفار حیدرؑ کو نبیؑ سمجھا کیے
ایک شب کی وہ تیری پیغمبریؐ بھولے نہیں

نفس کو بیچا خریدا مرضیٔ معبود کو
یاعلیؑ ہم آپ کی سودا گری بھولے نہیں

جس میں حیدر کی ثنا ہوتی رہی ہے بار بار
ایسی ہر آیت کو ہم قرآن کی بھولے نہیں

آ رہا ہوں مشک بھرنے کون روکے گا ہمیں
ہم علیؑ کے شیر ہیں یہ لشکری بھولے نہیں

تیغ بھی کھینچتی نہیں دریا پہ قبضہ کرلیا
یہ دلیری ہم علیؑ کے شیر کی بھولے نہیں

شاہ والا نے بدل کر رکھ دیا حر کا نصیب
کس طرح بگڑی ہوئی قسمت بنی بھولے نہیں

ذکر خالق ذکر قرآں ہے لب شبیرؑ پر
نوکِ نیزہ پر بھی سرور ذاکری بھولے نہیں

خط ملا اور چل دیئے ہے نصرت شبیرؑ کو
مرحبا ابن مظاہر دوستی بھولے نہیں

بال و پر فطرس کو راہب کو پسر حر کو نجات
شاہ والا آپ کی دریا دلی بھولے نہیں

آخری حملے سے سرور کے قیامت آگئی
ذوالفقار حیدری ایسی چلی بھولے نہیں

اس قدر بے چین ہیں بنت علیؑ و فاطمہؑ
آگ خیموں میں لگی ایسی لگی بھولے نہیں

یاد کرتے ہیں تجھے ہم آج بھی لعنت کے ساتھ
وہ سقیفہ کی تیری کاری گری بھولے نہیں

ہم تو ہیں تنویرؔ نوکر باب شہر علم کے
وقت کوئی بھی پڑا مدح علی بھولے نہیں

سلام

کہا عباسؑ نے آقا کا منشا آج لے لیں گے
سکینہؑ کے لیے اعداد سے دریا آج لے لیں گے علیؑ

کے شیر ہیں عباسؑ کے تیور بتاتے ہیں
ستمگاروں کے قبضہ سے یہ دریا آج لے لیں گے

ستمگاروں سے یہ عونؑ و محمدؑ رن میں کہتے تھے
مرے حملے دیار شام و کوفہ آج لے لیں گے

ولادت کہہ رہی ہے بت شکن کی عین کعبہ میں
خدا والے بتوں سے اپنا کعبہ آج لے لیں گے

ہم آتے ہیں کہا عباسؑ نے اے لشکر اعدا
جو کل دریا تمہارا تھا وہ دریا آج لے لیں گے

الٹ کر آستیں عباسؑ بے دینوں سے کہتے ہیں
یہ دریا ہی نہیں ہم ساری دنیا آج لے لیں گے

یہ انصار حسینی رکھ کے تیغوں پر گلے بولے
سروں پہ تری رحمت کا سایہ آج لے لیں گے

سجی ہے کربلا تیروں سے تلواروں سے نیزوں سے
یہ انصار حسینی جانے کیا کیا آج لے لیں گے

ہے جس سے عظمت کعبہ زمین کربلا بولی
جبین شاہ دیں سے ہم وہ سجدہ آج لے لیں گے

اجل کو نقد جاں دیکر شہ والا کی نصرت میں
خریدار وفا جنت کا سودا آج لے لیں گے

کریم ابن کریم آقا ہو یہ حرؑ شہ سے کہتا ہے
ہم اپنے ہاتھ میں دامن تمہارا آج لے لیں گے

نکل جائے گی حسرت جنگ کی عباسؑ کہتے تھے
سکینہؑ کی سفارش کا سہارا آج لے لیں گے

بڑھے یہ کہہ کے اکبرؑ کی طرف نیزے لیے شامی
شہ والا کی آنکھوں کا اجالا آج لے لیں گے

کہا دریا کی موجوں نے چلے عباسؑ جب پیاسے
تمہاری تشنگی کا دل میں چھالا آج لے لیں گے

جھپک جائے نگاہ برق جس کو دیکھ کر سالکؔ
علیؑ کی مدح سے ایسا اجالا آج لے لیں گے

❁❁❁

سلام

مدح حیدر کی سر دار نہ دیکھی نہ سنی
جرأت میثم تمار نہ دیکھی نہ سنی

سر مومن پہ رکی اور سر کافر پہ چلی
ایسی شمشیر سمجھدار نہ دیکھی نہ سنی

معجزہ ہے یہ فقط تیغ علیؑ کا ورنہ
باتیں کرتی ہوئی تلوار نہ دیکھی نہ سنی

ڈھونڈ کر آگئے دنیا کو سوا کعبے کے
مسکراتی ہوئی دیوار نہ دیکھی نہ سنی

سر برستے نظر آئے ہیں سر نہر فرات
تیزیٔ تیغ علمدار نہ دیکھی نہ سنی

صرف دو آنکھوں پر روکے رہا سارا لشکر
رعب عباسؑ کی دیوار نہ دیکھی نہ سنی

توڑ کر پھینک دیا طالب بیعت کا ہاتھ
شاہ کی طاقت انکار نہ دیکھی نہ سنی

اپنے سینے سے لگائے ہیں شہ حر کو
ایسی تقدیر گنہگار نہ دیکھی نہ سنی

بازوئے فاتح خیبر پہ تصدق ہو یہ دل
پر جبرئیل پہ تلوار نہ دیکھی نہ سنی

پہنچے مرسل سے بھی پہلے سر قوسین علیؑ
اس قدر تیزئ رفتار نہ دیکھی نہ سنی

زندگی پائیں تو پھر شہ پہ تصدق ہوجائیں
حسرت جذبہ انصار نہ دیکھی نہ سنی

جیسے لوٹا گیا کرب و بلا میں شہ کا
ایسی لٹتی ہوئی کوئی سرکار نہ دیکھی نہ سنی

جی میں آتا ہے قاسمؑ کی بلائیں لے لوں
دست نوشاہ میں تلوار نہ دیکھی نہ سنی

شہ کے بے شیر نے رلوادیا خون لشکر کو
مسکراہٹ کی یہ تلوار نہ دیکھی نہ سنی

ڈھونڈھ کر لے گئی ہر آنکھ سے اشک ماتم
ایسی تو چشم خریدار نہ دیکھی نہ سنی

صدیاں طے کر گئی بن بنکے دلوں کی دھڑکن
تیزئ زنجیر کی جھنکار نہ دیکھی نہ سنی

میرے مولا نے یہ بخشا ہے شرف ماھرؔ کو
شعر کہنے کی یہ رفتار نہ دیکھی نہ سنی

۞۞۞

سلام

کرو خدا کی مشیت کا انتظار کرو
ظہور حضرت حجت کا انتظار کرو

خدا کی قسم در خیبر ضرور ٹوٹے گا
علیؑ کے ہاتھ کی ضربت کا انتظار کرو

نبیؐ نماز پڑھے گا امام کہ پیچھے
ذرا نماز جماعت کا انتظار کرو

سنا ہے لے کے قیامت امام آئیں گے
چلو حرم میں قیامت کا انتظار کرو

نبیؐ سے بولی مشیت پیمبری کے لیے
حرم میں جاکے امامت کا انتظار کرو

کریں گے جنگ محمدؑ سے عونؑ کہتے تھے
شہ زمن کی اجازت کا انتظار کرو

نبیؐ علیؑ کو بنائیں گے ایک رات نبیؐ
مگر ابھی شب ہجرت کا انتظار کرو

الٹ کے نہر کو رکھ دے گا حملہ عباسؑ
علیؑ کے خون کی شجاعت کا انتظار کرو

عزائے شاہ میں حائل ہیں لوگ ہونے دو
خدا کے قہر کی ضربت کا انتظار کرو

یہ اضطراب بھری رات حر سے کہتی ہے
کچھ اور خوبیٔ قسمت کا انتظار کرو

بڑھے گا مہر نبوت کا نور اور ابھی
سوار دوش نبوت کا انتظار کرو

شباب مثل زلیخا پلٹ کے آئے گا
حبیب شاہ کی نصرت کا انتظار کرو

نظر سے باز و کبوتر کو ساتھ دیکھو گے
نبیؐ کے گھر کی حکومت کا انتظار کرو

بنائے جائیں گے حیدر ہر ایک مولا
غدیر خم کی ولایت کا انتظار کرو

فرات چھوڑ کے بھاگے گا شام کا لشکر
علیؑ کے شیر کی ہیبت کا انتظار کرو

ضرور دیکھو گے تم انتقام خون حسینؑ
ظہور روز قیامت کا انتظار کرو

بلائے جاؤ گے ماھرؔ ضرور روضے پر
کمال شوق زیارت کا انتظار کرو

۞۞۞

سلام

آگ کیوں لگ گئی آنکھوں میں نجانے سب کی
جہاں اترا ہے ستارہ در حیدرؑ تو نہیں

یوں تو اصحاب پیمبر ہیں بہت سے لیکن
کوئی ہم پلہ سلمان و ابوذر تو نہیں

کردی عباسؑ کے حملے نے قیامت بر پا
بھاگنے والے یہ کہتے ہیں کہ حیدرؑ تو نہیں

شامیوں ذاتِ حسینؑ ابن علیؑ کو سمجھو
پانی جو مانگ رہا ہے وہ سمندر تو نہیں

کیا کہیں گر نہ کہیں اس کو عطائے شبیرؑ
عشق شہ حُر کے سوا سب مقدر تو نہیں

سرِ میداں اٹھائے ہے نظر سقا کی
لشکر شام درِ قلعہ خیبر تو نہیں

مانیئے لوٹ پڑا ابن مظاہر کا شباب
جنگ میں جو ہیں بڑھاپے کے یہ تیور تو نہیں

تعزیہ یہ چھوٹا نجاست میں بجا کہتے ہیں جو
وہ زبانیں نئی تہذیب کا خنجر تو نہیں

جونؑ کے رخ کی ضیا ڈھونڈتی پھرتی ہے نظر
آفتاب ایسا کہیں کوئی فلک پر تو نہیں

❁❁❁

سلام

اسلام کیا ہے کچھ نہیں حیدرؑ کو چھوڑ کے
کانٹوں کو کیسے چاہوں گل کو چھوڑ کے

خیبر سے لوٹتے ہیں جو لشکر کو چھوڑ کے
بھاگے ہیں وہ احد میں پیمبر کو چھوڑ کر

اسلام کے فسانے کو تم پڑھ کے دیکھ لو
کچھ بھی نہیں ہے ضربت حیدرؑ کو چھوڑ کے

ڈھونڈو علیؑ کا ایسا کوئی دو جہان میں
کوئی نہیں ملے گا پیمبرؐ کو چھوڑ کے

لشکر جو لے گئے تھے بڑی آن بان سے
خیبر سے بھاگ آئے وہ لشکر کو چھوڑ کے

تارا تر پڑا تو تعجب نہ کیجئے
جاتا وہ کس طرف درِ حیدرؑ کو چھوڑ کر

اپنے دلوں سے حکم پیمبرؐ بھلا دیا
سب پھر گئے غدیر کے ممبر کو چھوڑ کے

جاؤ درِ علیؑ سے مگر سن لو ایک بات
در در پھرا کروگے تم اس در کو چھوڑ کے

عباسؑ سایہ بن کے ہیں سرور کے ساتھ ساتھ
دریا کہاں رکے گا سمندر کو چھوڑ کے

خندق کا پل بنائیں گے لشکر کے واسطے
حیدر نہ آئیں گے درِ خیبر کو چھوڑ کے

قرآن ان کے کام نہ آیا نہ آئے گا
جو جارہے ہیں آلِ پیمبر کو چھوڑ کے

مرحب کے بعد جاکے کہا رکتی ذوالفقار
خیبر میں جبرئیل کے شہپر کو چھوڑ کے

طوفان دبا دیا علی اصغرؑ کے وزن نے
کشتی دین تھم گئی لشکر کو چھوڑ کے

ڈوبی غم حسینؑ کے پانی میں کائنات
ساحل جو ہٹ گیا ہے سمندر کو چھوڑ کے

اسلام میں شمار ہو اس کا محال ہے
جب چاہے دیکھ لے کوئی حیدرؑ کو چھوڑ کے

کیا جانیں گے کہ کیا ہے جو ہٹتی نہیں نگاہ
کرب و بلا کے دشت کے منظر کو چھوڑ کے

اصحاب سب چلے گئے حیدرؑ کے ماسوا
میدان میں احد کے پیمبر کو چھوڑ کے

ماھرؔ غم حسینؑ کی دولت لیے ہوئے
آؤ چلو چلیں کہیں اب گھر کو چھوڑ کے

اسلام در بہ در ہے امامت کو چھوڑ کے
کیا مل گیا علیؑ کی محبت کو چھوڑ کے

اللہ کی علیؑ سے محبت تو دیکھئے
سب دے دیا علیؑ کو رسالت کو چھوڑ کے

رضوان جب سے درزی بنا ہے حسینؑ کا
زہراؑ کے در پہ بیٹھا ہے جنت کو چھوڑ کے

۞۞۞

سلام

چشم پرنم سے بہے نور کی دھاروں کی طرح
غم شبیرؑ کے آنسو چلے تاروں کی طرح

رن میں جب ٹوٹ پڑے موت پر انصار حسینؑ
تیغ گردن سے لپٹنے لگی دھاروں کی طرح

ڈوب سکتی ہی نہیں کشتی دین اسلام
ہاتھ عباسؑ کے پھیلے ہیں کناروں کی طرح

دیکھے عباسؑ کے حملے تو پکارے شامی
یہ تو لڑتا ہے اکیلا ہی ہزاروں کی طرح

جب چمکتی تھی برستا تھا لہو ساحل پر
تیغ عباسؑ تھی بہتے ہوئے دھاروں کی طرح

دیکھو اور آل محمد کی فضیلت سمجھو
یہ بھی آیات ہیں قرآن کے پاروں کی طرح

دیکھ کر پرچم عباسؑ کو اے نہر فرات
موجیں بیتاب ہوئیں پیاس کے ماروں کی طرح

غم شبیرؑ نے گلدستہ بنا کر سینے
داغ ماتم کے ابھارے ہیں بہاروں کی طرح

آؤ جبرئیل امیں ضرب علیؑ تم روکو
کھل چکا قلعہ خیبر تو دراروں کی طرح

حملہ شہ کا اثر شام تلک جاتا ہے
کنگورے قصر کے گرتے ہیں کلگاروں کی طرح

دشمن آل محمد کو جہاں دیکھتی ہے
آگ دوزخ کی لپکتی ہے شراروں کی طرح

کربلا دیکھ لیا سجدہ سرور کا اثر
زرد لو دینے لگے عرش کے تاروں کی طرح

مجلس غم میں ہر اک اشک عزائے شبیرؑ
روشنی دیتا ہے مسجد کے میناروں کی طرح

مدح سرورؑ کا تصور ہی ہوا تھا سالکؔ
قصر جنت کے نظر آئے نظاروں کی طرح

۞۞۞

سلام

غم میں شہ کے پوچھئے ہاں پوچھئے کیونکر بنے
ہم بتائیں گے یہ آنسوں کس طرح گوہر بنے

پہلے سقائے سکینہؑ بازوئے سرور بنے
غیض جب عباسؑ کو آیا تو پھر حیدر بنے

اشقیا سے کہہ رہا ہے زور عباسؑ جری
کربلا میں از سر نو قلع خیبر بنے

سن رہا ہوں آج تک زور ید اللہ کی بات
روز خیبر بس فقط تنہا علیؑ لشکر بنے

مقتل کرب و بلا آئینہ حیرت بنا
ایک پیاسے کے لیے نیزے بنے خنجر بنے

اشک ماتم کو یہ منزل دی غم شبیرؑ نے
دست پاک فاطمہؑ پر آتے ہی گوہر بنے

دیکھ جا کر کربلا کی منزلوں کو یہ نہ سوچ
دھار پر تلوار کی راہ وفا کیونکر بنے

کوثر و تسنیم کی موجوں کو بھرن کیلیے
کربلا کی خاک سے شیشے بنے ساگر بنے

کیا بتا سکتا ہے کوئی اس کی معراج کمال
بچپنے میں جو سوار دوش پیغمبر بنے

آندھیاں آئیں ہوائے تیر سے مقتل میں جب
کشتی اسلام کا لنگر علی اصغرؑ بنے

مل گئی دونوں شبیہ حضرت شبیرؑ کو
مرتضیٰ کی شکل اصغرؑ مصطفی اکبرؑ بنے

قطرے قطرے میں سمندر ہے غم شبیرؑ کا
جس جگہ آنسو برس جائے وہی کوثر بنے

اب نہ پیدا ہوسکے گا دوسرا کوئی حسینؑ
عالم اصغرؑ بنے یا عالم اکبرؑ بنے

کربلا میں کوششیں کرتے ہیں انصار حسینؑ
راستے جنت کا اب خنجر کی دھاروں پر بنے

بے ردا آل پیمبر ہے تو گرد کربلا
چاہتی ہے ہر قدم سر کے لیے چادر بنے

صبر کی منزل گلا چھد جائے حجت ہو تمام
ظلم کی خواہش نشانہ گردن اصغرؑ بنے

اس لیے چلو سے پھینکا حضرت عباسؑ سے
آب دریا کے لیے تشنہ لبی چکر بنے

شہ کے ہاتھوں میں ہے رعشہ تیر ہے زیر نگاہ
تربت اصغرؑ زمین کربلا کیونکر بنے

آتے آتے دامن سالکؔ پہ غم میں شاہ کے
آنکھ کے آنسو کبھی تسنیم گر کوثر بنے

۞۞۞

سلام

تیغ علیؑ نے اتنی گرائی ہیں بجلیاں
لگتا ہے آسمان سے یہ آئی ہیں بجلیاں

میثم نے کب علیؑ کے فضائل سنائے ہیں
سر پر منافقوں کے گرائی ہے بجلیاں

عباسؑ کے فرس کی نہ رفتار پوچھئے
نقش قدم بھی ڈھونڈ نہ پائی ہیں بجلیاں

میداں میں ذوالفقار سے جب سامنا ہوا
پھر سامنے ٹھہر کہاں پائی ہیں بجلیاں۔

دشمن علیؑ کے حافظ قرآن کبھی یہ سوچ
آنکھوں کی تیری کس نے بجھائی ہے بجلیاں

سورج ہو چاند ہو وہ ستارے کہ کہکشاں
نور علیؑ نے ساری جلائی ہیں بجلیاں

رن میں یہ ذوالفقار گئی ہے جدھر جدھر
خود اس کے ساتھ ساتھ آئی ہے بجلیاں

یوں جل کے خاک ہوتے ہیں یہ دشمن حسینؑ
اشک عزا میں جیسے سمائی ہے بجلیاں

خیبر میں کیوں علم کے طلبگار جل نہ جائیں
ناد علیؑ نے ان پر گرائی ہیں بجلیاں

اب تک گراتے ہیں جو منافق کے سر پہ ہم
ہم نے یہ سب غدیر سے پائی ہے بجلیاں

پانی سے بجلی برق بنتی ہے یہ جانتے ہیں سب
اشک عزا سے ہم نے بنائی ہے بجلیاں

اعجاز کا نہ ہوگا اندھیروں سے سابقہ
مدح علیؑ کی اس نے جلائی ہیں بجلیاں

نورِ علیؑ کی برق سے یہ طور جل گیا
موسیٰؑ نہ سمجھے کس نے گرائی ہیں بجلیاں

چمکی ابھی یہاں تو چمک کر ابھی وہاں
تیغِ علیؑ سے جیت نہ پائی ہے بجلیاں

نکلی نیام سے تو یہ سب کو پتہ چلا
تلوار میں علیؑ نے چھپائی ہے بجلیاں

ویسی تو آسماں پہ بھی ڈھونڈے نہیں ملیں
جو ذوالفقار تو نے دکھائی ہیں بجلیاں

کس درجہ ہوشیار ہے حیدرؑ کی ذوالفقار
نسلوں کا حال پڑھ کے گرائی ہیں بجلیاں

سلام

محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جبیں سے نور پیکر بنتے جاتے ہیں
پسینہ آتا جاتا ہے پیمبر بنتے جاتے ہیں

اِدھر فطرس کی قسمت اُدھر حُر کا مقدر ہے
نظر شہ کرتے جاتے ہیں مقدر بنتے جاتے ہیں

ابوذر جابر و سلماں کو دیکھو راہ ایماں میں
جو چشمے پھوٹ نکلے ہیں سمندر بنتے جاتے ہیں

اِدھر ہم لکھتے جاتے فضائل آل احمد کے
اُدھر ہر بیت پر فردوس میں گھر بنتے جاتے ہیں

ہوئے جاتا ہے مس گہوارے شبیرؑ سے فطرس
نشاں جو جسم پر پڑتے ہیں وہ پر بنتے جاتے ہیں

خدا شاہد عجب آغوش ہے آغوش مرسل بھی
جو بچے پلتے جاتے ہیں وہ حیدرؑ بنتے جاتے ہیں

نبوت میں میرے معبود تھوڑا سا اضافہ کر
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اک اور اکبر بنتے جاتے ہیں

بلندی کون چھینے گا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نواسے سے
نہیں ممبر تو اب نیزوں کے ممبر بنتے جاتے ہیں

جہاد روز خیز لوریوں میں ماں سے سن سن کر
علی اصغرؑ شجاعت کا سمندر بنتے جاتے ہیں

شب عاشور ہے دل کو شہادت کھینچے لیتی ہے
کرم شبیرؑ کے حر کا مقدر بنتے جاتے ہیں

عزائے شاہ کے اشکوں نے قسمت پھیر دی ماہرؔ
میری آنکھوں کے ساغر جام کوثر بنتے جات ہیں

صدائے پردہ معراج پر نظریں مرسل کی
حروف گفتگو مل مل کے حیدرؑ بنتے جاتے ہیں

شہادت قاسمؑ و عونؑ محمدؑ کی ذرا دیکھو
لہو میں ڈوب کر غنچے گل تر بنتے جاتے ہیں

❁❁❁

سلام

مثال موج اجل پر ابھر ابھر کے چلے
حسینؑ والے چلے اور بن سنور کے چلے

زہیر آئے حبیب آئے نصرت شہ کو
قمر کے گرد ستارے نکھر نکھر کے چلے

طواف روضہ شبیرؑ کی تمنا میں
فرشتے بام فلک سے اتر اتر کے چلے

علیؑ کا شیر سوئے نہر یوں چلا جیسے
کچھار دیکھ کے ضیغم ٹھہر ٹھہر کے چلے

صفوں کو توڑتے جاتے ہیں اس عباسؑ
سفینہ موجوں پر جیسے ابھر ابھر کے چلے
نگاہ کہتی ہے عباسؑ کی سر ساحل
کہاں ہیں فوج عدو ہم تو مشک بھر کے چلے
جوانی علی اکبرؑ چلی ہے یوں رن کو
کہ جیسے پھول کی خشبو بکھر بکھر کے چلے
کمر جیب نے باندھی جو نصرت شہ میں
جوانیوں کے ارادے سنور سنور کے چلے
نہا کے نکلا ہے لیلیٰ کے آنسوؤں میں شباب
نہ کیوں جوانئ اکبر نکھر نکھر کے چلے
حسینؑ رکھے ہیں رخسار قبر اصغرؑ پر
چلے ضرور قیامت مگر ٹھہر کے چلے
ادھر سے تیر ادھر سے ہنسی چلی لب پر
رہے جہاد میں اصغرؑ بھی نام کرکے چلے
قلم اٹھاتے ہی مدح حسینؑ میں ماہرؔ
تصورات میں مضمون سنور سنور کے چلے

❁❁❁

سلام

روکو نہ انہیں دامن نے سرور سے ملیں گے
اشکوں کے ارادے ہیں سمندر سے ملیں گے

تصویر حسینؑ ابن علیؑ کھینچ رہا ہوں
آنسوؤں میرے کچھ دیر میں کوثر سے ملیں گے

آنے تو دو عباسؑ پر بھر پور جوانی
تلوار اٹھا لیں گے تو حیدرؑ سے ملیں گے

صفین سے پہنچے تو ذرا کرب وبلا تک
عباسؑ بہت فاتح خیبر سے ملیں گے

بیدار علیؑ ہوں تو خدا سمجھے نصیری
سوئیں شب ہجرت تو پیمبر سے ملیں گے

ہر ایک کو مت آل محمد سے ملاؤ
کانٹے کسی صورت میں گلے تر سے ملیں گے

ایک رات جہنم کو بنا دیتی ہے جنت
دنیا کو سبق حر کے مقدر سے ملیں گے

ہے دوھوپ قیامت کی اگر تیز ہمیں کیا
سائے ہمیں زینبؑ تیری چادر سے ملیں گے

ہے شام کے دربار میں آثار قیامت
کہتی ہیں سکینہؑ سر سرورؑ سے ملیں گے

بیکار نہ جائے گی محبت کی نمازیں
ماھرؔ تیرے سجدے در سرورؑ سے ملیں گے

۞۞۞

سلام

اعجاز شاہ کرب و بلا آسماں پہ ہے
سجدہ کیا زمیں پہ ضیا آسماں پہ ہے

خیبر میں زور بازوئے حیدر کو دیکھ کر
آواز شور صل اعلیٰ آسماں پہ ہے

جو ذوالفقار دست یداللہ میں رہی
اس ذوالفقار کی تو ہوا آسماں پہ ہے

عباسؑ کے قدم میں جگہ جب سے مل گئی
اس روز سے مزاج وفا آسماں پہ ہے

عیسیٰؑ کریں گے سجدے تیری سجدہ گاہ پر
تاثیر تیری خاک شفا آسماں پہ ہے

معراج نصرت شہ مظلوم کی قسم
اصغرؑ تیری ہنسی کی ادا آسماں پہ ہے

کہتے ہیں سب علیؑ کی وہی ذوالفقار ہے
جو برق نور جلوہ نما آسماں پہ ہے

پوچھئے یہ کون جو شب معراج میں سنی
کہئے رسولﷺ کس کی صدا آسماں پہ ہے

اے امت رسولﷺ تہہ خنجر جفا
شبیر کے لبوں کی دعا آسماں پہ ہے

جو روٹیوں کی شکل میں سائل کو بخش دی
آل رسولﷺ کی وہ عطا آسماں پہ ہے

اسلام کی سفینے کو طوفان کا ڈر نہیں
ہے نا خدا زمیں پہ خدا آسماں پہ ہے

سورج سے آؤ چاند ستاروں سے پوچھ لو
دروازہ علیؑ کا پتہ آسماں پہ ہے

یہ سجدہ حسینؑ کی ضو نے بتا دیا
کعبہ زمیں پہ قبلہ نما آسماں پہ ہے

معراج نام پنجتن پاک دیکھئے
حق کے قلم سے لکھا ہوا آسماں پہ ہے

تنہا زمیں پہ مجلس شہ کی نہیں بنا
ماتم کا شور رسم عزا آسماں پہ ہے

جس نے لب حسینؑ سے سن لی وقت عصر
اس دشت کربلا کی صدا آسماں پہ ہے

مدح شہ زمن کا سہارا جو پا گئی
سالکؔ تمہاری فکر رسان آسماں پہ ہے

❁❁❁

سلام

جو مسلماں بھی حسین ابن علیؑ سے دور ہے
وہ علیؑ سے اور پیمبر سے سبھی سے دور ہے

کوئی انساں جو عشق علیؑ سے دور ہے
موت سے نزدیک ہے اور زندگی سے دور ہے

معجزہ بہلول دانا ہے علیؑ کے عشق کا
ہے تو دیوانہ مگر دیوانگی سے دور ہے

کھل نہیں سکتا در جنت کبھی اس کے لیے
اے امامت جو تیری بارہ ددری سے دور ہے

کعبہ میں دوش پیمبر پر علیؑ کے ہیں قدم
عرش کا تارہ بھی کب دست علیؑ سے دور ہے

تجھ سے اے نہج البلاغہ جو نظر آیا الگ
وہ فقط تجھ سے نہیں قرآن سے بھی دور ہے

ہو زباں میثم تمار پر لاکھوں سلام
کٹ گئی لیکن کہاں ذکر علیؑ سے دور ہے

خیبری اپنی منالیں خیر مرسل کی زباں
آج جنتی دیر بھی ناد علیؑ سے دور ہے

ہیبت عباسؑ کی پھیلی ہوئی ہے رن میں دوھوپ
چاند رن میں آج کے دن چاندی سے دور ہے

شک جیسے ہو شم ہجرت آکے وہ خود دیکھ لے
میرا مولا کب بھلا پیغمبر سے دور ہے

آگ سے جلتے نہیں ہیں کیوں عزاداروں کے پاؤں
ہے عزا کا معجزہ جادوگری سے دور ہے

کہتی ہے قوم نصیری کس لیے ان کو خدا
وہ سمجھ سکتا نہیں ہے جو علیؑ دور ہے

جب علیؑ حق کے ساتھ حق علی کے ساتھ ہے
اس کو حق پر کیا کہیں ہم جو علیؑ کے دور ہے

تو بتا اس کا سبب یہ تیرے گھر کا راز ہے

کس لیے تو الفت آل نبی سے دور ہے

جو طلب جتنی عطا ہوا اتنا اس سرکار سے

یہ میرے عباسؑ کی دریا دلی سے دور ہے

اس کو سینے میں کبھی ہم کو مزہ آتا نہیں

ذکر جو ذکر علیؑ کی چاشنی سے دور ہے

باغ جنت جس کی قیمت جس کو شر آبرو

ایسا موتی عام چشمے جوہری سے دور ہے

پشت کی زینت کبھی دوش نبی پر ہیں حسینؑ

کیا یہ منظر چشم اصحاب نبی سے دور ہے

ذکر اہل بیت کی جبیں سے نہ آتی ہو مہکؔ

آج تک اعجاز ایسی شاعری سے دور ہے

۞۞۞

سلام

عباسؑ کی طاقت تو سبھی دیکھ رہے ہیں
بیٹے کی لڑائی کو علیؑ دیکھ رہے ہیں

صفین کا منظر بھی نظر آئے گا سب کو
عباس ترائی کو ابھی دیکھ رہے ہیں

خیبر میں نظر آئے تھے حیدر کے جو انداز
عباسؑ کے تیور بھی وہی دیکھ رہے ہیں

خیبر میں محمدؐ کو خدا جانے یہ کیا ہے
ہم پڑھتے ہوئے نادعلی دیکھ رہے ہیں

قربانی شبیرؑ فقط تیری بدولت
پھیلاہوا ہم دین نبی دیکھ رہے ہیں

پانی کی طرح تیرا کرم حر کے رسالے
اے ابن سخی ابن سخی دیکھ رہے ہیں

عباسؑ کے حملوں سے ہے محشر سر دریا
حیدر کا نشاں پنجتنی دیکھ رہے ہیں

عباسؑ جدھر جاتے ہیں یہ کوفی و شامی
تلوار نہیں برق گری دیکھ رہے ہیں

تھرائے ہوئے تیر کمانوں سے نکل کر
بے شیر کے ہونٹوں کی ہنسی دیکھ رہے ہیں

جنت کے گلستاں میں ہر ایک پھول میں سالکؔ
تصویر حسین ابن علیؑ دیکھ رہے ہیں

شبیر کے ہمراہ ستمگاروں کے لشکر
اللہ کے بندوں کی کمی دیکھ رہے ہیں

۞۞۞

سلام

عباسؑ کی نظر سے ہے بھگدر فرات پر
سب کہہ رہے ہیں آگئے حیدر فرات پر

سقا پاؤں چھوتی ہے ڈر ڈر کہ موج موج
ہے جوش میں وفا کا سمندر فرات پر

عباسؑ کی نگاہ سے گرتی ہے بجلیاں
ٹھہرے گا اب نہ ایک بھی لشکر فرات پر

آنکھوں سے جنگ حضرت عباسؑ دیکھ کر
کہتے ہیں لوگ قصہ خیبر فرات پر

کلمہ وفا کا پڑھتی ہے دریا کی موج موج
لو آگیا وفا کا پیمبر فرات پر

مانگو دعائیں حضرت عباسؑ کے لیے
ہے پیاسے قافلہ کا مقدر فرات پر

پنجہ علم کا ہوتا چلا جارہا ہے دور
اپنی نظر جمائے ہیں سرور فرات پر

شان جہاد دیکھئے حیدرؓ کے شیر کی
بچھی ہوئی ہے خون کی چادر فرات پر

غیظ و غضب میں ڈوبا ہوا ہے علیؑ کا لال
بکھرے ہیں جبرئیل کے شہپر فرات پر

طوفان کہہ رہا ہے کہ اب ڈوب جائے گی
بیعت کی ناؤ کھاتی ہے چکر فرات پر

سب کہہ رہے ہیں نیزہ سقا سے ہوشیار
پھرتی موت بھیس بدل کر فرات پر

ام البنین مانگوں دعائیں حیات کی
کانٹوں میں ہے تمہارا گل تر فرات پر

عباسؑ چھا گئے ہیں ہزاروں پہ اسطرح
کرتے ہیں جنگ جیسے بہتر فرات پر

سفا کی تیغ چمکی تو کہنے لگے ہیں لوگ
بجلی کہیں گری ہے چمک کر فرات پر

ساحل کہیں فرات کہیں فوج ہے کہیں
بپھرا ہے شیر حیدرؑ صفدر فرات پر

حیدرؑ کی ذوالفقار کا کرنے لگے ہیں کام
عباسؑ کی نگاہ تیور فرات پر

لشکر سمیت اٹھا لیا ساحل نگاہ پر
عباسؑ نے بنا دیا خیبر فرات پر

ماھرؔ ضرور ہوگئی ساحل پہ کوئی بات
جاتے ہیں کیوں حسینؑ تڑپ کر فرات پر

❁❁❁

سلام

ایسا کوئی عباسؑ کا حملہ نہیں ہوگا
جس حملے سے لشکر تہہ بالا نہیں ہوگا

نیزے کو بنا دے گا وہ تلوار علیؑ کی
عباسؑ کے ہاتھوں میں وہ نیزہ نہیں ہوگا

میدان میں بتاتے ہیں یہ عباسؑ کے تیور
صفین سے کم آج کا حملہ نہیں ہوگا

جو روضہ عباسؑ کے گنبد پہ نظر آئے
گستاخ پرندہ کوئی ایسا نہیں ہوگا

تھا حملہ عباسؑ قیامت کا وہ حملہ
نسلوں میں ابھی تک کوئی بھولا نہیں ہوگا

یہ روضہ عباس ہے یہ روضہ شبیرؑ
جنت میں علاقہ کوئی ایسا نہیں ہوگا

غازی نے ہے آزاد کیا ہاتھوں سے اپنے
تا حشر کبھی قید یہ دریا نہیں ہوگا

تلوار بنا رکھا ہے ماتھے کی شکن کو
عباسؑ کوئی سورما تم سا نہیں ہوگا

معراج میں اپناءے گا وہ لہجہ حیدرؑ
اللہ کا اپنا کوئی لہجہ نہیں ہوگا

عباسؑ پہ حیدرؑ کا توحید پہ نبی کا
اب اس سے حسین تر کوئی دھوکا نہیں ہوگا

کیا کہنا ہے میں ہوں در سرور کا بھکاری
ایسا تو سلیماں کا بھی رتبہ نہیں ہوگا

مومن اسے کہتے ہیں یہ مومن کی ہے پہچان
چہرے پہ کوئی دوسرا چہرا نہیں ہوگا

موسیٰؑ کے عصا جیسا عصا ہوگا نہ کوئی
ہرخاک میں رنگ دم عیسیٰؑ نہیں ہوگا

سو بار بھی جو قتل ہوں یہ قابل شبیرؑ
اک خون کے قطرے کا بھی بدلہ نہیں ہوگا

بدعت کی کڑی دھوپ جلا ڈالے گی اس کو
کعبے پہ جو شبیرؑ کا سایہ نہیں ہوگا

مداحوں کی اعجاز یونہی پیاس بجھے گی
تاحشر کبھی خشک یہ دریا نہیں ہوگا

واپس نہیں جاسکتا ہے سورج سوئے مغرب
انگشت علیؑ کا جو اشارہ نہیں ہوگا

ہو خیبر کہ وہ شیر علیؑ لیتا ہے انگڑائی
ایسا تو قیامت کا نظارہ نہیں ہوگا

مولا ترا دریائے فضائل ہے وہ دریا
ڈھونڈے سے بھی کہیں اس کا کنارہ نہیں ہوگا

مومن اسے کہتے ہیں یہ مومن کی ہے پہچان
چہرے پہ کوئی دوسرا چہرا نہیں ہوگا

پہنچوں گا جناں سے میں سردار جناں سے
اس بات کو تو حر نے بھی سوچا نہیں ہوگا

سوتے ہیں علیؑ چین سے بستر پہ نبی کے
اب اس سے کھرا کوئی بھی سونا نہیں ہوگا

سلام

دے کر علم جو شہ نے حیدر بنا دیا ہے
سقا نے سارا ساحل خیبر بنادیا ہے

آئے علیؑ تو رب نے خوش آمدید کہہ
دیوار میں حرم کی اک در بنا دیا ہے

سج کر امام باڑہ ہم یہ سمجھ رہے ہیں
جنت کے راستہ میں ایک گھر بنا دیا ہے

محشر بپا کیے ہیں دو انگلیاں علیؑ کی
بچوں کا ایک گھروندا خیبر بنا دیا ہے

پہنائی جارہی ہے دنیا میں منتوں سے
عابدؑ نے ہتھکڑی کو زیور بنا دیا ہے

نام یزید در در پھرتا ہے منھ چھپائے

ایسا حسینؑ تم نے بے گھر بنا دیا ہے

ذکر حسینؑ سن آنسو چھپا رہا ہے

جس دل کو دشمنی نے پتھر بنا دیا ہے

عباسؑ کی شجاعت کا ساحل پر کوئی دیکھئے

حیدرؑ سے ملتا جلتا تیور بنا دیا ہے

اپنے مجاہدوں کو سج کر حسینؑ نے بھی

سلماں بنا دیا ہے بوذر بنا دیا ہے

شبیرؑ کی نظر کا یہ معجزہ تو دیکھو

ہر تشنہ لب سپائی لشکر بنا دیا ہے

شبیرؑ کی نظر میں شان پیمبری ہے

حر پر نگاہ کرکے بوذر بنا دیا ہے

ممبر پہ جاکے خم میں مرسل نے مرتضیٰؑ کو

مولا بناکے سب سے برتر بنا دیا ہے

قاسمؑ کی تیغ نے بھی چن چن کے شامیوں کو

مرحب بنا دیا ہے عنتر بنا دیا ہے

بے پردگی زینبؑ تطہیر کیسے دیکھے

آیت نے اپنا دامن چادر بنا دیا ہے

قسمت نے مجھ کو ماہرؔ معراج بخش دی ہے

مجھ کو غلام شاہ قنبر بنا دیا ہے

۞۞۞

سلام

شاہد ہے پوچھ لو در زہراؑ ابھی ابھی

اترا ہے اس زمیں پہ ستارہ ابھی ابھی

یہ بارگاہ شاہ زمن ہے جھجھک نہ حر

بنتی ہے دیکھنا تیری عقبیٰ ابھی ابھی

عباسؑ کے علم کو ذرا جنبشیں تو ہوں

دیکھو کہاں پہ آتا ہے دریا ابھی ابھی

عباسؑ جبیں کی شکن دیکھتے رہو

پلٹے گا شیر جنگ کا نقشہ ابھی ابھی

عباسؑ کہہ رہے تھے ہمیں جانتے نہیں

روکے گے ہم فرات کا دھارا ابھی ابھی

عباسؑ کے جمال کو آنکھوں سے دیکھ لیں
کھائیں گے یہ نصیری بھی دھوکا ابھی ابھی

لائے گا جنتوں کی ہوا دیکھتے رہو
عباسؑ کے علم کا پھرہرا ابھی ابھی

خیبر سے آیئے پر جبرئیل کی طرف
ہوگا علیؑ کی جنگ کا چرچا ابھی ابھی

تیور بتا رہے ہیں یہ قاسم کی وقت جنگ
ہوجائے گی زمیں تہہ و بالا ابھی ابھی

مولائے کائنات کا سجدہ ادا تو ہو
پھیلے گا ہر جگہ پہ اجالا ابھی ابھی

لاکھوں کی فوج ہی سہی کہہ دیں گے اگر حسینؑ
عباسؑ الٹ دیں گے جنگ کا نقشہ ابھی ابھی

سمٹا ہوا فرات تھا سقہ کو غیظ تھا
چلو میں ہم نے دیکھا تھا دریا ابھی ابھی

حر انتظار حشر نہ کر چل حسینؑ تک
جنت دلائے گا میرا مولا ابھی ابھی

مولا گلوئے اصغرؑ بے شیر دیکھئے
تیروں نے کچھ کیا ہے اشارہ ابھی ابھی

اس کربلا کی جلتی زمیں پر اٹھایا ہے
شہ نے جوان بیٹے کا لاشہ ابھی ابھی

اس کے گلے پہ تیر ستم رن میں پڑ گیا
جس نے سوال آب کیا تھا ابھی ابھی

محشر میں اشک غم لیے بیٹھا ہوں اس لیے
مل جاؤں تم کو بیچ لوں سودا ابھی ابھی

سالکؔ مصیبتوں کے قدم لڑکھڑا گئے
ہم نے علیؑ کا نام لیا تھا ابھی ابھی

❁❁❁

سلام

ایک ہی رنگ میں اور بو یں برابر ڈھونڈے
کربلا تونے عجب پھول بہتر ڈھونڈے

نسبت فاطمہ زہراؑ کی چھیڑی تھی باتیں
حکم تارے کو ہوا ہے در حیدر ڈھونڈے

نہر کیا چیز ہے مل جائے اگر حکم حسینؑ
دست عباسؑ دلاور در خیبر ڈھونڈے

نام ایسا کہ بنا نام خدا نام علیؑ
جسم ایسا کہ پیمبر کا جو بستر ڈھونڈے

ہم ہی مشکل میں نہیں دیتے علیؑ کو آواز
وقت پڑ جائے تو خیبر میں پیمبر ڈھونڈے

کیا سمجھتے ہیں حبیب ابن مظاہر کو حسینؑ
ایسا قطرہ جسے صحرا میں سمندر ڈھونڈے

کر دیں نظروں سے اگر ایک اشارہ سرورؑ
تیغ عباسؑ کی جبریل کے شہپر ڈھونڈے

دیکھ کر جوش سخاوت میں علیؑ کے تیور
اپنے بچنے کے لیے راستہ قنبر ڈھونڈے

چشم فیض تڑپتا ہے ابلنے کے لیے
کرم شاہ نہ کیوں حر کا مقدر ڈھونڈے

میری اشکوں میں ہے تصویر حسینؑ ابن علیؑ
کیوں نہ بازار قیامت میرے گوہر ڈھونڈے

ایسے ناموش کہ قرآن کے پیکر کہیے
صورتیں ایسی کہ تطہیر کی چادر ڈھونڈے

ناصر ایسے کہ کریں فخر حسینؑ ابن علیؑ
پیاسے ایسے جنہیں خود ساقی کوثر ڈھونڈے

میں ہوں مداح حسینؑ بن علیؑ اے سالکؔ
کہو کوثر سے مجھے خلد میں بڑھ کر ڈھونڈے

سلام

ارض حرم بلندی دوش نبی کہاں
دیکھو قدم جمائے ہوئے ہیں علیؑ کہاں

خیبر کی تین دن کی شکستیں تو ہوں گی یاد
بو لو پڑھی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناد علی کہاں

سقہ نے دس ہزار کا لشکر بھگا دیا
تلوار تو چلی مگر ایسی چلی کہاں

دیکھو نظر سے منظر معراج غور سے
سمجھو نبی کہاں ہیں صدائے علیؑ کہاں

جنت دکھائی دیتی ہے نہر فرات سے
چمکا علم کہاں پہ گئی روشنی کہاں

جب تک خدا رہے گا رہے گا غم حسینؑ
ایسی کسی کے غم کو ملی زندگی کہاں

دریا کو لے کے کوفہ پہ نظریں ہیں شیر کی
بازور کی مچھلیوں کو سکوں ہے ابھی کہاں

روئے نہ جو حسینؑ پہ بے نور ہے وہ آنکھ
کہنے کو ہے چراغ مگر روشنی کہاں

کوئی بتائے کیسے کہ ارزق تو مرچکا
قاسمؑ کی تیغ چمکی کہاں اور گری کہاں

آنکھیں میری نثار ہوں چہرے پہ جونؑ کے
ہے چودھویں کے چاند میں یہ روشنی کہاں

گھر اور بھی خدا کے ہیں کعبہ کے ماسوا
دیوار اس طریقہ سے کوئی ہنسی کہاں

جس شان سے حسینؑ کا سجدہ ہے زیرِ تیغ
اس شان سے خدا کی ہوئی بندگی کہاں

مرحب کے سر پر چمکی جو خیبر میں ذوالفقار
ہر ایک پوچھنے لگا بجلی گری کہاں
قتل حسینؑ اب نہ چھپا پائے گا کوئی
ہوگا سوال چادر زینبؑ چھنی کہاں
یہ انقلاب ابن مظاہر سے پوچھئے
پیری کہاں یہ چھوٹی جوانی ملی کہاں
ماھرؔ لحد میں آکے فرشتے پلٹ گئے
آئی ہے کام میرے ولائے علیؑ کہاں

۞۞۞

سلام

وہ گل صدقہ ہے تیرا یہ کلی تیری بدولت ہے
بہار باغ ایماں اے علیؑ تیری بدولت ہے
تیرے حملے نے سقائے حرم دریا الٹ ڈالا
سپاہ شام کی شرمندگی تیری بدولت ہے
محمدﷺ کی زباں خیبر میں یہ تصدیق کرتی ہے
نزول آیت ناد علیؑ تیری بدولت ہے

جو بچ کر بھاگ نکلے نہر سے مڑ مڑ کے کہتے تھے

علیؑ کے شیر اب تو زندگی تیری بدولت ہے

طواف خانہ کعبہ میں موسیٰؑ روز ملتے ہیں

حرم میں طور کی جلوہ گری تیری بدولت ہے

سمجھتا کون کافر کون ہے اور کون مومن ہے

یہ فرق کفر و دیں تیغ علیؑ تیری بدولت ہے

بچھائے بوریہ بیٹھا ہے تو تخت خلافت پر

شہنشاہی میں بھی یہ سادگی تیری بدولت ہے

حسینؑ ابن علیؑ اے فاطمہؑ کے چاند کیا کہنا

اندھیری رات میں یہ چاندنی تیری بدولت ہے

شبیہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تیری جوانی کو خدا رکھے

نمایاں آج تک حسن نبی تیری بدولت ہے

گھٹائیں پیاس کی شبیر برسی خوب گھر گھر کر

نبی کے دین کی کھیتی ہری تیری بدولت ہے

حبیب ابن مظاہر لاج اپنے نام کی رکھ لی

زمانے میں عروج دوستی تیری بدولت ہے

حسن کے چاند زینبؑ کی نظر سے پوچھ لے جا کر

قیام شاہ دیں میں چاندنی تیری بدولت ہے

بلائیں لے لے سالکؔ آ ادھر اے الفت حیدر

یہ جنت اور یہ جام کوثری تیری بدولت ہے

سلام

نہیں ہے اب شب ہجرت سے برتری کوئی

علیؑ کو سونپ رہا ہے پیمبری کوئی

جو سورما تھے وہ ساحل کو چھوڑ کر بھاگے

رکا نہ سامنے سقا کے لشکری کوئی

کٹی زباں پر مدح علیؑ کی بات رہی

نہیں زمانے میں میثم سا حیدری کوئی

مقابلہ کرو سلمان میں اور میثم میں

محمدی ہے کوئی اور حیدری کوئی

علیؑ کی ضرب نے توڑی ہے کچھ اس طرح سے کمر

ابھر سکے گا نہ دینا میں خیبری کوئی

نبی کے فرش پہ سوئے رسول ﷺ بن جائے
امام ہوکے دیکھائے پیمبری کوئی

نہ کیسے چلو سے عباسؑ پھینکتے پانی
لگاتا منھ بھلا پانی کو کوثری کوئی

ہمارے اشک خرید لے گا کوئی محشر میں
سوا تمہارے نہیں اور جوہری کوئی

حبیب ابن مظاہر کی جنگ کیا کہنا
دیکھا گیا ہے جوانوں پہ برتری کوئی

سرکتی جاتی ہیں دریا کو چھوڑ کر فوجیں
نگاہ کرتا ہے ساحل پہ سر سری کوئی

در بہشت پہ کوئی کوئی ہے سدرا پر
علیؑ کے در کی ذرا دیکھے نوکری کوئی

ہے سر حسینؑ کے زانو پہ خلد پر نظریں
جہاں میں سیکھ لے حر سے سکندری کوئی

زمانہ خود کہے ماہرؔ غلام حیدر ہے
مجھے جو بخش دے تقدیر قنبری کوئی

۞۞۞

سلام

آئے ہیں دیں کے سامنے کفار بار بار
چمکی ہے تیغ حیدرؑ کرار بار بار

بزم علیؑ سے آیئے بزم حسینؑ تک
بیعت سے ہوتا آیا ہے انکار بار بار

خیبر شکن بنے گا وہی جو ہے بت شکن
خیبر میں لوگ جاتے ہیں بیکار بار بار

پابندیان لگاؤ عزائے حسینؑ پر
ہم توڑتے رہے ہیں یہ دیوار بار بار

تعریف کرتا جاتا تھا قاسمؑ کے دار کی
عباسؑ ایسا جنگ کا فنکار بار بار

عباسؑ نے فرات کا ساحل الٹ دیا
جب کر چکی نگاہ خبردار بار بار

پیدائش علیؑ کے لیے تھا یہ اہتمام
رشتہ نہ دے گی کعبہ کی دیوار بار بار

ایسے مٹے کہ جیسے نہ تھے اس جہاں میں
دیکھتے ہیں بیعتوں کے طلبگار بار بار

مجبور اتنا وعدہ طفلی سے تھے حسینؑ
رک رک گئے ہیں کھینچ کے تلوار بار بار

ہوتے رہیں گے دار پہ حیدرؑ کے تذکرے
آتے رہیں گے میثم تمار بار بار

مجبور کردیا تھا نظر نے حسینؑ کی
عباسؑ دیکھتے رہے تلوار بار بار

زہرا کے ہاتھ بیچ دو محشر میں سارے اشک
ملتے کہاں ہیں ایسے خریدار بار بار

میدان میں موت بھاگتی پھرتی تھی تیز تیز
پیاسے بڑھائے جاتے تھے رفتار بار بار

اسلام کی کتاب کے الٹو ذرا ورق
تیغ علیؑ کی آئے گی جھنکار بار بار

عابد کے پائے جر نے زنجیر توڑ دی
حلقے نہ دیں گے اب کبھی جھنکار بار بار

آسان نہ تھا بنا نا لحد بے زبان کی

روئی ہے دست شاہ میں تلوار بار بار
ممبر پہ خم کے کہہ دیا جو سب کے سامنے
اسکا کیا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اظہار بار بار
ماھرؔ نظر سے دیکھی ہے جس دن سے کربلا
جی چاہتا ہے کیجئے دیدار بار بار

۞۞۞

سلام

آقائے دو جہاں ہے مشکل کشا بھی ہے
حیدرؑ بقول قوم نصیری خدا بھی ہے
کعبہ میں بت شکن ہے تو مسجد میں ہیں امام
جبرئیل کہہ رہے ہیں علی لا فتح بھی ہیں
خیبر میں کیسے مان لیں شہپر نہیں کٹے
حیدرؑ کی ذوالفقار سے کوئی بچا بھی ہے
سقائے اہل بیتؑ ہے عباسؑ نام ہے
تلوار کھینچ لے تو یہ شیر خدا بھی ہے
طوفان اٹھ رہا ہے تو اٹھے ہزار بار
کشتی کے ساتھ ساتھ میرا ناخدا بھی ہے

اکبرؑ نہ کیوں ہوں اپنے مقابل پہ فتحیاب
زورِ علیؑ ہے ہاتھ میں ماں کی دعا بھی ہے

عباسؑ اب نہ پلٹیں گے دریا لیے بغیر
بڑھتا ہوا قدم کبھی پیچھے ہٹا بھی ہے

خندق میں کون جائے گا دشمن کے سامنے
اسلام میں علیؑ کے سوا دوسرا بھی ہے

عباسؑ کے جہاد کی ملتی نہیں نظیر
تنہائی کئی ہزار سے کوئی لڑا بھی ہے

ارزق نہ بچ کے جائے گا قاسمؑ کے وار سے
جو ان کی زد پہ آگیا بچ کر گیا بھی ہے

نیزے پہ معجزہ ہے تلاوت حسینؑ کی
اب تک کسی نے اس طرح قرآں پڑھا بھی ہے

لیلیٰ کے دل کے چین ہے اکبرؑ ہے جس کا نام
سر تا قدم شبیہ رسولﷺ خدا بھی ہے

معراج میں ہے ایک جگہ پر تمام نور
مرسل بھی ہیں خدا بھی علیؑ کی صدا بھی ہے

انصاف سے کہو لب اصغرؑ کو دیکھ کر
پانی بغیر یوں کوئی غنچہ کھلا بھی ہے

دیکھ ادب سے روضہ شبیرؑ کی طرف
ماحرؔ خیال عظمت کرب وبلا بھی ہے

سلام

فقط ایک رات کی الجھن میں جنت کس نے پائی ہے
سوائے حر جہاں میں ایسی قسمت کس نے پائی ہے

کبھی پشت نبوت پر کبھی دوش نبوت پر
سوا حسینؑ کے ایسی امامت کس نے پائی ہے

علیؑ ہر ایک سے افضل علیؑ ہر ایک سے اعلیٰ
قدم دیکھے یوں مہر نبوت کس نے پائی ہے

نظر عباسؑ کی اٹھی جدھر بھاگا ادھر لشکر
یہ رعب و دبدبہ یہ تیور یہ ہیبت کس نے پائی ہے

سر حیدرؑ جو چمکی وہ تلواریں بتائیں گی
نبی کے جانشین شام ہجرت کس نے پائی ہے

سلام حضرت زینبؑ زمانے کو بتاتا ہے
حبیب ابن مظاہر کی سی عظمت کس نے پائی ہے

زمین پر کھینچ کر خط تیغ سے عباسؑ کہتے ہیں

جو خط کے پار آجائے یہ ہمت کس نے پائی ہے

جو بڑھ کر روک لے لاکھوں کا لشکر اپنی نظروں پر

بجز عباسؑ نظروں میں یہ طاقت کس نے پائی ہے

قدم جنت میں ہے سر زانوئے سردار جنت پر

ملی جو حر کو یہ معراج قمست کس نے پائی ہے

جہاد حضرت عباسؑ ساحل پر بتاتا ہے

لہو میں اپنے حیدرؑ کی شجاعت کس نے پائی ہے

حیات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیکھو علیؑ کی شان پہنچانو

شب ہجرت میں شب بھر کی نبوت کس نے پائی ہے

اٹھا کر ایک نیزہ کردیا پسپا ہزاروں کو

علیؑ کے شیر کی ایسی مہارت کس نے پائی ہے

کیا عباسؑ نے قبضہ لگایا منھ نہ پانی کو

غضب کی پیاس میں دل پر قوت کس نے پائی ہے

ضعیفی میں اٹھائی تیغ دشمن کی صفیں توڑیں

جو تھی ابن مظاہر میں وہ ہمت کس نے پائی ہے

جہاں خاموش ہے اور آیتیں اب تک سوا ایسی

سر شبیرؑ کی شان تلاوت کس نے پائی ہے

تہہ شمشیر سجدہ آج تک بولو کیا کس نے
ہمیں بتلاؤ معراج عبادت کس نے پائی ہے

تمہارے مسکراہٹ اور ہمارے اشک کہہ دیں گے
عداوت کس نے پائی ہے محبت کس نے پائی ہے

سنو بازار میں تقریر زینبؑ اور بتلاؤ
علیؑ میں جو بھی وہ شان خطابت کس نے پائی ہے

گدائی ہے در حیدرؑ کا ماھرؔ فیض ہے ورنہ
یہ عزت کس کو ملتی ہے یہ شہرت کس نے پائی ہے

۞۞۞

سلام

بیعت کے حرف دیکھ واضح لکھا ہوا ہے
اس آستیں کے اندر خنجر چھپا ہوا ہے

عباسؑ بڑھ رہے ہیں بھگدڑ ہے لشکروں میں
سہما ہوا ہے دریا ساحل ہلا ہوا ہے

حیدرؑ کو دیکھ کر بھی مرسل سمجھ رہے ہیں
ہجرت کی رات آخر دنیا کو کیا ہوا ہے

تاریخ کے ورق پر خیبر کی جنگ دیکھو
ضربت رکی ہوئی ہے شہپر بچھا ہوا ہے

انگڑائی لے رہے ہیں صحن حرم میں حیدرؑ
کعبے میں جو بھی بت ہے ٹوٹا ہوا ہے
نظروں پہ تولتا ہے لشکر اٹھا اٹھا کر
ساحل پہ شیر حیدرؑ حیدرؑ بنا ہوا ہے

تلوار شہپروں پر آرام کر رہی ہے
قدموں میں مرتضیٰ کے مرحب پڑا ہوا ہے

آؤ نجف سے حیدرؑ زور نگاہ دیکھ
عباسؑ کی نظر پر لشکر رکا ہوا ہے

پھیلی ہوئی ہیں کرنیں دینا میں روشنی ہے
مٹی میں کربلا کی سورج چھپا ہوا ہے

عباسؑ کی نظر کی بجلی چمک رہی ہے
دریا کا سارا ساحل خیبر بنا ہوا ہے

قاسم کا ہاتھ مڑکر تلوار چومتی ہے
ارزق مثل مرحب ٹکڑے بنا ہوا ہے

آہی گئی بل آخر انجام تک لڑائی
قاسمؑ کھڑے ہوئے ہیں ارزق پڑا ہوا ہے

زور یزدیت نے کھائی شکست جب سے
دشمن کے دل میں غم کا خنجر چھبا ہوا ہے

آیا ہے کون گھر میں اللہ کے نہ جانے
دیوار میں حرام کی کیوں در بنا ہوا ہے
شکنیں جو پڑ گئیں ہیں عباسؑ کی جبیں پر
ہر شام کا سپاہی پتھر بنا ہوا ہے
پاتی نہیں اجازت عباسؑ کی شجاعت
سیلاب پر ہے دریا لیکن رکا ہوا ہے
بے شیرؑ دست شہ پر اس طرح ہے جیسے
انگشتری کے اوپر ہیرا جڑا ہوا ہے
ہے صاف کیسے کہہ دوں اسلام تیرا دامن
آل نبی کے خوں کا دھبہ پڑا ہوا ہے
نصرت نے شہ کی دھودی چہرے کی سیاسی
اب جون دوپہر کا سورج بنا ہوا ہے
اشک الم بہانا ذکر حسینؑ کرنا
ماھرؔ ازل کے دن سے قسمت بنا ہوا ہے

❁❁❁

سلام

مضطرب تھا قربت رب سے نبی معراج پر
سن کے دل ٹھہرا ہے آواز علیؑ معراج پر

زیرِ خنجر کر رہا ہے سجدۂ خالق حسینؑ
آج پہنچی ہے خدا کی بندگی معراج پر

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا پیمبر پڑھ رہا ہے تھا بار بار
ہم کو خیبر میں ملی نادعلی معراج پر

چاند پر انسان پہنچا اس میں کیا حیرت کی بات
صدیوں پہلے جا چکا ہے مرا نبی معراج پر

کربلا کے عرش پر ڈھلتے ہوئے عاشور نے
ہم نے دیکھے ہیں بہتر آدمی معراج پر

نیزۂ عباسؑ پر ہے سارا لشکر نہر کا
آج کے دن دیکھ لو زور علیؑ معراج پر

کربلا میں زانوے شبیرؑ پر دم توڑ کے
حر نے پہنچا دی ہے اپنی زندگی معراج پر

شام ہجرت رات بھر دشمن نبی سمجھا کیے

فرش پیغمبر پہ ہیں یا ہیں علیؑ معراج پر

کاٹی جاتی ہے زباں مدح علیؑ کے جرم میں

لے چلی میثم کو بھی یاعلیؑ معراج پر

حوصلہ میثم سے لیکر یاعلیؑ کہتی ہوئی

سولیاں طے کرکے پہنچی زندگی معراج پر

ایک سجدے کررہا ہے ایک دیتا ہے صدا

ہیں حجور رب محمد اور علیؑ معراج پر

سب محمد ہیں حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ لو

ہیں ازل کے روز سے آل نبی معراج پر

کربلا میں دیکھ لے سوکھے ہوئے اصغرؑ کے لب

پھر نہ دیکھے گا زمانہ تشنگی معراج پر

اب خدا ہے اور بندہ اب ہے سجدہ اور حسینؑ

زیر خنجر جہان بندگی معراج پر

جنگ کی قاسمؑ نے رن میں پیرہن پہنے ہوئے

اس سپاہی سے گئی ہے سادگی معراج پر

کربلا کے بعد اب ہر لب پہ نام حسینؑ
چھپ گیا چاند پہنچی روشنی معراج پر

وہ پلٹ آئی جوانی وہ چلے رن کو حبیبؑ
آگیا عشق حسینؑ ابن علیؑ معراج پر

جگمگا اٹھا زمانہ دی دعا شبیرؑ نے
جون کے چہرے کی پہنچی روشنی معراج پر

ہے بہت روشن نبی ہاشم میں اصغرؑ کا جہاد
اس گھرانے میں ملے گی کم سنی معراج پر

کھا کے ناوک مسکرانا بس میں انسان کے نہیں
پہنچی اصغرؑ کے تبسم سے ہنسی معراج پر

تنگ دامانی کا ماہرؔ ہر نفس اقرار ہے
فکر اہل بیتؑ سے ہے زندگی معراج پر

۞۞۞

سلام

ایک ہی جھٹکے میں دیکھو مرتضیٰ کے ہاتھ میں
آگیا خیبر کا در خیبر کشا کے ہاتھ میں

ہے علمداری یہ عباسؑ دلاور نہر پر
آج پانی ہے شہنشاہ وفا کے ہاتھ میں

گھوم کر دیکھا پرے پرواز کو جبرئیل نے
جب علیؑ نے تیغ اٹھائی مسکرا کے ہاتھ میں

کربلا میں غیرت اسلام تجھ کو کیا ہوا
ریسماں ہے دختر مشکل کشا کے ہاتھ میں

مر کے جب زندہ ہوا بولا نصیری یا علیؑ
زندگی اور موت دونوں ہے خدا کے ہاتھ میں

خیبری خیبر کے در پر اب نہ کر پائیں ناز
ذوالفقار آئی ہے اب شیر خدا کے ہاتھ میں

جنگ عباسؑ علیؑ سے ہے قیامت نہر پر
دیکھ لو تلوار کا پانی وفا کے ہاتھ میں

جس کو جو چاہیں عطا کر دیں یہ حر کہتا چلا
جنت کوثر ہے شاہ کربلا کے ہاتھ میں

جنگ قاسمؑ دیکھ کر رن میں پکارے اشقیا
جیسے تلوار آگئی ہے مرتضیٰ کے ہاتھ میں

تشنہ لب عباسؑ کے لب تک نہیں آیا مگر
ظرف پانی کا تھا نہر علقمہ کے ہاتھ میں

ذرہ ہائے کربلا سے کہتا ہے خون حسینؑ
ہم نے دیدی ہے شفا خاک شفا کے ہاتھ میں

سینۂ اکبر میں برچھی کانپتی ہے کربلا
زندگی کروٹ بدلتی ہے قضا کے ہاتھ میں

کربلا میں باد سرور ظالموں نے چھین لی
بیبیوں کے رخ کا پردہ تھا ردا کے ہاتھ میں

روز محشر کی شفاعت قاسمؑ نارو جناں
کیا نہیں سالکؔ میرے مشکل کشا کے ہاتھ میں

❁❁❁

سلام

سجدہ شاہ کی تنویر کہیں بولی ہے
دیکھ قرآن کی تفسیر کہیں بولی ہے

چپ ہیں سجادؑ مگر راستے بتلاتے ہیں
کوفہ و شام میں زنجیر کہیں بولی ہے

عصر کو ذبح میں رگ رگ سے الجھ کر پیہم
حلق شبیرؑ سے شمشیر کہیں بولی ہے

کعبہ بولا ہے امامت کی گواہی کے لیے
ورنہ اس خاک کی تعمیر کہیں بولی ہے

حر کا انداز جو دیکھا تو پکارے اعدا
اس طرح نصرت شبیرؑ کہیں بولی ہے

آؤ آواز سنیں چل کے سوئے نہرے فرات
قوت بازو سے شبیرؑ کہیں بولی ہے

مقتل کرب بلا میں کہ لب نہر فرات
یاعلی آپ کی تصویر کہیں بولی ہے

اڑ کے ہم سب کو بتاتا ہے یہ خیبر کا غبار
آج چلتی ہوئی شمشیر کہیں بولی ہے

رن میں سناٹا ہے خاموش ہیں سارے اعدا
ذوالفقار شہ دلگیر کہیں بولی ہے

لاشہ اکبرؑ پہ جو زینبؑ نے پکارا اکبرؑ
موت بولی کوئی تصویر کہیں بولی ہے

تیر چلوں سے کمانو کے نکلتے ہی نہیں
دشت میں ہمت بے شیر کہیں بولی ہے

پہلے آواز سے خود خاک شفا ساتھ چلی
یوں بھی خاک در شبیرؑ کہیں بولی ہے

خطبے تاریخ کے اوراق میں بتلاتے ہیں
شام شاہ کی ہمشیر کہیں بولی ہے

دل سرور دل زینبؑ دل لیلیٰ در باب
بعد اصغرؑ خلش تیر کہیں بولی ہے

نصرت شاہ شیدان کا سہارا لے کر
حر تیری خوبی تقدیر کہیں بولی ہے

آل احمدؑ کی ثنا کرتی ہے خالق کی کتاب
مدح میں آیت تطہیر کہیں بولی ہے

سر سے اتری و مگر دار رسن کی خاطر
چادر زینبؑ دلگیر کہیں بولی ہے

سن کے سالکؔ ہوا محسوس غم سرور میں
میرے اشعار کی تاثر کہیں بولی ہے

سلام

محمد ﷺ کی جبیں سے نور پیکر بنتے جاتے ہیں
پسینہ آتا جاتا ہے پیمبر بنتے جاتے ہیں

ادھر فطرس کی قسمت ہے ادھر حر کا مقدر ہے
نظر شہ کرتے جاتے ہیں مقدر بنتے جاتے ہیں

ابوذرؓ جابرؓ و سلمانؓ کو دیکھ راہ ایماں میں
جو چشمے پھوٹ نکلے ہیں سمندر بنتے جاتے ہیں

ادھر ہم لکھتے جاتے ہیں فضائل آل احمد کے
ادھر ہر بیت پر فردوس میں گھر بنتے جاتے ہیں

کہیں کلمہ زبانوں پر کہیں تکبیر ہوتی ہے
اذاں کے سلسلے خالق کا لشکر بنتے جاتے ہیں

ہوئے جاتا ہے مس گہوارہ شبیرؑ سے فطرس
نشان جوسم پر پڑتے ہیں وہ پر بنتے جاتے ہیں

خدا شاہد عجب آغوش ہے آغوش مرسل بھی
جو بچے پلتے جاتے ہیں وہ حیدرؑ بنتے جاتے ہیں

جہاد روز خیبر لوریوں میں ماں سے سن سن کر
علی اصغرؑ شجاعت کا سمندر بنتے جاتے ہیں

نبوت میں میرے معبود تھوڑا سا اضافہ کر
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اک اور اکبر بنتے جاتے ہیں

بلندی کون چھینے گا محمد کے نواسے سے
نہیں میسر تو اب نیزوں کے ممبر بنتے جاتے ہیں

وہی با زو وہی طاقت وہی ابرو وہی تیور
شباب آتا ہے تو عباس حیدر بنتے جاتے ہیں

غم شبیرؑ میں ایک دن ڈبو دیں گے زمانے کو
ہماری آنکھ کے آنسو سمندر بنتے جاتے ہیں

علیؑ و فاطمہؑ آئے حسنؑ آئے حسینؑ آئے
نظارے ان کے گھر کی روح پرور بنتے جاتے ہیں

شب عاشور ہے دل کو شہادت کھینچ لیتی ہے
کرم شبیرؑ کے حر کا مقدر بنتے جاتے ہیں

شہادت قاسمؑ عونؑ محمدؑ کے ذرا دیکھو
لہو میں ڈوب کر غنچے گل تر بنتے جاتے ہیں

عزائے شاہ کے اشکوں نے قسمت پھر دی ماہرؔ
میری آنکھوں کے ساغر جام کوثر بنتے جاتے ہیں

سلام

حسینیوں بڑھے چلو حیات کو جھنجھوڑ دو
ستم شیار جو بڑھے کلائیاں مروڑ دو

علی کا شیر آئے گا تو جان بچ نہ پائے گی
یہ کہہ رہے تھے اشقیا ترائی آج چھوڑ دو

یہ وقت امتحان ہے حسینؑ کے مجاہدوں
تکان دے کہ سینوں کو سنان تیر توڑ دو

بہا دران صف شکن کھلے اگر کوئی کڑی
شریعتوں کے سلسلون کو تم ہی بڑھ کے جوڑ دو

لہو سے دشت کربلا ابل پڑے ابھی ابھی
حسین شکر کرکے تم جو آستیں نچوڑ دو

یہ دل سے حر نے فیصلہ کیا نہم کی رات کو
حسینؑ ہی کا ساتھ دو سپاہ شام چھوڑ دو

تڑپ کے بولیں میتیں حسینؑ ابن فاطمہؑ
مدد کو پھر اٹھیں گے ہم جو تن کو سر سے جوڑ دو

حسینؑ نے صغیر سے اشاروں میں یہ کہہ دیا
کمان ظلم چھین لو جو تیر آئے توڑ دو

سفینہ حیات کی کرو وہ ناخدائیاں
ثنا داران کربلا ہوا کہ رخ کو موڑ دو

جو جنگ کرنے کے لیے چلا شبیہ مصطفےٰ ﷺ
پکارا لشکر ستم دل حسینؑ توڑ دو

رسول ﷺ زادیاں ہیں یہ جو بے ردا ہیں شام میں
حسینؑ قتل ہو چکے جفاءیں اب تو چھوڑ دو

غم شہید کربلا میں بڑھ کے سالکؔ حزیں
جو خون دل نہ رو سکے ان آبلوں کو پھوڑ دو

سلام

شبیر کا وعدہ ہے وفا ہوکے رہے گا
اسلام تیرا قرض ادا ہوکے رہے گا

کیا روک سکیں گی تجھے یہ شام کی فوجیں
قبضہ ابھی دریا پہ تیرا ہوکے رہے گا

حیدرؑ کی خلافت سے جو انکار کروگے
یہ سوچ لو انجام برا ہوکے رہے گا

مشکیزے کو بھرنے کے لیے شیر چلا ہے
روکے گا اسے جو وہ فنا ہوکے رہے گا

ہوں ساقی کوثر کا پسر اتنا سمجھ لے
کہہ دوں تو ابھی جام عطا ہوکے رہے گا

صفین سے خاموش ہے عباسؑ کی شمشیر
چمکے گی تو لشکر یہ ہوا ہوکے رہے گا

بگڑے نظر آتے ہیں علمدار کے تیور
دریا پہ ابھی حشر بپا ہوکے رہے گا

شبیرؑ کی پڑ جائے گی جس وقت نگاہیں
حر نام ہے چھوٹا سا بڑا ہوکے رہے گا

کہتا ہے جو سرور کی عزاداری کو بدعت
وہ شخص گرفتار بلا ہوکے رہے گا

عباسؑ کے روضہ پہ سمٹ آئے گی دنیا
ہر مانگنے والے کا بھلا ہوکے رہے گا

قدموں پہ جبیں اپنی جھکائیں گے نصیری
عباسؑ وفاؤں کا خدا ہوکے رہے گا

عباسؑ کی نظریں پھریں خیر نہیں ہے
ہر اک کا سر تن سے جدا ہوکے رہے گا

پیشانی شبیرؑ کو کیا روکے گا خنجر
یہ سجدہ خالق تو ادا ہوکے رہے گا

زینبؑ تیری محنت کبھی برباد نہ ہوگی
ہر شخص کا دل فرش عزا ہوکے رہے گا

یہ حملہ قاسمؑ ہے سنبھل ارزق شامی
ایک وار پہ سر تین سے جدا ہوکے رہے گا

اے جون دعا مانگ رہے ہیں شہ والا

چہرا تیرا سورج کی طرح ہو کے رہے گا

اے کرب وبلا دیکھنا سرور کی بدولت

رتبہ تیرا جنت سے سوا ہو کے رہے گا

اس سمت ہے جنت تو اس سمت جہنم

جس کی ہے جو قسمت میں لکھا ہو کے رہے گا

تنویرؔ مجھے سالکؔ ماھرؔ کے ہی جیسا

انداز یہ ایک روز عطا ہو کے رہے گا

سلام

نہ پوچھو دشمن ایمان سے نور علیؑ کیا ہے

جو خود اندھا ہے وہ کیسے بتائے روشنی کیا ہے

زباں کٹوا کے اپنی کر گئے احسان یہ میثم

سمجھنا سخت مشکل کام تھا عشق علیؑ کیا ہے

محمدؐ اور علیؑ دونوں کا جلوہ ایک جلوہ ہے

کوءی کیسے بتائے گا نبیؑ کیا ہے وصی کیا ہے

کیا حملہ کہا عباسؑ نے دریا کی فوجوں سے

ذرا ٹھہرو بتاتے ہیں جلال حیدری کیا ہے

سر ساحل قیامت دیکھنا کچھ دیر گزرتو

ابھی تو غیض میں عباسؑ آئے ہیں ابھی کیا ہے

پڑھیں خیبر میں پیمبر تو مرحب قتل ہوجائے

اجل ہے دشمنان دین کی ناد علیؑ کیا ہے

میرے شبیرؑ دے دو سات بیٹے آج راہب کو

رضائے رب کے مالک ہوتمہیں مولا کمی کیا ہے'

گرے گی عمر پر تیغ علیؑ سے ٹوٹ کر بجلی

پیمبر ہو کے خوش بتلائیں گے ضرب علیؑ کیا ہے

علیؑ نے ایک شب ہجرت میں خود پیمبری کی ہے

علیؑ سے پوچھئے بتلائیں گے پیمبری کیا ہے

یہ ہے دوزخ کا انگارہ وہ ہے فردوس کا مالک

یزید شام کیا ہے اور فرزند نبی کیا ہے

علیؑ سے تا بہ قائم سلسلہ ہے نور کا قائم

یہ بارہ منزلیں ہیں نور کی بارہ دری کیا ہے

علیؑ سجدہ میں سائل کو عطا کرکے بتاتے ہیں

حکومت دے سلیماں کو جو وہ انگشتری کیا ہے

سر دوش محمدؐ بارہا دنیاں نے دیکھا ہے
مرے شبیرؑ کی مسند ہے یہ دوشِ نبیؐ کیا ہے
چھڑا کر کفر سے دامن درِ شبیرؑ پر آیا
بتایا ہم کو حر نے موت کیا ہے زندگی کیا ہے
غرورِ ارزق کا مٹی میں ملا کر ایک لمحے میں
صدا دی ضربت قاسمؑ نے دیکھو کمسنی کیا ہے
سرِ ساحل جدھر اٹھی قیامت ہوگئی برپا
فلک سے ٹوٹی بجلی ہے نظر عباسؑ کی کیا ہے
نہ مرحب ہے نہ در ہے خیبری کہتے ہیں آپس میں
قیامت ہے کہ محشر ضربت دستِ علیؑ کیا ہے
میں ماہرؔ کیا کروں گا دیکھ دنیاں کی نظروں سے
درِ شبیرؑ پر بیٹھا ہوا ہوں اب کمی کیا ہے
علیؑ کی گفتگو معراج میں لہجہ نبیؐ رب کا
سراپا لہجہ خالق ہے آوازِ علیؑ کیا ہے
صفِ جبرئیل رضواں میں کھڑے ہیں میثم و قنبر سے
درِ حیدرؑ کے اوپر آکے دیکھو قنبری کیا ہے
حرم میں آگے بت دیکھے تو بدلیں تیوریاں اپنی
ابوطالب کا ہے ایماں ایمانِ علیؑ کیا ہے

سلام

دیکھ کر منظر ترا اے کربلا اپنی جگہ
ناز فرماتا ہے بندوں پر خدا اپنی جگہ

لے چلا مشک و علم تشنہ لبی کے ساتھ ساتھ
آب دریا پھینک کر جان وفا اپنی جگہ

تابہ دریا چومتی عباسؑ غازی کا علم
چھوڑ کر آئی پھریرے کی ہوا اپنی جگہ

ناصروں کے حوصلے معراج پر تھے کربلا
تیر کا تلوار کا تھا راستہ اپنی جگہ

ظلم گوشے ڈھونڈتا ہے کوئی مل جائے پناہ
صبر شبیری مگر ٹھہرا رہا اپنی جگہ

کربلا میں ظلم کے سیلاب کی قیمت نہیں
مطمئن ہے زندگی کا نا خدا اپنی جگہ

کھل گئیں آنکھیں جو دیکھی صبر حسینؑ
صبر ایوبی نے کی تھی انتہا اپنی جگہ

کعبے والوں تم کہے جاؤ کہ ہم ہیں محترم
ہم کہیں گے ہے نماز کربلا اپنی جگہ

کربلا میں خیمہ سرور کے جل جانے کے بعد
اے مسلمانوں کہو کیا رہ گیا اپنی جگہ

ہیبت عباسؑ کا عالم زمانہ دیکھ لے
بہتے بہتے آب دریا رک گیا اپنی جگہ

خنجروں کی دھار پر ٹھہرے ہیں پیاسوں کے گلے
منزلوں کو دیکھتا ہے راستہ اپنی جگہ

زیرِ خنجر جب جبیں سجدے میں رکھ دی شاہ نے
رک گئی اللہ و اکبر کی صدا اپنی جگہ

ہر مصلے پر چلی آئی ہے بن کے سجدہ گاہ
کیوں نہ ہو پھر محترم خاکِ شفا اپنی جگہ

اللہ اللہ رفعتیں دیں کیا غمِ شبیرؑ نے
جو گرا آنسو وہی کوثر بنا اپنی جگہ

اک ہمیں پر منحصر سالکؔ نہیں یہ فیضِ خاص
سب نے پایا مدحِ مولا کا صلہ اپنی جگہ

۞۞۞

سلام

نظر ملاؤ بہتر کی بات ہم سے کرو
علیؑ کے لال لشکر کی بات ہم سے کرو

علیؑ کا شیر پکارا فرات کیا شہ ہے
یہاں تو قبضہ ہے کوثر کی بات ہم سے کرو

نہ جانتے ہو تو سن لوکہ نام ہے عباسؑ
جفا شیاروں نہ تیور کی بات ہم سے کرو

ہمارے زور کی دیکھے ہے قلع خیبر
اکیلے آئے ہیں لشکر کی بات ہم سے کرو

ہمارے سن کو نہ دیکھو یہ کہہ رہا تھا صغیر
سپاہی ہم بھی ہیں لشکر کی بات ہم سے کرو

ہمیں نے شہپر جبرئیل پریشاں ڈالے
وغا میں ضربت حیدرؑ کی بات ہم سے کرو

ستم شیاروں کمانیں ابھی نہ رکھ دینا
ابھی تبسم اصغرؑ کی بات ہم سے کرو

جہاں میں آئے ہوئے زلزلوں خدا کے لیے
کہاں ہے تربت اصغرؑ کی بات ہم سے کرو

صدا یہ دیتی ہے ابتک شہادت سرورؑ
گلہ ہمارا تھا خنجر کی بات ہم سے کرو
حسینؑ روکے یہ بولے فرات کی موجوں
ذرا ہمارے برادر کی بات ہم سے کرو
قصوروار تھا لیکن یہ کہہ رہے تھے حسینؑ
حبیب حر کے مقدر کی بات ہم سے کرو
چلا تھا حلق شہ دیں پہ شامیوں کیسے
لہو بھرے ہوئے خنجر کی بات ہم سے کرو
جو کربلا سے چلا پا پیادہ کانٹوں پر
زباں سے آج اسی رہبر کی بات ہم سے کرو
حسینؑ کہتے تھے نیزوں سے کس لیے چپ ہو
شہادت علی اکبرؑ کی بات ہم سے کرو
ہماری آنکھوں نے دیکھی ہے منزل معراج
سوار دوش پیمبر کی بات ہم سے کرو
کہاں تھی غیرت اسلام بعد قتل حسینؑ
جو چھین لی اسی چادر کی بات ہم سے کرو
علیؑ کے عشق میں دم توڑا دشت غربت میں
زمانے والوں ابوذرؓ کی بات کرو

ہمک کے گود میں مادر کی کہہ رہا ہے صغیر
اب استغاثہ سرور کی بات ہم سے کرو

ہوائے تیر نے آواز دی یہ مقتل میں
لعینوں جرات اصغرؑ کی بات ہم سے کرو

اسی کے سائے میں ہم ہی ملیں گے غیر نہیں
ردائے آل پیمبر کی بات ہم سے کرو

زباں سے یا علیؑ نکلے گا کوئی منزل ہو
جہاں بھی ساقیہ کوثر کی بات ہم سے کرو

علیؑ کا ذکر عبادت ہے کہہ دوا سے سالکؔ
کرو تو ساقی کوثر کی بات ہم سے کرو

❁❁❁

سلام

ہر طرف نفس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھا
نہ خدا سے تجھے جدا دیکھا

دامن دشت کربلا دیکھا
خون شبیرؑ سے بھرا دیکھا

روضہ شہ کے گوشے گوشے میں
ہم نے کعبہ بنا ہوا دیکھا

رکھ لیا چن کے کربلا تو نے
جس نگینے کو بے بہا دیکھا

آئینہ ہم نے روح اکبرؑ کو
مصطفٰے کے جمال کا دیکھا

تو نے نہر فرات کے پانی
عہد پیغمبر وفا دیکھا

بولے عباسؑ شامیوں تم نے
زور فرزند مرتضٰی دیکھا

تیرے خطبوں سے اڑ گیا زینبؑ
رنگ دربار شام کا دیکھا

دے دیں قربانیاں بہتر نے
الفت شاہ دیں میں کیا دیکھا

دشمن اہلبیتؑ دور رہیں
باب جنت پہ یہ لکھا دیکھا

خون میں اپنے روز عاشورہ
چاند امامت کا ڈوبتا دیکھا

بھائی کے حلق پر چھری دیکھی
اور زینبؑ کا سر کھلا دیکھا

ہائے اصغرؑ پکاری خیمے میں
ماں نے کرتا خوں بھرا دیکھا

اے سکینہؑ تجھے نہ بھولے گی
جس رسن نے تیرا گلا دیکھا

تو شبیرؑ سا بتا اسلام
ایسا کوئی حق آشنا دیکھا

قتل ہو کر حسینؑ ہیں فاتح
ظلم قدموں پر گر پڑا دیکھا

تیرے غم میں حسینؑ ابن علیؑ
ہم نے ہر دل کو کربلا دیکھا

کربلا میں ذرا بتا اسلام
کس سے کس کا مقابلہ دیکھا

شہ نے بدلا اسے مسرت
جو قرینہ ملال کا دیکھا

جس طرف آنکھ اٹھ گئی سالکؔ
مدح مولا کا در کھلا دیکھا

❁❁❁

سلام

عباسؑ کی نظروں کی جو شہہ پا گیا پانی
اک مشک میں جتنا بھی تھا سب آگیا پانی

پاؤں چھو لے عباسؑ کے چلو میں سمایا
نظریں جو ہوئی چار تو گبھرا گیا پانی

جس سمت نظر اٹھ گئی عباسؑ کی رن میں
شمشیر نظر کھینچ کے برسا گیا پانی

روکے نہ رکا شاہ کے انکار کا دریا
بیعت کی عمارت جو بنی ڈھا گیا پانی

عباسؑ کے غصے کو نہ پوچھو سر ساحل
تلوار چلی ایسی کہ تیورا گیا پانی

عباسؑ کے حملے نے ہلا ڈالا ہے ساحل
صفین کی روداد کو دہرا گیا پانی

دریا کی کمر توڑ دی ادنیٰ سی نظر نے
تیوری جو چڑھی سقا کی بل کھا گیا پانی

دریا میں بھنور بن کے لگانے لگا چکر
عباسؑ کی نظروں سے جو ٹکرا گیا پانی

سب گھاٹ اترتے گئے دریائے اجل کے
عباسؑ کی تلوار پہ چھڑتا گیا پانی

دریا بنا بہنے لگا پانی ہوا پانی
عاشور کو سرور سے جو شرما گیا پانی

نکلا جو غم شاہ میں موتی اسے مانا
باقی تو ہر اک اشک کو سمجھا گیا پانی

خیبر میں جو آیا تھا پیمبر کی صدا پر
جبرئیل کو تلوار کا دکھلا گیا پانی

جس دن سے گرا مشک سکینہؑ سے زمیں پر
پھر چین سے دنیا میں نہ دیکھا گیا پانی

ماھرؔ غم سرور کی گھٹاؤں کے کرم سے
گلدستۂ اشعار پر چھڑکا گیا پانی

❖❖❖

سلام

کلمہ پڑھتے رہے اور نام علیؑ بھول گئے
یاد دینار ہی جنت کی گلی بھول گئے

قبر میں آکے منافق کی فرشتوں نے کہا
ایک دو لفظ نہیں تم تو سبھی بھول گئے

خانہ کعبہ میں تھے مہر نبوت پہ قدم
آنکھ سے دیکھ کہ معراج علیؑ بھول گئے

کھیل دولت کے نہ چل پائے علیؑ کے آگے
معجزے دیکھے تو سب جادوگری بھول گئے

روک کر فوج کو کہتی ہے نگاہ عباسؑ
قوت بازوئے مولا علیؑ بھول گئے

مانگنے آئے ہیں خیبر میں علم مرسل سے
کیوں پیمبر پڑھی ناد علیؑ بھول گیے

فیصلے کرنے لگے مسند مرسل پا کر
راہبر بننے لگے راہزنی بھول گئے

اب کسی سمت سے آتی نہیں بیعت کی صدا
راہزن جتنے تھے سب راہزنی بھول گئے

کہہ رہے ہیں سر خم آکے جو بخٍ بخٍ

حال دل جاننے والے ہیں علیؑ بھول گئے

کوششیں ہیں کہ نہ ہو تذکرہ آل نبی

ہم تو سمجھے تھے کہ تم بولہبی بھول گئے

ایک نے بھی نہ پیمبر کو احد میں دیکھا

بھاگنے والے پیمبر کو سبھی بھول گئے

شک محمد کی رسالت پر سدا کرتے رہے

اپنے اسلام میں ایماں کی کمی بھول گئے

ہم کسی غیر کی سیرت پہ چلے ہیں اب تک

کبھی حیدرؑ کو پکارا تو کبھی بھول گئے

سائے میں تیروں کے کچھ ایسا ہنسے ہیں اصغرؑ

گلشن دہر کے سب پھول ہنسی بھول گئے

حب حیدرؑ نے مگر ساتھ نبھایا ماہرؔ

ایک وہ وقت بھی آیا کہ سبھی بھول گئے

۞۞۞

نوحہ

عصر عاشور ہے آچکا شاہ کا

زیرِ خنجر گلا خلد سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھئے تو ذرا

یارسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بعد شبیر ہے ثانیِ فاطمہؑ دشت میں بے ردا

خلد میں سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھئے تو ذرا

منظر کربلا کربلا

ظلم حد سے بڑھا خیمہ خیمہ جلا

سر چھپائیں کہاں بے ردا بیبیاں

روتا ہے آسماں یا رسول خدا

کیا قیامت ہے یہ نوک نیزہ پہ ہے

فرق شاہ حدا

خلد سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھیے تو ذرا

منظر کربلا کربلا

کب وہ انجان تھے سب مسلمان تھے

عصر کی داستان کس طرح ہو بیاں

رک رہی ہے زبان یا رسول خدا
پانی مانگا کیسے اور تڑپا کیسے
شاہ کرب وبلا خلد سے مصطفیﷺ تو ذرا
منظر کربلا کربلا
مضطرب ہے بہن ختم ہیں پنجتن
آسماں گر پڑا آگیا زلزلہ روتی فاطمہؑ
یارسول خدا
گرم ریتی پہ ہے رب پہ تکیہ کیے آپ کالاڈلا
خلد سے مصطفی دیکھتے تو ذرا
منظر کربلا کربلا
عصر عاشور تک دشمنوں کے پرے
صف سے اپنی بڑھے شہ کو گھرے رہے
تیر خنجر چلے یا رسول خدا
دشت کی خاک پر جسم شبیر سے خون بہتا رہا
خلد سے مصطفی دیکھے تو ذرا
منظر کربلا کربلا

ظلم تو دیکھئے لو وہ ظالم چلا

حرملا وہ بڑھا ایک ناوک چلا

حلق اصغرؑ چھدا یا رسول خدا

شہ کے ہاتھوں پہ ہے خون میں ڈوبا ہوا لاشہ بے شیر کا

خلد سے مصطفی دیکھئے تو ذرا

منظر کربلا کربلا

ظلم دیکھا کریں کس سے زینبؑ کہیں

دلبر مصطفی بھائی شبیر کا نہر پر سو رہا

یارسول خدا

ہر طرف ہے دھواں آپ کا گھر جلا

شعلہ بھڑکا کیا

خلد سے مصطفی دیکھئے تو ذرا

منظر کربلا کربلا

کوئی یاور نہیں جل رہا ہے ہے مکاں

اٹھ رہا ہے دھواں جائیں رانڈیں کہاں

حشر کا ہے سماں یا رسول خدا

روتی ہے بیبیاں لاشہ عباسؑ کا

نہر پر ہے پڑا

خلد سے مصطفی دیکھئے تو ذرا

منظر کربلا کربلا

کس کو آواز دیں جا کے کس سے کہیں

بندھ رہی رسیاں چپ ہیں شہزادیاں

سخت ہے امتحاں یا رسول خدا

کیسی مشکل میں ہیں ثانی فاطمہؑ

خلد سے مصطفی دیکھئے تو ذرا

منظر کربلا کربلا

غم کی ہے انتہا روتی ہے کربلا

حال بیمار پر بیبیاں نوحہ گر

نیزہ نیزہ ہیں سر

یارسول خدا

جانب شام اب ایک رسن میں بندھا

جاتا ہے قافلہ

خلد سے مصطفیٰ دیکھئے تو ذرا

منظر کربلا کربلا

کیسے ماھرؔ بیاں غم کی ہو داستاں

یہ ردا ہیں حرم سب کی آنکھیں ہیں نم

گردنیں سب کی خم یارسول خدا

لب یہ زینب کے ہیں اے نبی خدا

آیئے کربلا

خلدا سے مصطفیٰ دیکھئے تو ژرا

منظر کربلا کربلا

نوحہ

ہائے میرا پیاسا بھائی

ہائے میرا پیاسا بھائی

کیسی قیامت عصر کو آئی

ہوگئی تن سے سر کی جدائی

زینب رو رو دیوے دھائی

ہائے میرا پیاسا بھائی

خون میں ڈوبا چاند سا مکھڑا
حلق سے تو نے تیر نکالا
ننھی لحد بھی خود ہی بنائی
ہائے میرا پیاسا بھائی

صبر کی طاقت سب کو دکھا دی
یا علی کہہ کر کھینچ لی برچھی
میت اکبرؑ تو نے اٹھائی
ہائے میرا پیاسا بھائی

جس میں بندھا تھا رات کو کنگنا
اس میں پڑا ہے پھندا رسن کا
کبریٰ دیکھے اپنی کلائی
ہائے میرا پیاسا بھائی

موت نے بھیجا دولہا بنا کر
تیغ وسناں نے زخم لگا کر
میت قاسم خوب سجائی
ہائے میرا پیاسا بھائی

اپنا چہرہ خون میں بھر کر
آیا جو دلدل خیمے کے در پر
دوڑتی در پہ سکینہؑ آئی
ہائے میرا پیاسا بھائی

شمر سا قاتل سینہ شہ پر
رکتی سانسیں چلتا خنجر
موت کی ہچکی کیسے آئی
ہائے میرا پیاسا بھائی

لاکھوں کا لشکر تیرا بڑھاپا
حملہ ہے تیرے لرزہ کوفہ
کس نے دیکھی ایسی لڑائی
ہائے میرا پیاسا بھائی

عصر کے بعد آئے ہیں ستانے
رحم نہیں کھایا اعدا نے
خیمے لوٹے آگ لگائی
ہائے میرے پیاسا بھائی

کیسے بھولوں شمر کا خنجر
سر تیرا دیکھا نوک سناں پر
میں رہی زندہ موت نہ آئی
ہائے میرا پیاسا بھائی
تیرے حرم کو قیدی بنا کر
شام لے جاتے ہیں ستمگر
رانڈ ہیں ہیں اور داغ جدائی
ہائے میرا پیاسا بھائی
کہتی تھیں ماہرؔ زینبؑ مضطر
لاشہ شہ سے رخصت ہوکر
جی بھر کر میں رونے نہ پائی
ہائے میرا پیاسا بھائی

❁❁❁

نوحہ

جانا جو مدینے کی طرف قاصد صغریٰ
صغریٰ سے یہ کہنا
میت علی اصغرؑ کے لیے تھا تیرا بابا
صغریٰ سے یہ کہنا

پامال ہوا گھوڑوں سے قاسم سا گل تر
تجھ سے کہیں کیوں کر
ہے خاک پہ دولھا میرا بستر نہ بچھونا
صغریٰ سے یہ کہنا
صغریٰ میری صغریٰ
اب عنون و محمد ہیں نہ عباسؑ دلاور
قاسم ہیں نہ اکبرؑ
سوتا ہے کٹائے ہوئے سر ترا گھرانہ
صغریٰؑ سے یہ کہنا
صغریٰؑ میری صغریٰؑ
عباسؑ چچا تیرا گیا پانی کی خاطر
واپس نو ہوا پھر
ٹکڑے ہوا تن خون میں ڈوبا ہے پھریرا
صغریٰؑ سے یہ کہنا
صغریٰؑ میری صغریٰؑ
لشکر میری جان لینے کو ہر سمت کھڑا ہے
کیا وقت پڑا ہے
جاؤں تو کدھر جاؤں نہیں کوئی ٹھکانا

صغریٰ سے یہ کہنا
صغریٰ میری صغریٰ
ضد کرتی ہے گھر چلنے کی معصوم سکینہؑ
ہے دور مدینہ
دشوار ہوجاتا ہے اس دشت میں جیان
صغریٰ سے یہ کہنا
صغریٰ میری صغریٰ
نزدیک چلی آتی ہے زینبؑ کی اسیری
تقدیر ہے میری
ممکن نہیں ناموس پیمبر کو بچانا
صغریٰ سے یہ کہنا
صغریٰ میری صغریٰ
تھا وقت کہ دم توڑ دے ہاتھوں پہ ہو بے شیر
گرن پہ لگا تیر
دل روتے ہیں جب ہنستا ہے بے درد زمانہ
صغریٰ سے یہ کہنا

صغریٰ میری صغریٰ

کھولے ہوئے سر خیمے میں ہے بانوئے ناشاد

خوں دل کا کیے دیتا ہے جھولے کا جھلانا

صغریٰ سے یہ کہنا

صغریٰ میری صغریٰ

عابدؑ کو بھی سنلے بہت شدت تپ ہے

اسپر یہ غضب ہے

کیا چیز دوا ہوتی ہے پانی ہے نہ دانہ

صغریٰ سے یہ کہنا

صغریٰ میری صغریٰ

گو قاصد صغریٰ کو زمانہ ہوا ماھرؔ

پھر بھی ہے یہ ظاہر

تھا بارے ستم شاہ کو قاصد سے یہ کہنا

صغریٰ سے یہ کہنا

صغریٰ میری صغریٰ

۞۞۞

نوحہ

چھوڑ کے تربت گھر میں آجا گود میں کر آرام

اصغر میرے اصغرؑ آگئی شام

بانو دکھیا کرتی ہے نوحہ خیمے میں ہے کہرام

اصغر میرے اصغرؑ آگئی شام

شام غریباں پھیلی ہوئی مسند زینبؑ خاک بنی ہے

تجھ کو ڈھونڈے تیری سکینہؑ پانی کا لے کر جام

اصغر میرے اصغرؑ آگئی شام

مت بھولو الفت کے قرینے گھٹنیوں چل کے آؤ مدینہ

خط میں لکھ کر بھیجا ہے تم کو صغریٰؑ نے پیغام

اصغر میرے اصغرؑ آگئی شام

دل سے تجھ کو کیسے بھلاؤں آنکھ سے آنسو کیوں نہ بہاؤں

جاگتے سوتے میرے لبوں پر آئے تیرا نام

اصغر میرے اصغرؑ آگئی شام

روتی ہوں کب سے خیمے کے در پر کس کو بھیجوں تیری لحد پر

گنج شہیداں میں کرتا ہے بھائی ترا آرام

اصغر میرے اصغرؑ آ گئی شام

جل گئے خیمے لٹ گیا جھولا آہ کروں تو پڑتا ہے درہ

صبح سے شب تک شب سے سحر تک رونا ہے میرا کام

اصغر میرے اصغرؑ آ گئی شام

در سے لگ گئی میری نگاہیں آنکھ میں آنسو لب آہیں

ڈھل گیا عاشورے کا سورج ہونے کو آئی شام

اصغر میرے اصغرؑ آ گئی شام

گھیرے ہوئے شام کا لشکر تنہا ہے میدان میں سرور

سارا حال بتانا جا کر دادی کو کر کے سلام

اصغر میرے اصغرؑ آ گئی شام

کرب و بلا سے کوفے چلوں گی شام کی مشکل بھی جھیلوں گی

جنگل جنگل صحرا صحرا لوں گی تیرا نام

اصغر میرے اصغرؑ آ گئی شام

پھیلا ہے ہر سو سناٹا سب کو پکار کوئی نہ بولا

ڈوب گیا امیدا کا سورج آ گئی غم کی شام

اصغر میرے اصغرؑ آگئی شام

نیند آئی ہے روتے روتے چونک نہ پڑنا سوتے سوتے

دل ماں کا ڈرتا ہے بیٹا جنگل کی ہے شام

اصغر میرے اصغرؑ آگئی شام

اصغر میرے اصغرؑ آگئی شام

جھولے میں مچلا گود میں نکلا بجلی بنکر فوج پہ ٹوٹا

میرے سپاہی تو نے بچایا نانا کا اسلام

اصغر میرے اصغرؑ آگئی شام

ماں کو آ کر رخصت کردو آنکھوں کے ساغر اشکوں سے بھر دو

قیدی بن کر کرب و بلا سے جاتے ہیں ہم شام

اصغر میرے اصغرؑ آگئی شام

ماھرؔ ہیں بانو کے نالے گود میں میری کیوں نہیں آتے

رات کے سناٹے میں تم کو کیسے ملا آرام

اصغر میرے اصغرؑ آگئی شام

❁❁❁

نوحہ

عجب ہے دشت کا منظر
نہیں تین پر سر سرور
سکینہ ہے بہت مضطر
چچا سوتے ہیں دریا پر

ہیں سب کو لشکری گھیرے
میری پھوپھیاں ہیں سر ننگے
کسی سر پر نہیں چادر
چچا سوتے ہیں دریا پر

پھوپھی کی چھنتی ہے چادر
سر سرور ہے نیرے پر
سکینہؑ نے کہا رو کر
چچا سوتے ہیں دریا پر

طمانچے منھ پہ کھاتی ہوں
کھڑی آنسو بہاتی ہوں
میرے چھینے گئے گوھر

چچا سوتے ہیں دریا پر

نہیں ظلم و ستم کی حد

نبی کی لٹ گئی مسند

لٹا گہوارہ اصغرؑ

چچا سوتے ہیں دریا پر

خیام شاہ میں اعدا

چلے آتے ہیں دررانہ

جلایا جارہا ہے گھر

چچا سوتے ہیں دریا پر

گلے میں طوق ڈالا ہے

انہیں قیدی بنایا ہے

کریں کیا عابد مضطر

چچا سوتے ہیں دریا پر

صدائیں کب سے دیتی ہوں

میں رو رو جان کھوتی ہوں

کہاں ہیں بھائی جاں اکبر

چچا سوتے ہیں دریا پر
اسیر ظلم ہے پنجتن
امامت دار پنجتن
ہیں قیدی حضرت باقرؑ
چچا سوتے ہیں دریا پر
بس اب دریا سے آجاؤ
مجھے درے نہ کھلواؤ
دلادو شمر سے گوہر
چچا سوتے ہیں دریا پر
نہ مقنع نہ ہے چادر
ہیں سب کے بال چہروں پر
ہماری قید کا منظر
چچا سوتے ہیں دریا پر
بس اب بیدار ہوجاؤ
سوئے خیمہ چلے آؤ
ذرا تیغ علیؑ لے کر
چچا سوتے ہیں دریا پر
سبھی پہ پڑھتے ہیں درے

رسن سب کے گلوں میں ہے
پھرائے جائیں گے در در
چچا سوتے ہیں دریا پر
سفر ہیں شام و کوفہ کے
گلے مل لو بھتیجی سے
سکینہؑ کے ہے یہ لب پر
چچا سوتے ہیں دریا پر
بیاں میں کیا کروں ماہرؔ
قیامت کا تھا وہ منظر
نبی کی آل ننگے سر
عجب ہے دشت کا منظر
چچا سوتے ہیں دریا پر

❁❁❁

نوحہ

کیسے نہ نکلیں آنکھ سے آنسو اور ہونٹوں سے ہائے
میرے نبی کا پیارا نواسہ سجدے میں مارا جائے
دھرتی کیا آکاش بھی لرزے درد سے ندیا کروٹ بدلے
پیاسا بالک پانی کے بدلے تیر گلے پر کھائے

خون میں ڈوبا چپا چپا مارا گیا ہے شاید سقا

یثرب کا شہزادہ دیکھو نہر پہ دوڑا جائے

خیموں میں کہرام مچا ہے اکبرؑ اکبرؑ ایک صدا ہے

پالا ہوا اٹھارہ برس کا سینے پہ برچھی کھائے

جلتی زمیں پر لاش پڑی ہے ایسی شادی کہیں سنی ہے

خون کی بوندوں سے قاسمؑ کا سہرہ گوندھا جائے

آگے مدینے چین نہ پایا رو کے گزارا سارا زمانہ

بھائی کی باتیں کرتی زینبؑ قبر نبی پر جائے

رات کا سناٹا ہے ڈرونا ہو کا جنگل کوئی نہ اپنا

لاش سے لپٹی بالی سکینہؑ روئے اور گھبرائے

جب سے دعا شبیر نے دی ہے نور کی بجلی کوندرہی ہے

دیکھ کے جون کا روشن چہرہ چاند کا دل للچائے

اصغرؑ بن ہے نوحہ ماتم کیسے بتاؤں دل کا عالم

جب جب برسیں آنکھ کے بادل ایک چھری لگ جائے

میرے آنسو گوہر آنسو ماھرؔ اجر پیمبر آنسو

ہو جو کسی کے ایسے آنسو سامنے میرے آئے

کلمہ پڑھنے والوں بولو اپنی اپنی آنکھیں کھولو

جنت کا سردار ہو اسکا سر نیزہ پر جائے

نوحہ

معصوم لہو میں ڈوبا ہوا

بےشیر کا لاشہ دیکھ نہ لے

اے موت ایسی کا ڈھڑکا ہے

ماں خالی جھولا دیکھ نہ لے

اے فوج ذرا پردہ کرلے

اے موت ذرا حائل ہو جا

سر کھولے ہوئے نکلی ہے بہن

شبیر کا لاشہ دیکھ نہ لے

عباسؑ علیؑ کی آمد پر

آپس میں یہ فوجیں کہتی تھیں

شبیرؑ کا بھائی پیاسا ہے

دریا کا کنارہ دیکھ نہ لے

اصغرؑ کی اجل ہے مولا جلدی

جلدی سے چھپا دیجئے میت

تربت کی اندھیری منزل میں

ماں چاند کو چھپتا دیکھ نہ لے

قاسم کے لیے ماں نکلی ہے

دل اپنا سنبھالے میداں میں

ارمانوں کی میت دیکھ نہ لے

نوشاہ کا سہرا دیکھ نہ لے

شہ قتل ہوئے سورج ڈوبا

گھر آل نبی کا لٹتا ہے

آغوش میں جلتے خیموں کی

ماں ننھا سا جھولا دیکھ نہ لے

عباسؑ سے اجڑے خیموں سے

کیا جانیئے کتنی دوری تھی

مشکیزے سے پانی گرتا ہوا

مظلوم سکینہؑ دیکھ نہ لے

میداں کی جلتی ریتی پر
بیٹے کو تڑپتا دیکھ نہ لے
مولا کی نظر بے چین سی ہے
اکبرؑ کا کلیجہ دیکھ نہ لے
گرمائے ہوئے سورج کی کرن
اور گود میں بابا کی اصغرؑ
یہ پھول عبا کے سائے میں
بے درد زمانہ دیکھ نہ لے
شبیرؑ اسی سے لائے ہیں
سر اپنا جھکائے لاشہ کو
ڈوبا ہوا خون میں اصغرؑ کا
ماں ننھا سا کرتا دیکھ نہ لے

۞۞۞

نوحہ

عاشور کے ناک لمحوں میں
جب سورج ڈوبا جاتا تھا
احمد کا نواسہ حق کی قسم
قرآن سناتا جاتا تھا

اٹھارہ برس تک اکبرؑ کو
آغوش میں پالا جاتا تھا

پھر حق کے خزانہ امت پر
ہنس ہنس کے لٹایا جاتا تھا

زینب کو جو دیکھا بالیں پر
شبیرؑ کی غش سے آنکھ کھلی

کروٹ نہ بدلتے کیوں مولا
ہمشیر کا پردہ جاتا تھا

اٹھ اٹھ کے پردہ گرتا تھا
ہر دل میں کھٹکتی تھی برچھی

میدان میں اکبرؑ جاتے تھے
یا گھر سے جنازہ جاتا تھا

جب یاد بھتیجی آتی تھی
جب نہر کی موجیں ہلتی تھیں

عباسؑ کے بہتے اشکوں میں
مشکیزہ بھی ڈوبا جاتا تھا

بالوں سے چھپا کر چہرے کو
جب آتی تھی زینبؑ میداں میں
خیموں کا دھواں پردے کے لیے
چادر کی طرح چھا جاتا تھا
جب جوش محبت نے مارا
منہ رکھ دیا زخم اکبرؑ پر
احمد کا نواسہ کیا کرتا
دم سینے میں الجھا جاتا تھا
جلتی کہ محبت بڑھتی تھی
جلتے کے برستے تھے آنسو
اے فضل حسینی چوکھٹ پر
سر اور بھی جھکتا جاتا تھا

۞۞۞

نوحہ

نالائے زینبؑ شام غریباں
آؤ نجف سے ائے بابا
نیزے کے اوپر آگیا قرآں
آؤ نجف سے اے بابا
خاک پہ ہم سب بیٹھے ہوئے ہیں
جلتے خیمے پاس پڑے ہیں
ہم گریاں بچے حیراں
آؤ نجف سے اے بابا
کس کس پر میں اشک بہاؤں
منظر میداں کیسے بتاؤں
بکھرا پڑا ہے خاک پہ قرآں
آؤ نجب سے اے بابا
گود کے پالے رن میں پڑے ہیں
ہم یوں سوئے شام چلے ہیں
بازور بندھے ہیں چہرے عریاں
آؤ نجف سے ائے بابا
سب پہ چلے ہیں نیزو خنجر
قتل ہوئے ہیں پورے بہتر
ڈوبا ہوا ہے خون میں بیاباں
آؤ نجف سے ائے بابا

ہوتا کوئی جو شانا ہلاتا

شیر کو میرے جا کے جگاتا

نہر پہ جا کے سویا نگہباں

آؤ نجف سے ائے بابا

چھوٹے بچے سہمے ہوئے ہیں

ہم کو اندھیرے گھیرے ہوئے ہیں

فوج یزیدی میں ہے چراغاں

آؤ نجف سے ائے بابا

رات ہوئی ہے جھولا جھلاتی

جھولے سے دل کو میں بہلاتی

ڈھونڈھ رہی ہے جھولے کو ماں

آؤ نجف سے ائے بابا

گردن شہ پر خنجر چمکا

نہر کا پانی نیزوں اچھلا

دیکھ رہی ہوں حشر کاساماں

آؤ نجف سے ائے بابا

حلق پہ شہ کے شمر کا خنجر
دیکھ رہی ہوں حشر کا منظر
ہلتی زمیں ہے عرش ہے لرزان
آؤ نجف سے ائے بابا

پشت پہ میری درے لگا کر
چھین کے مجھ سے لے گئے چادر
کلمہ پڑھنے والے مسلماں
آؤ نجف سے ائے بابا

یاد اکبر میں لیلیٰ ہے
ہر سو گھیرا سناٹا ہے
ارمانوں کا گھر ہے ویراں
آؤ نجف سے ائے بابا

شمر سا ظالم پاس کھڑا ہے
جلتی زمیں پر رن میں پڑا ہے
دوشِ نبی بولتا قرآن
آؤ نجف سے ائے بابا

بازو سب کے جکڑے ہوئے ہیں

ہاتھ پس گردن سے بندھے ہیں

سر ہیں برہنہ بال پریشاں

آؤ نجف سے ائے بابا

لٹ گئی میرے سر کی چادر

کہتی ہیں ماھرؔ زینبؑ مضطر

چہرے پر ہیں بال پریشاں

آؤ نجف سے ائے بابا

۞۞۞

نوحہ

لیلیٰ کے دل ڈھارس اے گودیوں کے پالے

اسلام تجلی ایماں کے اوجالے

اُٹھتی ہوئی جوانی اے بھول جانے والے

کیوں کر سمجھ سکے گی وہ موت کے اشارے

پردہ پڑا ہوا ہے کس طرح ماں پکارے

اے موت کی نظر سے آنکھیں لڑانے والے

اجڑے ہوئے چمن کی کھلتی کلی ہو اکبرؑ

ہر سانس کہہ رہی ہے تم زندگی ہو اکبرؑ

اے نور چشم لیلیٰ تقدیر کے اجالے

اکبر اذاں تمہاری دنیا پہ چھا رہی ہے

ہر نوجواں کے دل سے آواز آرہی ہے

امت نے تم کو مارا روئیں گے قوم والے

اشکوں کی روشنی ہے اکبرؑ سلام لے لو

ہر شمع بجھ رہی ہے اکبرؑ سلام لو

اے تعزیوں کی رونق اے دین کے اجالے

شمعوں کی روشنی میں سوئے ہو نیند بھر کر

لیلیٰ تڑپ رہی ہے اٹھو زمیں سے اکبرؑ

دھڑکا لگا ہوا ہے کس طرح دل سنبھالے

رخصت کا دل پہ غم ہے اکبرؑ سلام لے لو

یہ آخری علم ہے اکبرؑ سلام لے لو

جاتی ہوئی عزا ہے اب ختم ہیں یہ نالے

ہو فضل تم پہ صدقے جبرئیل کے خدا دے

اسلام کے سہارے ایماں کی شہزادے

اے روشنی عزا کی اٹھارہ سال والے

۞۞۞

نوحہ

پیاس کشتی کے ناخدا عباسؑ
فاتح جنگ کربلا عباسؑ

کس کی آتی ہے یہ صدا عباسؑ
پانی لے آیئے چچا عباسؑ

صبر میں یہ شبیہ ہو بھائی کی
اور شجاعت میں مرتضیٰ عباسؑ

کوئی قلب حسینؑ سے پوچھے
کیوں علم نہر پہ جھکا عباسؑ

جگمگایا علم جو پانی میں
بن گئی موج آئینہ عباسؑ

خاک پر خون سے وفاؤں سے
بن گئے کتنے نقش پا عباسؑ

ہر اذاں میں نماز سے پہلے
آتی ہے تیری ہی صدا عباسؑ

حشر تک نقش کامیابی ہے
جو قدم آپ کا اٹھا عباسؑ

پہلے تم آئے گرم ریتی پر
پھر علم خاک پہ گرا عباسؑ

ناخدا تو بہت ہیں دینا میں
تم وفاؤں کے ہو خدا عباسؑ

یاد تازہ ہوئی سکینہؑ کی
جب علم آپ کا اٹھا عباسؑ

دیں عزت حسینؑ کی ڈھارس
سارے لشکر کا آسرا عباسؑ

بہتے دریا کو اپنا خوں دیکر
فتح کی جنگ کربلا عباسؑ

مشک پہنچی نہ پیاسے بچوں تک
دل پہ یہ داغ رہے گیا عباسؑ

وہ پریشان ہے ایک مدت سے
فضلیؔ کا سینہ مدعا عباسؑ

۞۞۞

سلام

سلام اہل عزا تم پہ صبح و شام حسینؑ
غریب بے کس و مظلوم و تشنہ کام حسینؑ

وہ کاررواں حقیقت وہ اہتمام حسینؑ
کہیں پہ صبح ہوئی اور کہیں پہ شام حسینؑ

زبان خشک پہ امت کا ذکر آتا رہا
خدا سے ذبح میں کرتے رہے کلام حسینؑ

جہاں پہ جلوہ وحدت نے چومی پیشانی
وہیں پہ آخری سجدہ ہوا تمام حسینؑ

گزر رہا تھا مصائب میں روز عاشورہ
ہزار داغ تھے دل پر ہزار کام حسینؑ

اندھیرا چھایا تھا اکبر کی لاش گود میں تھی
جہاں میں دن تھا مگر تھی نظر میں شام حسینؑ

اب اس سے بڑھ کے فضیلت کسے نصیب ہوئی
ہر ایک قوم تمہیں کہتی ہے امام حسینؑ

تمہیں سلام کے قابل نہ سمجھی فوج یزید
اب آج دنوں جہاں کرتے ہیں سلام حسینؑ

لہو کے قطروں سے جب سینچے حق کا چمن
بدلتا جاتا تھا کونین کا نظام حسینؑ

گلے کے کٹتے ہی ایمان کا چراغ جلا
سحر کا نور بنی زندگی کی شام حسینؑ

تمہارے فرق نے نیزے پہ بند کیں آنکھیں
نظر سے دیکھے جو جلتے ہوئے خیام حسینؑ

بہن کو دیکھ کے مقتل میں دم الجھنے لگا
زبان خشک سے کرتے رہے سلام حسینؑ

تو ہی مرکز ایمان و بانی اسلام
نبی کے دین کا کلمہ ترا کلام حسینؑ

تمہارے مدح کے صدقے میں اس کی عزت ہے
بلند کرتے رہو فضلؔ کا کلام حسینؑ

۞۞۞

نوحہ

عاشور کی گرمی ہے ایماں کی اجالے ہیں شبیرؑ کی
قسمت ہے اور گود کے پالے ہیں

یہاں دل تہہ و بالا ہے وہاں جان کے لالے ہیں
شبیرؑ ضعیفی میں اکبرؑ کو سنبھالے ہیں

جھولے میں اداسی ہے اور گود میں بربادی
تربت کے اندھیرے میں اب گیسوؤں والے ہیں

سلجھایا تھا لیلیٰ نے الجھی ہوئی زلفوں کو
پھر موت نے اکبرؑ بل زلف میں ڈالے ہیں

الجھا ہوا ناوک ہے بے شیر کی گردن سے
دل موت سنبھالے ہے شہ لاش سنبھالے ہیں

جب ہاتھ نہیں باقی جب دم نہیں سینے میں
پھر مشک و علم کیوں کر عباسؑ سنبھالے ہیں

معبود کے سجدے میں جو رکھے ہیں پیشانی
وہ فاطمہ زہراؑ کی آغوش کے پالے ہیں

جس طرح کوئی چاہے گھر لوٹ لے پیاسوں کا
جلتی ہوئی ریتی پر سب چاہنے والے ہیں

بے فیض زمانے سے کیا اس کو غرض کوئی
اب فضلؔ کی دنیا کے شبیر اجالے ہیں

❁❁❁

نوحہ

تجلی حق جگمگاتی رہے گی
حدیں کربلا میں سماتی رہے گی

حسینی صدا یاد آتی رہے گی
عزا ساری دنیا پہ چھاتی رہے گی

وہ ننھا سا جھولا ترے بعد اصغرؑ
اکیلے میں بانو جھلاتی رہے گی

ہٹیں گے نہ ماں کے تصور سے اصغرؑ
گلے قید میں بھی لگاتی رہے گی

ادھر قلب مادر دھڑکتا رہے گا
ادھر نیند اصغرؑ کو آتی رہے گی

لہو میں تو ڈوبے گا باغ پیمبر
مگر ہر کلی مسکراتی رہے گی

چمکتی تو جائے گی باطل کی بجلی
مگر حر کا دامن بچاتی رہے گی

یوں ہی دفن ہوگا نبی کا نواسہ

ہوا لاش پر خاک لاتی رہے گی

نہ اصغرؑ کو تربت میں چین آسکے گا

کھٹک تیر کی دل دکھاتی رہے گی

قیامت سے پہلے نہ جاگیں گے اکبرؑ

جوانی کی ہے نیند آتی رہے گی

قیامت تک اے فضلؔ مولا کے در پر

یہ دنیا یوں ہی سر جھکاتی رہے گی

❁❁❁

نوحہ

عاشور کو جلتے خیموں میں کیا جانیے کیا کیا چھوٹ گیا

گبھرا کے نکل آئیں بانو بے شیر کو چھولا چھوٹ گیا

نور آنکھوں کا اکبرؑ لے کے گئے نظروں میں اندھیرا چھوٹ گیا

یوں لاش اٹھائی مولا نے برچھی میں کلیجہ چھوٹ گیا

دریا کے کنارے مہمانی اور بند ہے قسمت سے پانی

اے بہتی موجوں دیکھ تو لو بے شیر بھی پیاس چھوٹ گیا

لو دیتی ہوئی تلواروں میں زینبؑ کا کلیجہ چھوٹ گیا
مجبور بہن تھی قید ہوئی اور بھائی کا لاشہ چھوٹ گیا

ساحل کے قریب گھوڑے سے گرے عباسؑ کو جلتی خاک ملی
شبیرؑ کا دامن چھٹ نہ سکا بہتا ہوا دریا چھوٹ گیا

اسلام کی نظریں دیکھ تو لیں ایمان ذرا پہنچان تو لے
یہ کون ہے بی بی کوفے میں یہ کس کا پردا چھوٹ گیا

کیا لے کے گئے کیا لے جاتے بانو کو نشانی دے کے گئے
اک خالی جھولا چھوٹ گیا اک ننھا سا کرتا چھوٹ گیا

یہ پارا پارا لاشہ ہے شبیر کا جلتی ریتی پر
پیشانی عالم جھکنے کو یا خاک پہ کعبہ چھوٹ گیا

گیتی بھی ہلی آندھی بھی چلی سورج بھی چھپا تارے بھی چھپے
اور آتے جاتے گھوڑوں میں شبیرؑ کا لاشہ چھوٹ گیا

نظروں کی ضیائیں ختم ہوئیں شبیرؑ اٹھے دل تھامے ہوئے
تربت کی اندھیری منزل میں بانو کا ستارا چھوٹ گیا

اے فضلؔ حسینی شاعر کا شبیرؑ سے بڑھ کو کوئی نہیں
مولا کا بھروسہ حب سے کیا دینا کا سہارا چھوٹ گیا

نوحہ

اگر شبیرؑ کا ماتم نہ ہوتا
تو پھر اسلام مستحکم نہ ہوتا

سر مقتل تڑپتی کیوں جوانی
اگر برچھی میں الجھا دم نہ ہوتا

اگر حق پر نہ ہوتے مرنے والے
عزاداری کا یہ عالم نہ ہوتا

بہن گر قید خانے میں نہ جاتی
تو بھائی فاتح اعظم نہ ہوتا

نہ چھٹ جاتا اگر گودی کا پالا
تو پھر بانو کے دل میں غم نہ ہوتا

نہ ہوتی گر بہتر کی شہادت
خوشی دنیا میں ہوتی غم نہ ہوتا

نہ چھنتی گر سر زینبؑ سے چادر
زمیں سے آسماں تک غم نہ ہوتا

نہ گر عباسؑ ہوتا جذبہ نصرت
بلند اتنا تیرا پرچم نہ ہوتا

نہ ملتی فضلؔ گر شہ کی تجلی
تو موتی آنسوؤں سے کم نہ ہوتا

❁❁❁

نوحہ

لیلیٰ کے دل کی ڈھارس اے گودیوں پالے
اسلام کی تجلی ایماں کے اجالے
اٹھتی ہوئی جوانی اے بھول جانے والے
کیوں کر سمجھ سکے گی وہ مت کے اشارے
پر دہ پڑا ہوا ہے کس طرح ماں پکارے
اے موت کی نظر سے آنکھیں لڑانے والے
شمعوں کی روشن میں سوئے تھے نیند بھر کر
لیلیٰ تڑپ رہی ہے اٹھو زمیں سے اکبرؑ
دھڑکا لگا ہوا ہے کس طرح دل سنبھالے
اجڑے ہوئے چمن کی کھلتی کلی ہوا اکبر
ہر سانس کہہ رہی ہے تم زندگی ہو اکبرؑ
اے نور چشم لیلیٰ تقدیر کے اجالے
اکبرؑ اذاں تمہارے دنیا پہ چھا رہی ہے
ہر نوجوان کے دل سے آواز آرہی ہے
امت نے تم کو مارا روئیں گے قوم والے

اشکوں کی روشنی ہے اکبرؑ سلام لے لو
ہر شمع بجھ رہی ہے اکبرؑ سلام لے لو
اے تعزیوں کی رونق اے دین کے اجالے
سوکھے ہوئے لبوں سے وہ دور دور پانی
برچھی کی جنبشوں سے لپٹی ہوئی جوانی
پھر ماں کی مامتا کو اک بار آزمالے
یہ گردشیں اجل کی یہ زندگی کے جادے
میداں سے اب پلٹ آ خیمے میں شاہزادے
میت کو باپ اٹھائے دل کو پھوپھی سنبھالے
رخصت کا سب کو غم ہے اکبرؑ سلام لے لو
یہ آخری علم ہے اکبرؑ سلام لے لو
جاتی ہوئی عزا ہے اب ختم میں یہ نالے
ہو فضل تم پہ صدقے جبرئیل کے خزادے
اسلام کے سہارے ایماں کے شہزادے
اے روشنی عزا کی اٹھارہ سال والے

❁❁❁

نوحہ

اب نہ پھر اکبرؑ ملیں گے چھوٹ کے
کہہ رہی ہے شہ کی ہمت ٹوٹ کے

فکر کاہ کی ہے اے اصغرؑ تمہیں
قبر مل جائے گی ماں سے چھوٹ کے

بولیں لیلیٰ جاتے ہو اکبرؑ کہاں
میرے دل کی حسرتوں کو لوٹ کے

ماں نے اکبرؑ کی یہ بالیں پہ کہا
موت جاتی ہے جوانی لوٹ کے

اس لیے آیا نہ پھر اکبرؑ کو ہوش
دل میں برچھی وہ گئی تھی ٹوٹ کے

دل سے لپٹا لیں علی اصغرؑ کو شہ
آ گیا چلے سے ناوک چھوٹ کے

قبر اصغرؑ دیکھ کر بولیں یہ ماں
کیا ملا آرام ہم سے چھوٹ کے

دے کفن بھائی کو زینبؑ کس طرح
لے گئے ظالم ردا بھی لوٹ کے

سو رہا ہے خاک پر زہراؑ کا چاند
کہتے ہیں راتوں کو تارے ٹوٹ کے

جب شباب آیا تو اکبرؑ مر گئے
رہ گیا ماں باپ کا دل ٹوٹ کے

جلد سن لو فاخرہ کی آرزو
دل تپا ہے تم سے مولا چھوٹ کے

۞۞۞

نوحہ

کچھ بھی نہ بچایا اپنے لیے امت کو بچانے والے نے
سجدے میں جھکا دی پیشانی سر اپنا کٹانے والے نے

تقدیر کی ٹھوکر بھ کھائی گھر اپنا لٹانے والے نے
یا صبر کیا یا شکر کیا اکبرؑ اٹھانے والے نے

جھولے کو بدل کر گودی سے گودی ک بدل کر تربت سے
کس طرح بنائی ننھی لحد اصغرؑ کو سلانے والے نے

پانی بھی بہا خوں برسا شانے بھی کٹے زخمی بھی ہوا
دل کر دیا تیروں سے چھلنی مشکیزہ بچانے والے نے

چنگاریاں جلتے خیموں کی اور اس پر مرض کی تکلفیں

سجاد کی حالت تب دیکھی زنجیر پنہانے والے نے

مقتل کی سجی محفل سے بھلا کچھ دیر دولھا کیا جاتا

لاشے کو گلے سے لپٹایا سہرے کو بڑھانے والے نے

ہر گام پہ ہر ہر منزل پر معبود کا رن میں شکر کیا

میدان ستم سے خیمے تک بے شیرؑ کو لانے والے نے

آنکھوں میں تری ہے یا خشکی دریا کی روانی کیا جانے

پانی کی طرف دیکھا بھی نہیں کوثر کو لٹانے والے نے

خیموں میں اجالا غرق ہوا اشکوں میں سارے ڈوب گئے

عاشور کی شب کیا کچھ نہ کیا شمعوں کو بجھانے والے نے

قسمت نے جگایا اصغرؑ کو پہچان لی بابا کی آواز

جھولے کو تڑپ کر چھوڑ دیا میدان میں جانے والے نے

ایمان کی کشش جب تیز ہوئی روکے سے بھلا حر کیا رکتا

باطل کی طرف سے منھ موڑا ہے فردوس میں جانے والے نے

کوفے کی فضائیں کانپ گئیں نیزے پہ نظر نیچی کر لی
بے پردہ جو دیکھا زینبؑ کو قرآن سنانے والے نے
ہر گام پر ہر ہر منزل پر معبود کا رن میں شکر کیا
میدان ستم خیمے تک بے شیر کو لانے والے نے
اے فضلؔ خدا کی مرضی سے عاشور کو چلتی ریتی پر
بکھرا دیا دانے دانے کو تسبیح بنانے والے نے

❁❁❁

نوحہ

ہائے اہل حرم میں رونے کی دھوم واویلا
ہائے مارا گیا سید مظلوم واویلا
ہائے لٹتا ہے گھر جلیں ہیں قناتیں
روتے ہیں سب بچے معصوم واویلا
ہائے دیش مدینہ کا ہے چھوڑے
زہراؑ بھی یوں غم ناک
ہائے بیری ستاوے بن ما بلاوے
بیویں اڑاویں خاک
ہائے سر سے ردائیں لیتے ہیں واویلا

ہائے طعنے ستمگر دیتے ہیں واویلا

ہائے کوئی نہیں سر پر واریں

کس کو پکاریں یہ مظلوم

ہائے جاں کو سلاوے چھاتی اوپر

زہرا کا دلدار

ہائے واں کو لٹا وے دھرتی اوپر

مارے شمر ہربار

ہائے بالیاں چھینی بچی کی واویلا

ہائے کان پھٹے ہیں خون ہے بہتا

ہائے تڑپتی ہے معصوم واویلا

ہائے ایک چدروا دیت نہ کوئی

شرم بھرے شرمائے

ہائے چپکے چپکے روت روت ہاتھ کھڑے بندوائے

ہائے سہتی ہیں کلثوم آہ و محن واویلا

ہائے بازوئے زینبؑ اور رسن واویلا

ہائے بیٹیاں زہراؑ اور علی کی آج یہ کیسا ہے مقسوم واویلا

ہائے سوئے زمین پر سارے براتی

بیاہ نہ آیو راس

ہائے بندڑی کہت ہے قاسم دولھا

توڑی ہماری آس

ہائے لٹ گیا گنگنا باندھی رسن واویلا

ہائے قید ہوئی اک شب کی دولہن واویلا

ہائے روتی ہیں زینبؑ خاک اڑا کر

پیٹتی ہیں ام کلثوم واویلا

ہائے کربل بن مالوٹ مچی ہے

بندڑی کرے فریاد

ہائے سوئے سب پردیش مسافر

دیش بھیوں برباد

ہائے بچوں کو کوئی روتی ہے واویلا

ہائے بیوہ کوئی جاں کھوتی ہے واویلا

ہائے کہتی بانو اصغرؑ جانی

چھیدا ترا نازک حلقوم واویلا

ہائے اور دکھا دے دکھتے دل کو
ترس نہ کوئی کھائے
ہائے دکھ مت ستاوے قیدی بناوے
لاکھ دکھی چلائے

ہائے طوق پنہایا عابد کو واویلا
ہائے کہتے ہیں اس کو چین نہ دو واویلا
تن میں ہے تپ اور بیڑیاں بھاری
کیسی بلا میں ہے مظلوم واویلا

ہائے کوئی نہ آوے کوئی نہ پوچھے
کوئی نہ دیوے داد
من میں جیسو آوے مچاوے ظلم کرے جلاد
ہائے سب کو بٹھایا اونٹوں پر
دی نہ کسی کو اک چادر

شام کو مسرورؔ آہ چلا ہے
لے کے حرم کو لشکر شوم واویلا

❁❁❁

نوحہ

خاموش ہے دشت کربلا
کوئی بھی نہیں رونے والا

ماں کرتی ہے اکثر راتوں کو
شبیر کے لاشے پر نالا

آنے دو قیامت آنے دو
بولے گا لب قدرت خود ہی

ایک بخشش امت کی خاطر
شبیرؑ نے کیا کچھ دے ڈالا

ہے مشک سکینہؑ کاندے پر
ہوشیار ترائی سے اعداد

خالی نہ پھرے گا دریا سے
دریا کی طرف آنے والا

شبیرؑ کی نصرت میں تونے
بے شیر کی ہمت دیکھی ہے

اے تیر ستم سچ سچ کہنا

رویا تو نہیں ہنسنے والا

شبیر کی نظریں پیری میں
کس طرح یہ منظر دیکھے گی
اے ظلم کے بانی سوچ تو لے
اکبرؑ کا کلیجہ اور بھالا

ایک شور قیامت ہے برپا
ہلتی تھی زمین کرب و بلا
لاشوں کے قریب جب آتا تھا
حسرت سے نظر کرنے والا

ہم شکل پیمبر کو رن میں
مرنے کے لیے کیوں کر بھیجا
اس ماں کے کلیجے سے پوچھو
اٹھارہ برس جس نے پالا

عباسؑ کو جو روکے بڑھ کر
کیا لشکر اعدا کی طاقت
تھمتا ہے کہیں بہتا دھارا

رکتا ہے کہیں بڑھنے والا
کانو سے ابھی تک اے سالک
ایسا نہ سنا جو تونے پڑھا
اے ذاکر سرور کیا کہنا
ہے بات تیری سب سے بالا
کانٹوں پہ چلا رکھ رکھ کے قدم
بیمار اسیری رنج الم
کیوں پھونٹ نہ جاتا رستے میں
تلوں سے ابھر کر ہر چھالا
عباسؑ و علی اکبرؑ بھی نہیں
قاسمؑ جان شبرؑ بھی نہیں
میدان سے سرور کا لاشہ
اب کوئی نہیں لانے والا
سب دشت بلا میں سوتے ہیں
شبیرؑ کے خالی خیمے میں
زینبؑ میں اکیلی پھرے پر

باقی نہیں کوئی رکھوالا

مرنے کی اجازت کس دل سے

پھر لال مجھے یہ لیلیٰ دے

اٹھارہ برس تک اے بیٹا

ہے کتنی مرادوں سے پالا

۞۞۞

نوحہ

سفینہ اسلام کا بچایا لہو سے سلطان کربلا نے

نگاہ قدرت نے مڑ کے دیکھا سنبھالی کشتی جو ناخدا نے

ہنسے جو ناوک کو کھا کے اصغرؑ گلے سے لپٹا لیا قضا نے

کچھ اور قطرے لہو کے ٹپکے گلے کو جنبش جو دی ہوا نے

چھدی ہوئی مشک خاک پر ہے کٹے ہوئے ہاتھ خون میں تر

علم جو ساحل پہ ڈگمگایا سنبھالا عباسؑ کی وفا نے

ہوئے جو میدان میں زخمی اکبرؑ خبر محبت نے دیدی بڑھ کر

حسینؑ بھی آ گئے سرہانے پھوپھی پہنچی گلے لگانے

دہکتی ریتی پہ سر جھکا کر حسینؑ نے کر لیا جو سجدہ
دکھائے وحدت کے لاکھ جلوے خدا کے کعبے کو کربلا نے

یہ سچ ہے سجاد قید ہو کر ہزار دشواریاں اٹھائیں
مگر دو عالم بلا کے چھوڑا تمہاری زنجیر کی صدا نے

گئے تھے گودی سے چھٹ کے اصغرؑ قرار خیمے میں آتا کیونکر
کلیجہ بانو کا تھرتھرایا سنبھالا ناوک جو حرملا نے

اندھیرے خیمے میں کچھ اجالا مرادیں لیلیٰ بھی کر رہی ہیں
تجلی اکبرؑ کی دیکھتا ہے چراغ سہما ہوا سرہانے

ضعیف دل کا وہ استغاثہ فضائے عالم میں تہلکا
زمیں کو ہر بار جنبش دیں لبوں سے نکلی ہوئی صدا نے

یہ سچ ہے شاعر ہے ان کا لیکن گناہ روکے ہوئے ہیں رستہ
بلایا اب تک نہ فضل تجھ کو اسی لیے شاہ کربلا نے

نوحہ

جو مدینے گئیں زینب تو نہ سنبھلا دل مضطر

تو چلیں اشک بہا کر یہ کہا قبر نبی پر

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینبؑ

نہ وہ شیر ایسا برادر نہ جگر گوشہ شبرؑ

نہ وہ ہمشکل پیمبر نہ وہ چھو ماہ کا اصغرؑ

لٹ گئی زینبؑ

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینبؑ

چل گیا سینے پہ نیزہ چھدا اکبرؑ کا کلیجہ

وہ قیامت کا سماں تھا

میرا بھیا تھا اکیلا سن یہ کہانی

کبھی لاشے کو اٹھایا کبھی بچوں کو بلایا

کبھی حیدرؑ کو پکارا تھے عجب حال میں سرور

لٹ گئی زینبؑ

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینب

کبھی بڑھنا سوئے خیمہ کبھی خیمے سے پلٹنا

کبھی بےشیرؑ تکنا کبھی سینے سے لگانا

کہہ نہ سکوں گی

کبھی آواز دی اصغرؑ کبھی رو اٹھے دیئے تڑپ کر

کبھی مجھ رکھ دیا منھ پر ہے مجھے یاد یہ منظر

لٹ گئی زینبؑ

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینب

ہائے کوفہ کا وہ منظر ہتھکڑی بیڑیاں لنگر

یہ امامت کے ہیں زیور قید تھے عابدؑ مضطر

دیکھیئے نانا

کھائے ہیں نیزہ خنجر اوڑھ کر خون کی چادر

سوگئے گرم زمین پر سب بہتر کے بہتر

لٹ گئی زینبؑ

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینب

عصر کے بعد کا قصہ سوچ کر دل ہے دہلتا

قتل جب ہوگیا پیاسا پسر فاطمہ زہراؑ

مجھے اعدا نے ستایا میرے خیموں کو جلایا

جھولا بے شیر کو لوٹا میری چھینی گئی چادر

لٹ گئی زینبؑ

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینب

شام کوفہ فسانہ دل سے مشکل ہے بھلانا

تھا پھر اہم سے زمانہ قید تھا سارا گھرانا

بال تھے منھ پر

انتظامات بڑے تھے سارے بازار سجے تھے

سب تماشائی کھڑے تھے ہم تھے اے نانا کھلے سر

لٹ گئی زینبؑ

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینب

یہ بہن درد کی ماری در خیمہ پہ کھڑی تھی

آنکھ سے دیکھ رہی تھی حلق سرور پہ چھری تھی

زلزلہ آیا ہوا تھا آسماں کانپ رہا تھا

ہر طرف حشر بپا تھا سر سرور تھا سناں پر

لٹ گئی زینبؑ

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینب

وہ تھا پرواز عزت وہ تھا شبیرؑ کی طاقت

اسے روشن تھی شجاعت اس کی دشمن پہ تھی ہیبت

وہ میرا بھائی

تیوریاں اپنی بدل کر بخدا اپنی نظر پر

وہ اٹھا لیتا تھا لشکر ہائے ہو ثانی حیدرؑ

لٹ گئی زینبؑ

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینب

نہ قناتیں نہ وہ خیمہ نہ وہ عباسؑ کا پہرہ

وہ سماں شب کا ڈرونا نہ مری گودی میں سکینہؑ

لپٹی ہوئی تھی

جب ہوئی شام غریباں چاندنی پھرتی حیران

وہ خموشی وہ بیاباں تھے حرم خاک کے اوپر

لٹ گئی زینبؑ

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینب

وہ دل و جان تھا شہ کا وہ سہارا تھا ہمارا

وہ اکیلا تن تنہا سارے اعدا کو بہت تھا

فاتح دریا

سو رہا نہر پہ جا کر ہاتھ شانوں سے کٹا کر
مشک سینے سے لگا کر پسر ساقی کوثر

لٹ گئی زینبؑ

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینب

سخت ماہرو وہ گھڑی تھی کیسی زینبؑ پہ پڑی تھی
در پہ خاموش کھڑی تھی پیاس سرور کو بڑی تھی

حشر بپا تھا

تھا کہیں مہرہ منور کو کہیں تھا مہ انور
تھے سبھی تارے زمیں پر آسماں تھا تہہ خنجر

لٹ گئی زینبؑ

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینب

نوحہ

غضب کی پیاس میں دریا سے پیاسا جا نہیں سکتا
سوا عباسؑ کے پانی کو کوئی ٹھکرا نہیں سکتا

نکل آیا ہے مرحب قلعہ خیبر سے لڑنے کو
علیؑ کے سامنے سے آج زندہ جا نہیں سکتا

علیؑ نے ٹھوکریں ماری ہیں اس دنیا کی دولت کو
علیؑ والوں کو دنیا میں کوئی للچا نہیں سکتا

قیامت کی طرح اس پر بھی تو ایمان رکھنا ہے
سر کوثر کوئی بے حب حیدر جا نہیں سکتا

فرشتوں میں چلو یہ حضرت جبرئیل سے پوچھیں
روانی تیغ حیدرؑ کی بشر بتلا نہیں سکتا

ایسے سب مانتے ہیں مرتضیٰ کے در پہ بن آئے
زمانے شہر علم مصطفیٰ تک جا نہیں سکتا

شب عاشور ہے سرور نگاہوں میں سمائے ہیں
دل حر کو خیال مال و زر بہلا نہیں سکتا

کہا عباسؑ نے اے فوج اعدا یہ سمجھ لینا
کہ اب دریا پہ سایہ بھی تمہارا آ نہیں سکتا

ہماری آنکھیں برساتی ہیں جو گوہر غم شہ میں
وہ موتی ابر نیساں بھی کبھی برسا نہیں سکتا

دم رخصت کہا قاسمؑ کی ماں سے شاہ والا نے
یہ بچہ میرا کمسن ہے مگر گھبرا نہیں سکتا

علیؑ کے واسطے ڈوبا سورج پلٹ آیا
زمانہ سمجھا تھا سورج سبق دہرا نہیں سکتا

علیؑ نے گتھیاں سلجھائی ہیں دور خلافت میں
کوئی اس شان سے عقدے کبھی سلجھا نہیں سکتا

نصیری کی خدائی دے شب ہجرت نبی کر دے
علیؑ کے واسطے اللہ سے ہو کیا نہیں سکتا

ہماری عمر ماہرؔ مدحت حیدر میں گزری ہے
زمانے کا کوئی شکوہ زباں پر آ نہیں سکتا

سلام

واجب در حسینؑ کا سجدہ میرے لیے
کعبہ ہے کربلائے معلیٰ میرے لیے

حر نصرت حسینؑ میں کہتا تھا فوج سے
مخصوص ہوگیا ہے وہ حصہ میرے لیے

سجدے میں شہ کو دیکھ کر ایمان نے دی صدا
دنیا میں ہورہا ہے اجالا میرے لیے

خنجر سے کہہ رہی ہے یہ مظلومی حسینؑ
روئے گی مدتوں ہی دنیا میرے لیے

کعبہ یہ کہہ رہا ہے کہ میں ہوں درِ حسینؑ
اترا زمین پہ عرش کا تارا میرے لیے

عباسؑ میرا نام ہے اے فوج روم شام
بٹھلایا ہے فرات پہ پہرا میرے لیے

لشکر یہ کچھ نہیں ہے الٹ لوں جو آستیں
آسان ہے فرات پہ قبضہ میرے لیے

میں تشنہ لب چلا ہوں عباسؑ نے کہا
تڑپے گا تا حیات یہ دریا میرے لیے

کہتے تھے روکے لاشہ عباسؑ سے حسینؑ
دریا تمہارے واسطے صحرا میرے لیے

اصغرؑ کو لے کے گود میں اکبرؑ نے یہ کہا
ناوک تمہارے واسطے نیزہ میرے لیے

زینبؑ یہ کہہ رہی تھیں نہ چھینوں میری ردا
پیدا ہوا ہے حلق میں پردہ میرے لیے

جھولے سے یہ سمجھ کے چلا شاہ کا صغیر

برسیں گے تیر دشت میں تنہا میرے لیے

آیا کریں زمانے میں طوفان غم نہیں

ہے ذکر اہل بیتؑ سفینہ میرے لیے

شہ ناصروں سے بولے یہ وقت نماز ہے

تیروں میں اب بچھا دو مصلیٰ میرے لیے

سایہ کرے گا روز قیامت یقین ہے

عباسؑ کے علم کا پھریرا میرے لیے

سالکؔ اگر چلوں بھی میں جنت کی دھوپ میں

آگے بڑھے گا سایہ طوبیٰ میرے لیے

۞۞۞

نوحہ

وارث دین نبی ہے اور شریعت کا ثبوت

مانگنا سرور سے بیعت ہے بغاوت کا ثبوت

آج بھی موجود ہے دریا پہ غازی کا علم

چھوڑ آیا تھا جری اپنی شجاعت کا ثبوت

گر پڑی بجلی یزیدی فوج کے ہوش اڑ گئے
تیرا خط کھینچا ہوا تھا تیری ہیبت کا ثبوت

حر کو دوزخ سے نکالا خلد تک پہنچا دیا
دے دیا شبیرؑ نے سردار جنت کا ثبوت

راز کھل جائے نبی کا مشرکوں پر غار میں
چیخ کر رونا کسی کا ہے شرارت کا ثبوت

شامیوں کا جھکا دینا تیری تقریر پر
ہے یہی بنت علیؑ تیری صداقت کا ثبوت

میثم تمار نے بھی دشمنوں کے بیچ میں
چڑھ کے سولی پر دیا ہے حیدریت کا ثبوت

پنجتن کیا ہیں ذرا قرآن میں بھی دیکھ لو
آیہ تطہیر ہے ان کی طہارت کا ثبوت

حرملہ تو اور تیرا فن بہت کمزور ہے
تیر کھا کر مسکرانا ہے شجاعت کا ثبوت

دشمن دین احمد کے سوا کچھ بھی نہیں
شہ کے غم کو کہنا بدعت ہے عداوت کا ثبوت

اس قدر گھبرائیں فوجیں دیکھ عباسؑ کو
بھاگنا ساحل سے لشکر کا ہے دہشت کا ثبوت

آل کا قرآن سے رشتہ ہے کیا شبیرؑ نے
نوک نیزہ پہ دیا دنون کی عظمت کا ثبوت

پھر پلٹ آیا حبیب ابن مظاہر پر شباب
معجزہ ہے اور ہے سرورؑ کی نصرت کا ثبوت

ایک کسوٹی ہے علیؑ کا ذکر چھیڑو تو سہی
خود جھلک اٹھے گا چہروں سے عداوت کا ثبوت

اس زمیں پر اس سے بہتر گھر نظر آیا نہیں
خود ستارے نے دیا اس در کی عظمت کا ثبوت

اس نشانی کو کوئی ہرگز مٹا سکتا نہیں
خانہ حق میں جو ہے ان کی فضیلت کا ثبوت

دست حیدر موم پتھر کو بنا دے گا ابھی
یہ در خیبر بھی دے گا تیری طاقت کا ثبوت

شمع گل ہو بھی گئی اور جانثاران حسینؑ
سب کے سب بیٹھے رہے بن کر محبت کا ثبوت

ہے خدا کے فضل سے پردے میں ایک اپنا امام
دیتا رہتا ہے جو غیب سے امامت کا ثبوت

یہ نظر آتی ہیں جو اونچائیاں اسلام کی
ہے ابوطالبؑ کے احسانوں کی برکت کا ثبوت

تھے عونؑ و محمدؑ پر پور لشکر کے لیے
جعفر طیار کی دونوں تھے جرات کا ثبوت

اپنی قوت اپنے بازو دے دیئے عباسؑ نے
اس سے بڑھ کر اور کیا دیتا سخاوت کا ثبوت

سورہ توحید ہو یا سورہ والعصر ہو
پورے قرآں میں ملے گا ان کی سیرت کا ثبوت

آج بھی ویسا ہے جیسا تھا وقار انجمن
سالک و ماہرؔ کی ہے یہ پوری محنت کا ثبوت

الفت آل نبیؐ تنویرؔ ہے میرا شعار
یہ مرے اشعار ہیں اجر رسالت کا ثبوت

نوحہ

تصور میں تلافی خوب کی ہے
نگاہ حر نے جنت ڈھونڈلی ہے

در خیبر اکھاڑے اور روکے
اتارے پار لشکر وہ علیؑ ہے

علیؑ کے شیر کو لینا ہے پانی
نظر دریا کی موجوں سے لڑی ہے

بچھا شہ کا مصلیٰ تیر برسے
ہواؤں میں اقامت ہو رہی ہے

تڑپ کر بولے انصار حسینی
ہمیں جینے کی لذت اب ملی ہے

بہ وقت عصر جو شہ نے کہا تھا
اسی سجدے کی اب تک روشنی ہے

ہے واجب الفت آل پیمبر
یہی اسلام کی پہلی کڑی ہے

سر شبیرؑ اور نوک سناں پر
مسلمانوں یہ توہین نبی ہے

علیؑ والوں سے جب پوچھو کہیں گے
حسینی غم نشاط زندگی ہے

قطار اونٹوں کی جو سائل کو دے دے
کوئی دنیا میں ایسا کب سخی ہے

کوئی غم جب ہوا ہے زندگی میں
غمِ شبیرؑ نے تسکین دی ہے

کہوں عباسؑ سے ساحل کی موجوں
سکینہؑ خیمے کے در پر کھڑی ہے

یہ کہہ کر نہر سے بھاگے ستمگر
علیؑ کا شیر عباسؑ جری ہے

یونہی عباسؑ ہیں کرب بلا میں
کہ جیسے باب خیبر میں علیؑ ہے

گواہی دے رہا ہے قلب کعبہ
علیؑ کے پاؤں ہیں دوش نبیؐ ہے

حسین ابن علیؑ سے بولے عباسؑ
تصدق آپ پر میری خوشی ہے

کھلے ہیں پھول زہرا کے چمن کے
زمین کربلا جنت بنی ہے

ہوا زینبؑ کے خطبے کو زمانہ
زمین شام اب تک ہل رہی ہے
دعائیں دو حسین بن علیؑ کو
جو یہ نبض شریعت چل رہی ہے
علیؑ کے شیر کیا کہنا اکیلے
ہزاروں سے ترائی چھین لی ہے
رخ قاسمؑ پہ سہرا کہہ رہا ہے
حسینؑ کتنی بہار زندگی ہے
زمین پر کروٹیں لیتے ہیں اکبرؑ
کلیجے میں جو برچھی کی انی ہے
نہیں ہے بے کفن جسم شہیداں
تنوں پر دھوپ کی چادر پڑی ہے
قیامت ننگے سر ہے کربلا میں
سر زینبؑ سے چادر چھن رہی ہے
علی اصغرؑ کی ہمت کے تصدق
گلے میں تیر ہے لب پر ہنسی ہے
خبر بھی ہے تجھے چشم مومن
تیرے اشکوں کی قیمت لگ رہی ہے

پیمبر کی زباں پر روز خیبر
صدائے آیات ناد علیؑ ہے

سر مقتل کہاں حرملا پر
علی اصغرؑ تیری طفلی ہنسی ہے

شہیدان کربلا مذبوح خنجر
تیری مجلس عبادت بن گئی ہے

نماز شاہ سے وہ نور پھیلا
جہاں میں روشنی ہی روشنی ہے

چمک دیتا ہے جو دریا کا پانی
رخ عباسؑ کی یہ چاندی ہے

چلو کاظمؔ دیار کربلا میں
تمہارے واسطے جنت وہی ہے

۞۞۞

سلام

سرور بناکے تونے شہادت کے راستے
بلکل مٹا کے رکھ دیئے بیعت کے راستے

اشک عزا جلائے ہیں شمع جگہ جگہ
روشن بہت ہیں اجر رسالت کے راستے

چلتی ہے ذوالفقار چمکتی ہے بجلیاں
دیکھ ابوتراب کی ضربت کے راستے

بتلا رہی ہے عرش پہ حیدرؑ کی گفتگو
معراج تک گئے ہیں امامت کے راستے

پڑھ لو ذرا حدیث پیمبر منافقوں
ڈھونڈو نہ تم علیؑ کی محبت کے راستے

لشکر پر جا کے ٹوٹ پڑا جب علیؑ کا شیر
ساحل سے مل گئے ہیں قیامت کے راستے

سجدے کرو حسینؑ کے قدموں کی خاک پر
آنکھیں بچھا رہی ہے مشیعت کے راستے

ہم سے علیؑ کے در کا پتہ آؤ پوچھ لو
ہم کو ہیں خوب یاد امامت کے راستے

صدیاں عبادتوں کی تصدق ہوں تجھ پر حر
ایک رات میں بنا لیے جنت کے راستے

اتنی گرائیں دار سے میثم نے بجلیاں
جلنے لگے علیؑ کی عداوت کے راستے

ہنستا ہے کون موت کے چہرے کو دیکھ کر
بے شیرؑ پہ ہے ختم شجاعت کے راستے

فرش رسولؐ سے نہ چھپائے چھپے علیؑ
حیدرؑ کانام لیتے ہیں ہجرت کے راستے

یکجا ہوئیں چادر زہرا میں پنجتن
آیت بنا رہی ہے فضیلت کے راستے

نام حسینؑ لب پہ ہے دل میں غم حسینؑ
اپنے قدم کے نیچے ہیں جنت کے راستے

ہجرت کی شب سے پوچھ لو خیبر سے پوچھ لو
حیدرؑ کو ڈھونڈتے ہیں نبوت کے راستے

سجدے کی انتہا پہ ہے سجدہ حسینؑ کا
آگے نہیں اس سے عبادت کے راستے

ماہرؔ کو اہل بیتؑ کی الفت پہ ناز ہے
قسمت سے بارہ یاد ہیں جنت کے راستے

سلام

پھول صحراؤں میں عابدؑ نے کھلا ڈالے ہیں
کتنے ویرانے بہاروں میں بسا ڈالے ہیں

دیکھ عباسؑ کی نظروں کو لب نہر فرات
ایک بجلی نے کئی طور جلا ڈالے ہیں

جن کی قسمت ہے بہشت ایسے ہزاروں آنسو
غم شبیرؑ میں آنکھوں نے بہا ڈالے ہیں

مالکؑ و میثمؑ عمارؓ ابوذرؓ بہلولؒ
عشق حیدرؑ نے بھی دیوانے بنا ڈالے ہیں

ٹھوکریں مار کے حیدرؑ نے بطور اعجاز
قبر میں سوئے ہوئے لوگ جگا ڈالے ہیں

کوفہ و شام کے محلوں کی حقیقت سمجھو
یہ محل خاک نشینوں نے گرا ڈالے ہیں

اب نہ ہے قصر نہ تربت نہ کہیں قبر یزید
ظلم نے اپنے نشانات مٹا ڈالے ہیں

دیکھ کر حسن نے خود حسن شباب اکبرؑ
سیکڑوں مصر کے بازار لٹا ڈالے ہیں

الفت آل محمد کو دعائیں دیجئے
بارہ راستے در جنت کے بنا ڈالے ہیں

پوچھ فطرس سے بتا تا ہے یہ انداز حسینؑ
ہم نے بے پر بھی ہواؤں میں اڑا ڈالے ہیں

غم شبیرؑ کے اشکوں سے جلا کرکے چراغ
ہم نے بازار قیامت کے سجا ڈالے ہیں

ماتم شاہ میں اٹھتی ہوئی آوازوں نے
نقش بیعت کے جہاں پائے مٹا ڈالے ہیں

سر بہ سجدہ نظر آتے ہیں خدایان حرم
سر خداؤں کے بھی حیدرؑ نے جھکا ڈالے ہیں

حملے کر کے حبیب ابن مظاہر تم نے
فرق پیری جوانی کے مٹا ڈالے ہیں

حر کو احساس جہنم نے ستایا ایسا
راستے خلد کے اک شب میں بنا ڈالے ہیں

اشک ماتم ہوں تو بازار سے لے لو جنت
اپنے سکے غم سرورؑ نے چلا ڈالے ہیں

جنگ خیبر ہے کہ عون و محمد کا جہاد
اپنے فن جنگ میں دونوں نے دکھا ڈالے ہیں

کم نہیں اکبرؑ و عباسؑ جنگ قاسمؑ
رنگ چہروں سے جوانوں نے اڑا ڈالے ہیں

تیغ حیدرؑ سے بھی کچھ تیز ہے شمشیر حسینؑ
اس نے تو کفر کے آثار مٹا ڈالے ہیں

ضرب قاسمؑ کی بھی میزان ہے مثل حیدرؑ
ٹکڑے ارزق کے برابر کے بنا ڈالے ہیں

ہم بھی ہیں آل محمد کی محبت میں خلیلؑ
روند کر آگ علم ہم نے اٹھا ڈالے ہیں
کھینچ کر خلد در آل نبی پر ماھرؔ
دور کے راستے نزدیک بنا ڈالے ہیں

❁❁❁

سلام

بڑھا کے نوحؑ سفینہ علیؑ علیؑ بولے
صلیب پر دل عیسیٰ علیؑ علیؑ بولے
پڑیں جو مشکلیں دنیا علیؑ علیؑ بولے
بنا کے معجزے سے در نیا برائے علیؑ
خدا قسم ہے یہی مرضی خدا علیؑ
جدار خانہ کعبہ علیؑ علیؑ بولے
یہ بزم نور یہ معراج بے سبب تو نہیں
نبی کو پا کے سر عرش کچھ عجب تو نہیں
خدا کے عرش کا پردہ علیؑ علیؑ بولے
حصار ناد علیؑ ہر طرف کیے ہیں رسولؐ
علم کو دین کے خیبر میں یوں لیے ہیں رسول

ہوا میں اڑتا پھریرا علیؑ علیؑ بولے

قدیم خلقت آدمؑ سے بھی ہے نور علیؑ

ہر ایک دور میں ہم کو ملا ظہور علیؑ

پیمبروں کی تمنا علیؑ علیؑ بولے

مرقع کھینچ لے یہ ہمت قلم تو نہیں

جہاد عون و محمد کسی سے کم تو نہیں

ہر ایک تیغ کا قبضہ علیؑ علیؑ بولے

فضیلت علوی کے دیئے جلائے ہوئے

فلک سے اترا ہے اپنی جبیں جھکائے ہوئے

در علیؑ پہ ستارا علیؑ علیؑ بولے

لڑائی حضرت عباسؑ کی خدا کی پناہ

وہ خون ہے سر ساحل کہ کانپتی ہے نگاہ

لہو میں ڈوبتا نیزہ علیؑ علیؑ بولے

کنارے چھوڑ دیئے خوف کھا کے دریا نے

عجیب شان سے حملہ کیا ہے سقا نے

علم کا کوندھتا پنجہ علیؑ علیؑ بولے

وہی امنگ وہی ولولہ نگاہ وہی
خدا گواہ کہ عباسؑ دوسرا ہے علیؑ
جلال آئے تو چہرہ علیؑ علیؑ بولے

یہ چڑھتے دن کے اجالے ہیں رات تھوڑی ہے
حقیقتیں ہیں تعجب کی بات تھوڑی ہے
جو کوہ طور کا جلوہ علیؑ علیؑ بولے

وہ شان جنگ ہے صفین میں ہوں جیسے علیؑ
لڑی ہے آخری صف سے نگاہ قاسمؑ کی
لہو بھرا ہوا سہرا علیؑ علیؑ بولے

حبیب نے کیا پیری میں خوب خوب جہاد
ہیں بوڑھے جون کے حملے بھی ہر نگاہ کو یاد
ہر ایک کی تیغ کا لوہا علیؑ علیؑ بولے

ہلی حسینؑ کے حملوں سے کفر کی بنیاد
غرور کفر کے لب پر ہے نالہ و فریاد
اٹھائیں تیغ تو دنیا علیؑ علیؑ بولے

خموشیوں کی حقیقت ہماری سمجھی ہے
بہن حسینؑ کی زینبؑ علیؑ کی بیٹی ہے
زبان کھولے تو لہجہ علیؑ علیؑ بولے

انی تو کھینچ لی برچھی کی قلب اکبرؑ سے
قدم سنبھالا نہ مشکل میں رن میں سرور سے
دھڑک دھڑک کے کلیجہ علیؑ علیؑ بولے

رواں ہے مدح میں ماھرؔ قلم بہ فیض علیؑ
ابل رہے ہیں مضامین غم بہ فیض علیؑ
ہماری فکر کا دھارا علیؑ علیؑ بولے

❁❁❁

سلام

وابستہ ہیں ہم لوگ در آل نبیؑ سے
جنت میں بھی جائیں گے اسی بارہ دری سے
مشکل میں مدد ہم نہیں لیتے ہیں کسی سے
بگڑی کو بنا لیتے ہیں بس ناد علیؑ سے

گھبرا کے پیمبر نے پکارا ہے علیؑ کو
جب فتح ہوئی جنگ نہ خیبر کی کسی سے

کٹتی ہے تو کٹ جائے زباں دار پہ میری
میں باز نہ آؤں گا مگر ذکر علیؑ سے

آیا تھا بڑی تیزی رفتار سے مرحب
ایک وار میں دو ہوگیا شمشیر علیؑ سے

عباسؑ کا پیکر تو سراپا ہے علیؑ کا
ایک اور علیؑ پیدا کیا حق نے علیؑ سے

ساحل پہ لگا دے گا یہ انبار سروں کے
ٹکرانا نہیں آج تمنائے علیؑ سے

دریا اسے لینا ہے تو یہ لے کہ رہے گا
یہ شیرؑ ہے حیدرؑ کا رکے گا نہ کسی سے

نظریں بھی ملانے کی جو ہمت نہیں رکھتے
کیا جنگ لڑیں گے وہ ترائی پہ جری سے

دریا پہ ہمیشہ کے لیے ہوگیا قبضہ
اب چھین کے دیکھے کوئی عباسؑ جری سے

اک حر کے سوا لینا سکا کوئی بھی بڑھ کر
شہ باٹا کیے خلد بڑی دریا دلی سے
جنت میں بھی گل ایسے نظر آ نہ سکیں گے
جو پھول ملے ہیں ہمیں گلزار نبی سے
ہر شیر الٹ دے گا زمیں کرب و بلا کی
یہ جنگ ہے انصار حسین ابن علیؑ سے
یہ بوڑھا مجاہد نہیں بھر پور جواں ہے
یہ آگ لگا دے گا ابھی تیغ زنی سے
بس اتنا کہا تھا کہ میں مایوس چلا ہوں
سائل کو رکوع میں ملی خیرات علیؑ سے
پردے میں خدا بول رہا ہے یا کوئی اور
باتیں تو ہوئی خوب محمد کی علیؑ سے
کعبہ میں نئے در سے جسے حق نے بلایا
آیا تھا نکل کر ابوطالب کی گلی سے
یہ بھی نہیں سوچا کہ پیمبر کی ہیں زوجہ
لڑنے کے لیے آگئیں میداں میں علیؑ سے
لشکر پہ برستے ہوئے شعلے نظر آئے
رن کانپ اٹھا تیغ حسین ابن علیؑ سے

فردوس نظر آئی زمین کرب و بلا کی
سرور نے سجا یا سے پھولوں سے کلی سے
یہ سچ ہے مسلمانوں جہنم ہے ٹھکانہ
منہ موڑا ہے جس جس نے پیمبر کے وصی سے
ہونا ہی نہ تھا نسل میں جس کے کوئی مومن
ایسا تو بچا کوئی نہیں تیغ علیؑ سے
اے علم پیمبر کا شہر ڈھونڈنے والے
آ تجھ کو ملے گا یہ شہر باب علیؑ سے
جو بھی تھا جہاں پر تھا وہیں جم سا گیا تھا
آگے نہ بڑھا کوئی خط تیغ جری سے
دربار میں زینبؑ تو علیؑ بن کے گئیں تھیں
پتھر کے جگر کانٹے ہیں لہجے کی انی سے
مرنے سے نہیں ڈرتے ہیں شبیرؑ کے ناصر
یہ اپنا گلا تیغ پہ رکھ دیں گے خوشی سے
تنویر کسی کو بھی ملی ہے یہ بلندی
بت توڑ کے کون اترا ابھی دوش نبی سے
جو رنگ تھا سالکؔ کا وہی اپنا ہے تنویر
ہم نے یہ ہنر سیکھا نہیں اور کسی سے

۞۞۞

سلام

مطلع انوار اسلام درخشاں حسینؑ
مقطع کار رسالت یعنی ایمان حسینؑ

بن گیا ہے رحل رن میں دیکھ ایمان حسینؑ
کانپتے ہاتھوں پہ اصغرؑ ہیں کہ قرآن حسینؑ

جس کے گل کرنے کی کوشش کی ہو تیر نے
ایک چراغ ایسا بھی دیکھا زیر دامان حسینؑ

کربلا میں اللہ اللہ جان دینے کی خوشی
بچے بچے میں نظر آنے لگی شان حسینؑ

حر چلا آ کشتی دل لے کے ساحل کی طرف
آج طوفان کرم ہے زیر دامان حسینؑ

اے علمدار اے عباسؑ ابن مرتضیؑ
جانتے سب تجھے جان وفا شان حسینؑ

آئی جب آل محمد شام کے بازار میں
حضرت زینبؑ نظر آئیں بہ عنوان حسین

کربلا میں تھے بہتر شہ باطل شکن
شام میں تنہا تھی زینبؑ مرد میدان حسینؑ

جلوہ گر تھے جس جگہ مہر نبوت کے نگیں
رکھ دیئے ہیں پاؤں اس جا پہ ہے امکان حسینؑ

خنجر ظلم و جفا نے کروٹیں لیں حلق پر
ہوچکے معبود سے جب عہد و پیمان حسینؑ

اس زمین سے کوئی پوچھے کتنے جوہر پاگئی
جس پہ برسایا گیا ہے ابر نیسان حسینؑ

آگے نیزے پر بتاتی ہے شریعت کی زباں
آیتیں قرآن کیہیں ساز و سامان حسینؑ

وہ بنائے مجلس غم ہو کہ سینہ زنی
ہم کو پہنچانا بہ ہر صورت ہے قربان حسینؑ

پہلے ہو مظلوم کا غم پھر بہن آہوں سے اشک
یوں نہیں اٹھتی دلوں میں موج عرفان حسینؑ

بڑھ رہے تھے وعدہ طفلی ادا کرنے کو جب
دیکھتے تھے انبیا ہر ہر قدم شان حسینؑ

رشک کرتے ہیں فلک والے مقدر پر میرے
جب سے ہے سالکؔ میرے ہاتھوں میں دامن حسینؑ

❁❁❁

نوحہ

دشت بلا میں ہو کے پریشاں دختر سرور

اپنے چچا کو ڈھونڈ رہی ہے

پشت پہ درے منھ پہ طمانچے شمر کا کھا کر

اپنے چچا کو ڈھونڈ رہی ہے

باندھ رہا ہے تھا جب وہ ظالم

اونٹ کی ننگی پیٹھ پہ اسکو رسی میں کس کر

وہ دکھیاری دردی کی ماری

منظر منظر اپنے چچا کو ڈھونڈرہی ہے

دشت بلا میں ہوکے پریشاں

گھور اندھیرے میں کیا سوجھے

ڈھیر ہیں مقتل میں لاشوں کے وائے مصیبت

گبھراتی ہے گر پڑتی ہے ٹھوکریں کھا کر

اپنے چچا کو ڈھونڈ رہی ہے

دشت بلا میں ہو کے پریشاں

خیمے جلا ڈالے اعدا نے

سر سے ردائیں چھین رہے ہیں لوٹے ہیں گوہر

روتی تڑپتی چیختی نکلی خیمے سے باہر

اپنے چچا کو ڈھونڈ رہی ہے

دشت بلا میں ہو کے پریشاں

دور تلک سناٹا ہے

بکھرا ہوا ہے حد نظر تک ویراں ہیں جنگل

کسی کو صدا دے کس کو پکارے ہائے ہو منظر

اپنے چچا کو ڈھونڈ رہی ہے

دشت بلا میں ہو کے پریشاں

اس پہ ترس آئے بھی کس کو

سب قاتل ہیں سب دشمن ہیں کون ہے اپنا

سہمی ہوئی ہے خوف زدہ ہے روتی ہے ڈر کے

اپنے چچا کو ڈھونڈ رہی ہے

دشت بلا میں ہو کے پریشاں

ہائے وہ پہچانے بھی کیسے

بے سر کی سب لاشیں پڑی ہیں کسی گھڑی ہے

وہ بچاری دیکھ رہی ہے ایک ایک کو جھک کر

اپنے چچا کو ڈھونڈ رہی ہے

دشت بلا میں ہو کے پریشاں

❁❁❁

نوحہ

تھی عشق علیؑ میں رسن و دار سے باتیں

کیا کرتی اجل میثم تمار سے باتیں

یہ ناصر شبیرؑ ہیں پیچھے نہ ہٹیں گے

فوجیں نہ کریں آہنی دیوار سے باتیں

اللہ کی مرضی کے لیے شاہ شہیداں

اب کون کرے گا تیرے کردار سے باتیں

اس سے تیزی عباسؑ سوئے نہر چلے ہیں

کرتی ہے ہوا گھوڑے کی رفتار سے باتیں

عباسؑ کا حملہ ہے کہ حملہ ہے علیؑ کا
کرتی ہے اجل لشکر کفار سے باتیں

تلوار تو عباسؑ کا منھ دیکھ رہی ہے
عباسؑ ہی کرتے نہیں تلوار سے باتیں

ہر جنگ میں تلوار تو خاموش رہی ہے
خیبر میں ہوئیں حیدر کرار سے باتیں

ایک لمحے کو منھ اپنے لگایا نہ وفا نے
دریا تو بہت کرتا ہے علمدار سے باتیں

زندان ہوا مر مر کے کئی بار نصیری
چھوڑی نہ مگر حیدرؑ کرار سے باتیں

کٹتی ہے زباں ہوتی ہے سچائی پہ مہریں
حیدرؑ کی سنو میثم تمار سے باتیں

جب ابن مظاہر نے شجاعت کو ابھارا
عباسؑ نے کس غیظ میں تلوار سے باتیں

حسن علیؑ اکبرؑ کا تصور ہے نظر میں
ہم کرتے نہیں مصر کی بازار سے باتیں

جب چوم چکا دست حسینؑ ابن علیؑ کو
حر کرنے لگا قسمت بیدار سے باتیں

بیعت کی خجالت کے لیے طالب بیعت
کرتا رہا شبیرؑ کے انکار سے باتیں

پاتی کہاں سرورؑ کو اسیری میں سکینہؑ
زندان می کیا کی در و دیوار سے باتیں

شبیر نہیں بولے ستم گاروں سے رن میں
قرآن نے کی ہے لب گفتار سے باتیں

کچھ تو ہوئی ہے شام کی بازار میں سنیے
جلتی ہوئی زنجیر کی بیمار سے باتیں

ڈھلتی رہی عاشور کی شب اور مجاہد
کرتے رہے تلواروں کی جھنکار سے باتیں

سر ہم نے جھکائے ہیں تہہ تیغ خوشی سے
آتی ہیں ہمیں ظلم کی تلوار سے باتیں

جب روضہ شبیر قریب آگیا سالکؔ
دل کرنے لگا سایہ دیوار سے باتیں

۞۞۞

سلام

جب تک ہے اس جہاں میں حسینؑ حسنؑ کا نام
ہے کون جو مٹائے رسول ضمن کا نام

گرتا ہے جب کوئی تو وہ کہتا ہے یا علیؑ
سکے کی طرح چلتا ہے خیبر شکن کا نام

ہر طاق کہہ رہا ہے کہ توڑے علیؑ نے بت
کعبے میں جا بجا ہے لکھا بت شکن کا نام

لے آئی موت گھیر کے حیدرؑ کے سامنے
مرحب تو سن کے پلٹا تھا خیبر شکن کا نام

موج ادب سے کیوں نہ ہٹیں راہ چھوڑ کر
کشتی کے بادباں پہ ہے لکھا پنجتن کا نام

مرحب کی صف میں ہوگیا ارزق کا بھی شمار
قاسم نے رن میں کردیا روشن حسنؑ کا نام

صحرا میں بے کفن رہا زہراؑ کا لاڈلا
اس شرم سے سفید ہے اب تک کفن کا نام

ہر ایک کی زبان پہ ہے زینبؑ و حسینؑ
کلمہ کے بعد چلتا ہے بھائی بہن کا نام

ماہرؔ ہیں بزم پنجتن پاک پر نثار
رونق بنا ہے دین کی اس انجمن کا نام

نوحہ

نسل حسینؑ سے ہے امامت رکی ہوئی
ورنہ نہ ہوتی دین کی حجت رکی ہوئی

اے سیدہؑ کے لال حقیقت ہے اب یہی
عزت ہے تیرے غم کی بدولت رکی ہوئی

تصویر تیغ مرتضوی کھینچ لے کوئی
جبرئیل کے پروں پہ ہے ضربت رکی ہوئی

زلفیں رسولﷺ چاہے جدھر موڑ دو حسینؑ
تعمیل حکم پہ ہے نبوت رکی ہوئی

عباسؑ کے علم کی طرف دیکھتی رہی
شبیر کی نگاہ میں محبت رکی ہوئی

کرب و بلا میں غیرت اسلام کیا ہوئی
تیروں پہ ہے نبی کی امانت رکی ہوئی

کوئی بتائے نیزہ خولی پہ دیکھ کر
فرق حسینؑ ہے کہ ہے آیت رکی ہوئی

ازن جہاد شہ سے نہ عباسؑ کو ملا
سینے میں گھٹ رہی ہے شجاعت رکی ہوئی

اب گردن حسینؑ سے خنجر نہیں ہے دور
کیا دیکھتی ہے شام قیامت رکی ہوئی

سالکؔ نظر سے دیکھو سوئے کربلا جہاں
ہے آنکھوں میں شمع ہدایت رکی ہوئی

۞۞۞

سلام

جس ظلم سے شبیرؑ کے خیموں میں لگی آگ
ایسی تو کسی دور مین دیکھی نہ سنی آگ

انگاروں پہ ماتم تیرا ہم کرتے ہیں شبیرؑ
یہ بھی ترا اعجاز ہے جو پھول بنی آگ

سر دے تو دیا تو نے مگر شاہ شریعت
جو تونے لگائی تھی وہ رکے نہ رکی آگ

عباسؑ کی تلوار ہے تصویر قیامت
یہ کوندھ کے بجلی گری وہ دیکھو لگی آگ

انکار کے پانی سے شہ دیں نے بجھا دی
بیعت کے جہنم میں دھواں دینے لگی آگ

عباسؑ کی تلوار سے برسا لہو اتنا
دریا سے دھوں اٹھا ترائی میں لگی آگ

وہ آگ جہنم کو بھی برداشت نہیں ہے
جو دشمنی آل محمدﷺ میں پلی آگ

اے دوش محمدﷺ کے مکیں کعبہ ایماں
سجدوں سے تیرے سینہ باطل میں لگی آگ

بازار میں کو کہ کے چلا پیکر باطل
زینبؑ تیری تقریر سے کچھ ایسی لگی آگ

دیتی ہی رہی شعلہ جہنم کی طرح سے
جو بغض علیؑ میں لگی جلتی ہی رہی آگ

گلزار بنی ہے غم سرور کی بدولت
آنکھوں میں سمیٹے ہوئے اشکوں کی نمی آگ

بجلی کی طرح خون رواں ہوگیا دل میں
سالکؔ غم شبیرؑ کی یوں دوڑ گئی آگ

❁❁❁

نوحہ

اشارہ ہو اگر عباسؑ کا بڑھ کر سمٹ جائے

یہ دریا کیا ہے اس کی مشک میں کوثر سمٹ جائے

اگر مل جائے لڑنے کی اجازت شہ اس کو بھی

تو پھر یہ شام کا پھیلا ہوا لشکر سمٹ جائے

علیؑ کے شیر کی ہیبت سے تھا یہ شمر کا عالم

کہ جیسے موت سے اپنی کوئی ڈر کر سمٹ جائے

یہی مرضی خدا کی ہے تیری تخلیق سے پہلے

تیرے پیکر میں پوری قوت حیدر سمٹ جائے

بہت بگڑے ہوئے تیور نظر آتے ہیں غازی کے

کہیں ایسا نہ ہوا ایک وار میں لشکر سمٹ جائے

اگر عباسؑ دریا پر ابھی جو تیغ کو کھینچے

ملک جبریل سا بھی ہو تو گھبرا کر سمٹ جائے

تجھے معلوم بھی ہے ارزق شامی یہ قاسمؑ ہے

جو آجائے تو اس کی تیغ کی زد پر سمٹ جائے

جواں ایسا بھی ایک ہمراہ اپنے لائے ہیں شبیرؑ

کہ جس کے حسن میں کل حسن پیمبر سمٹ جائے

حسینؑ ابن علیؑ کے پاس ہیں وہ صبر کے جوہر
یزیدی ظلم جس کے سامنے آ کر سمٹ جائے
جو زہرا کے سر اقدس پہ سایہ کرتی رہتی ہے
یہ چادر وہ ہے جس میں رحمت داور سمٹ جائے
نبی کے قد سے واقف تھی مگر ہجرت کی شب دیکھ
علیؑ کے جسم پر آئے تو یہ چادر سمٹ جائے
ولادت پر علیؑ کی عجب انداز قدرت ہے
بنے ایک در نیا کعبہ میں اور بن کر سمٹ جائے
نہ ایسا ہو کہیں خیرات میں مجھے بھی دے ڈالیں
سخاوت کا یہ منظر دیکھ کر قنبر سمٹ جائے
صدا گونجے گی جب ناد علیؑ کی جنگ خیبر میں
حقیقت کیا ہے مرحب کی در خیبر سمٹ جائے
زبیدہ لے گئی گھر خلد میں بہلول دانہ سے
مگر ہارون جب آئے تو یہ منظر سمٹ جائے
یہی تو سیرت معصوم کا اعجاز ہے تنویر
کہ جس کی مدح قرآن کا دفتر سمٹ جائے

۞۞۞

سلام

ہاتھوں میں لے کہ صبر کی شمشیر چلے ہیں
بیعت کے سر کو کاٹنے شبیر چلے ہیں

لشکر سہم کہ رہ گیا تیور کو دیکھ کر
عباسؑ کھینچ کر خط تحریر چلے ہیں

دریا در خیبر کی طرح ہاتھوں پہ ہوگا
عباسؑ بن کے حیدری تصویر چلے ہیں

سرور کی عزاداری رکی ہے نہ رکے گی
ہر دور میں فتوؤں کے بڑے تیرے چلے ہیں

حر سر کو جھکائے ہوئے عباسؑ کے ہمراہ
بنوانے کو بگڑی ہوئی تقدیر چلے ہیں

فخر خلیل کرب و بلا کی زمین پر
کعبہ ایک اور کرنے کو تعمیر چلے ہیں

ماتم کے نشاں آنکھوں میں اشک غم سرورؑ
ہم لے کے یہی قبر میں جاگیر چلے ہیں

گھوارے سے میداں کی طرف نصرت شہ کو
قدموں سے نہیں ہاتھوں پہ بے شیرؑ چلے ہیں

کیا جذبہ نصرت ہے فدا دین پہ ہونے
ہو ہو کے جواں ناصر شبیر چلے ہیں

ہر رجس کو راستے کے مٹاتے ہوئے گزرے
جس سمت سے یہ وارث تطہیر چلے ہیں

زینبؑ تیرے لہجے میں علیؑ بول رہے تھے
خطبہ تیرے ہم صورت شمشیر چلے ہیں

ممبر کی سمت فتح کے اعلان کے لیے
عابدؑ سنبھالے پاؤں کی زنجیر چلے ہیں

اللہ کے پیمبر نے جسے دیکھا تھا شبیرؑ
دیکھا نے اسے خواب کی تعبیر چلے ہیں

تنویرؔ اٹھاؤ اسے آنکھوں سے لگاؤ
یہ خاک وہ ہے جس پہ کہ شبیرؑ چلے ہیں

❁❁❁

سلام

پوچھ سکتے ہو تو پوچھ رب سے حیدرؑ کا مزاج
ہے امام ایسا جو رکھتا ہے پیمبر کا مزاج

اوڑھ لیں چادر تو بالکل مصطفی بن جائیں گے
جانتے ہیں خود علیؑ ہجرت کے بستر کا مزاج

جنگ خندق میں اٹھے غیظ وغضب میں تین بار
عمر کی للکار سنتا کیسے حیدرؑ کا مزاج

گفتگو کرتے سنے ہیں سنگ ریزے ہاتھ پر
ہم نے دیکھا ہے بدلتے تم کو پتھر کا مزاج

پنجتن میں جس کو دیکھو وہ ہے پیکر نور کا
ایک سانچے میں ڈھلا ہے سارے گھر بھر کا مزاج

آفتاب صبح عاشور ذرا جلدی نکل
ڈھونڈھتا ہے جنیں حر کے مقدر کا مزاج

رات کی آنکھوں میں آنسو کی طرح لرزاں ہے حر
یہ وہ قطرہ ہے جو رکھتا ہے سمندر کا مزاج

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کے ٹکڑے ہیں سب بارہ امام
جو بھی دریا ہے وہ رکھتا ہے سمندر کا مزاج

ایک جھٹکا دے کے توڑا ہاتھ پر در رکھ لیا
پوچھ کر دو انگلیوں نے باب خیبر کا مزاج

کس کو فرمایا پیمبر نے کہ اٹھ جا بزم سے
پوچھئے برہم کیا کس نے پیمبر کا مزاج

سر ہتھیلی پر لیے ہے اپنا جس کو دیکھئے
ایک سا ہے جادہ حق میں بہتر کا مزاج

بھر کے چلو نہر سے کہتا ہے پانی پھینکا
اور برہم ہوگیا کچھ شیر حیدرؑ کا مزاج

پیارے شبیرؑ نے عباسؑ کا دیکھا جلال
کردیا ٹھنڈا سمندر نے سمندر کا مزاج

آگئے جس دن بھی حیدر سوئے خیبر دیکھنا
ٹھیک ہو جائے گا مرحب اور عنتر کا مزاج

کرگیا درجے معین اہل عرفان کے لیے
منزل ایماں میں سلمانؓ اور ابوذرؓ کا مزاج

موت پر سب ٹوٹنے پڑتے ہیں بنام زندگی

ملتا جلتا ہے بہتر کے بہتر کا مزاج

بخش دیں گے شاہ والا یہ یقین رکھتا ہے حر

وہ قطرہ جو سمجھتا ہے سمندر کا مزاج

جنگ میں اپنے مقابل حرملہ کو دیکھ کر

ہوگیا ہنسے پہ مائل رن میں اصغرؑ کا مزاج

اپنی تقریروں سے اور سجدوں سے قائم کر دیا

سید سجادؑ نے محراب و ممبر کا مزاج

تخت کو ٹھکرا رہا ہے کس لیے ابن یزد

پوچھ تاج و تخت سے سرورؑ کی ٹھوکر کا مزاج

چھاؤں تیروں کی ملی تو رن میں اصغرؑ ہنس دیئے

تشنگی میں بھی نہیں بدلا گل تر کا مزاج

فتح خیبر کی کہانی اتنی جھولے میں سنی

مسکرانا بن گیا تیروں میں اصغرؑ کا مزاج

سو رہا ہے زانوئے سرور پہ سر رکھے ہوئے
آسماں پر آج ہے حر کا مقدر کا مزاج

جس پہ گر جائے مری آنکھوں سے کر دے اس کو پاک
اشک ماتم ن بھی پایا موج کوثر کا مزاج

اس لیے بہر مدد آواز میداں سے نہ دی شبیرؑ نے
شہ کی حد تشنگی سمجھے تھا اکبرؑ کا مزاج

کربلا کا نام آجاتا ہے تو بہتے ہیں اشک
مدتوں سے ہے یہ ماہرؔ دیدہ تر کا مزاج

۞۞۞

سلام

ڈال کر اپنی جبیں پر ایک شکن عباسؑ نے
دفن کر دی فوج دریا بے کفن عباسؑ نے

چھین لی تنہا ہزاروں شام والوں سے فرات
نہر پر دکھلا دیا حیدرؑ کا فن عباسؑ نے

پھر کسی کے قد کے اوپر ٹھیک اتری ہی نہیں
ایسا اپنا یا وفا کا پیرہن عباسؑ نے

نہر پر لاکھوں بھی ہوں تو نہر بچ سکتی نہیں
کر دیا حملہ خیبر شکن عباسؑ نے

ایک نیرے پر نظر آتا ہے لشکر نہر کا
حیدرؑ کرار سے سیکھا ہے فن عباسؑ نے

لکھ کے اپنے خون سے آب نہر پہ لفظ وفا
کردیا رائج وفاؤں کا چلن عباسؑ نے

سانس کی آواز بھی لاکھوں میں اب تک آتی نہیں
ایک نظر سے کردیا خاموش رن عباسؑ نے

ایک نیزہ اور ساحل پر مقابل دس ہزار
پھر سے زندہ کردیا ہے بانکپن عباسؑ نے

اذن کو تڑپیں بہت کچھ بازوؤں کی مچھلیاں
پھر بھی ماتھے پر نہ آنے دی شکن عباسؑ نے

روک نظروں پہ لشکر تین دن کی پیاس میں
کردیا روشن عمل کا بانکپن عباسؑ نے

ہر نظر کو یہ بتاتا ہے علم عباسؑ کا
نام کر لی اپنے ہر ایک انجمن عباسؑ نے

وہ وفا کی پنجتن کے نام کا جز بن گئے
جگمگایا خوب نام پنجتن عباسؑ نے

کربلا کے بعد سے پھرنے لگی در بہ در
کردیا بیعت کو کیا بے وطن عباسؑ نے

کیوں نہ لائیں فاطمہ بازو شفاعت کے لیے
خون سے سینچا ہے زہراؑ کا چمن عباسؑ نے

شام و کوفہ میں بنے گی وہ علمدار وفا
پائی ہے قسمت سے زینبؑ سی بہن عباسؑ نے

کھول کر تلوار رکھ دی جب چلے سوئے فرات
یوں سنبھالا ہے دل شاہ زمن عباسؑ نے

حشر تک ماتم کریں گے جو سر نہر فرات
ایسی موجوں کی بنا دی انجمن عباسؑ نے

کردیا ناکام منصوبے کو ماھرؔ ظلم کے
ڈال دی قلب یزیدی میں جلن عباسؑ نے

۞۞۞

نوحہ

جب ارادہ شیر حق کے شیر کا ہوجائے گا
کس کا دریا ہے ابھی یہ فیصلہ ہو جائے گا

لشکر اعدا سے خط کو کھینچ کر بولا جری
اس سے آگے آگئے تو خاتمہ ہوجائے گا

یہ علمدار حسینی اسے مت روکنا
غیظ اس کو آگیا تو مرتضیٰؑ ہوجائے گا

ہو بہ ہو تصویر حیدرؑ ہو ہی جائے گا جریؑ
ایک دن یہ بھی نصیری کا خدا ہوجائے گا

مل نہ پائے گی تمہیں پھر زندگی کی بھیک بھی
سوچ لو عباسؑ کا جب سامنا ہوجائے گا

روضہ عباسؑ پر آؤ تو سائل کی طرح
جس کو اس نے دے دیا وہ بادشاہ ہوجائے گا

اس طرف نقصان ہی نقصان ہے اےئے حر ترا
اس طرح آئے گا ترا فائدہ ہو جائے گا

جب برآمد ہو گا ہم شکل نبی تو دیکھنا
حسن یوسفؑ اس کے آگے بے مزہ ہو جائے گا

قاسم ابن حسنؑ ہوں میں علیؑ کا شیر ہوں
ہوگا جب حملہ میرا لشکر ہوا ہو جائے گا

ساقیِ کوثر علیؑ ہیں اور سقا ہے جریؑ
جام کوثر جس کو چاہے گا عطا ہو جائے گا

دشمن اسلام کو شہ لارہے ہیں گھیر کر
کربلا میں آج باطل بے ردا ہو جائے گا

پھر حبیب ابن مظاہرؓ پر جوانی آئے گی
نصرت شبیرؑ میں یہ معجزہ ہوجائے گا

انگلیاں اُٹھتی ہوں جس کے بہ عمل کردار پر
وہ مثل مسلمانوں کا کیسے رہنما ہو جائے گا

سیدہؑ جسے خفا ہوجائیں کیا اس کا وقار
یہ سمجھ لیجئے وہ دوزخ کی غذا ہوجائے گا

نوکِ نیزہ پر تلاوت ہو رہی دیکھئے
آل سے قرآن بھلا کیسے جدا ہو جائے گا

اس لیے اصغرؑ کو لائے تھے حسین ابن علیؑ
کام اس ننھے مجاہد سے بڑا ہوجائے گا

بغض بے مقصد جو رکھتے ہیں نبی کی آل سے
بد سے بدتر حال ان کا دیکھنا ہو جائے گا

پنجتن ہی آیہ تطہیر کے مصداق ہیں
ایک دن یہ فیصلہ زیر کسا ہو جائے گا

سالکؔ ماھرؔ تو تھے تنویرؔ میرے راہبر
رفتہ رفتہ یہ زمانے کو پتا ہوجائے گا

۞۞۞

سلام

سوئے میٹھی نیند میثم بانکپن جاگا کیا
سولیوں پر بھی تو عشق پنجتن جاگا کیا

جنگ خیبر جنگ خندق کے مرقع ہیں گواہ
ضربت حیدرؑ سے تلواروں کا فن جاگا کیا

فوج دریا لاشہ عباسؑ سے ڈرتی رہی
شیر کو نیند آگئی تو بانکپن جاگا کیا

ریت پر جنت بنائی اور اکثر بیچ لی
مدتوں بہلول کا دیوانہ پن جاگا کیا

خوب گہری نیند آئی دیکھ کر جنگ حسینؑ

کربلا تک مقصد صلح حسنؑ جاگا کیا

لب تلک آتی رہی جوش شجاعت سے ہنسی

اپنے گھوارے میں ایک غنچہ دہن جاگا کیا

مسجد اقصیٰ کی صورت اڑگئی کعبے کی نیند

انتظار شاہ والا میں وطن جاگا کیا

شام عاشورہ ایک بھی انصار میں سویا نہیں

انجمن کے ساتھ صدر انجمن جاگا کیا

مضطرب تھا حر نگاہوں میں تھی تصویر حسینؑ

ظلمت شب میں خیالا پنجتن جاگا کیا

پنجتن کے قافلے کو لوٹ نے کے واسطے

مصطفی کے بعد ایک ایک راہزن جاگا کیا

بعد اکبرؑ چھا گیا خیموں پہ اک گہرا سکوت

جب تلک بلبل چہکتا تھا چمن جاگا کیا

کربلا والے بہتر جنگ کر کے سو رہے

اور تلواروں کی جھنکاروں سے رن جاگا کیا

کی نظر ساحل پہ تو فوجوں میں بھگدڑ پڑ گئی
شکل سقا میں علیؑ کا بانکپن جاگا کیا

مدحت حیدرؑ میں میثم کی پلک جھپکی نہیں
جاگنے والا سر دار و رسن جاگا کیا

ایک ہی ضربت میں دو ارزق کے ٹکڑے کر دیئے
کربلا کے بعد بھی قاسم کا فن جاگا کیا

حر کا لشکر پیاس میں سیراب کرتے ہیں حسینؑ
مصطفےٰ والے گھرانے کا چلن جاگا کیا

آنکھیں پھولوں نے ملیں شاخوں نے لیں انگڑائیاں
نصرت شبیرؑ میں سارا چمن جاگا کیا

سوئیں کب زنداں میں زینبؑ دل میں تھی یاد حسینؑ
قید میں بھی دل میں ارماں کفن جاگا کیا

رات بھر ہائے حسینا کی صدا آتی رہی
بعد سرورؑ نالا زینبؑ سے بن جاگا کیا

دیکھئے پڑھ کر ذرا ماہرؔ کبھی تاریخ غم
ہر صدی میں نوحہ و ماتم کا فن جاگا کیا

❁❁❁

مخمس

ہم نے کی ملک وفا میں سروری
ہم پہ ناز اں ہے جہاں کی صفدری
ہم نے ڈالی ہے دلوں میں تھرتھری
کہتی ہے عباسؑ کی جلوہ گری
ہم ہیں تصویر جلال حیدری

ہیں ورق قرآن کی تفسیر کے
دیکھے لو انصار کو شبیرؑ کے
سلسلے ملتے ہوئے زنجیر کے
یہ ہیں رخ اسلام کی تصویر کے
سیرتاً سلماں ہیں صورت بوذری

روشنی پھیلی ہوئی شمشیر کی
آنکھیں چھپکا نے لگی تا بندگی
موت بھی پھرتی ہے گھبرائی ہوئی
ہے صدائے لافتی الا علیؑ
در گرا خیبر کا بھاگے خیبری

راستہ تیرا ہے جنت کی گلی

موج کوثر دیکھ کر تجھ چلی

پڑھتی ہے دنیا بہ آواز جلی

تیرا کلمہ اے حسینؑ ابن علیؑ

کربلا میں تونے کی پیغمبری

بت شکن کے لال کے اونچی ہے بات

آہنی دیوار ہے پائے ثبات

موت کے پنجہ میں ہے سب کی حیات

چھین لی عباسؑ نے نہر فرات

بھاگو بھاگو کہہ رہے ہیں لشکری

حق کی ہیں پیشانیاں آئینہ دار

سجدہ انصار شہ سے ہے بہار

چادر ظلمت ہوئی ہے تار تار

کربلا کی سر زمین پہ ہے نکھار

ذرہ ذرہ کرتا ہے صورت گری

دیکھتے ہیں گوہر اشک عزا
کس میں ہے تصویر شاہ کربلا
جائزہ ہونے لگا پیش خدا
دیکھئے اب قیمتیں لگتی ہیں کیا
حشر تکے دن انبیا ہیں جوہری

ہے علم بجلی پھریرا ہے سحاب
ہر فضائے آسمانی کا جواب
جلوہ گر ہیں آج ابن بوتراب
پرچم عباسؑ سے یہ رنگ آب
سرخ ہے دریا تو موجیں ہیں ہری

ہو رہی ہے بارش ابر کرم
مدح مولا کے تصور کی قسم
میرے سینے میں ہے دل بیت الحرام
کیوں نہ ہو سالک یہ ہی تقدیر غم
ہم تک آجاتی ہے موج کوثری

کفر کے عالم سے رہ کر دور دور

چشم نم میں نصرت حق کا سرور

بخشوا کر اپنی منزل کا قصور

باندھ کر دست ادب شہ کے حضور

حر ہوا نار جہنم سے بری

ہے کہاں جس سے وفا بازار میں

کیا ہے دھوکا کے سوا بازار میں

پھر غم شہ کی عطا بازار میں

بیچ کر اشک عزا بازار میں

ہم نہیں کرتے کبھی سودا گری

❁❁❁

مخمس

جیسا اپنا ہے نبی کوئی پیمبر نہ ملا

صف شکن دیکھ لیے ایک بھی حیدرؑ نہ ملا

فاطمہ ایسا کوئی نور کا محور نہ ملا

اوج میں شبرؑ و شبیرؑ کا ہمسر نہ ملا

پنجتن پاک سے کونین میں بہتر نہ ملا

رات بھر تڑپا کیا پیاس کے مارے کی طرح

خاموشی لب پہ تھی دریا کے کنارے کی طرح

یاد شہ دل میں تھی بہتے ہوئے دھارے کی طرح

در شبیرؑ پہ پہنچا ہے ستارے کی طرح

حر کے مانند نصیب کا سکندر نہ ملا

عام لوگوں میں کہاں نفس پیمبر کا جواب

خاک کے پتلے نہیں نور کے پیکر کا جواب

ہر سپاہی کہاں بن سکتا ہے لشکر کا جواب

کیسے مل جائے گا اصحاب میں حیدر کا جواب

بزم اصحاب میں جب دوسرا بوذر نہ ملا

کبھی اس نور کو کہنے لگی حیدر دنیا

کبھی ان جلوؤں کو سمجھی پیمبر دنیا

میری اس بات کو جھٹلائے گی کیونکر دنیا

شب ہجرت میں ذرا دیکھ لے بستر دنیا

یہ مرقع تو ہمیں روئے زمیں پر نہ ملا

بھاگے اس شان سے دیکھا بھی نہیں پھر مڑ کر
ٹھنڈا ہونے سے علم دیں کا بچا ہے اکثر
دیکھا مرحب کو تو آنے لگا سب کو چکر
روز جا جا کے پلٹتا رہا سارا لشکر
دیں کو جس وقت تلک فاتح خیبر نہ ملا

باغ فردوس ارم چاہئے کوثر کے لیے
نو رہی زیب ہے کچھ نور کے پیکر کے لیے
اک سمندر کو ضرورت ہے سمندر کے لیے
رب نے حیدر کو چنا بنت پیمبر کے لیے
چشم قدرت کو بھی اس گھر کے سوا گھر نہ ملا

جام کوثر کی تمنا میں ہے نا حق دنیا
بہکے ذہنوں میں ہے جنت کا تصور کیا
جو بدل بیٹھے ہیں خود سوچ سمجھ کر راستہ
ان کو اب تک نہیں اس سچی حقیقت کا پتہ
جام کوثر کہاں جب ساقی کوثر نہ ملا

کہہ رہا ہے شب ہجرت یہ نظر سے منظر
فدیہ مرسل کا بنے اوڑھ کے تن پر چادر
آج وہ سوئے جو بن جائے پیمبر سو کر
سب تھے اصحاب مگر سب میں سوائے حیدرؑ

شب کو سونے کے لیے فرش پیمبر نہ ملا

تخت اور تاج سے بھی رشتہ غم جوڑ گیا
ظلم کی تیز ہواؤں کا بھی رخ موڑ گیا
پتھروں پر بھی نشاں اشک عزا چھوڑ گیا
ٹپکا آنکھوں سے ادھر قلب عدو توڑ گیا

اسلحہ خانوں میں ایسا کوئی خنجر نہ ملا

پانی ان چشموں میں کتنا ہے یہ ہے ہم کو پتا
حوصلہ اشکوں کا بڑھ جائے تو ڈوبے دنیا
قطرے قطرے میں نظر آتی ہے موج دریا
فیض اس ماتم شبیرؑ کا دیکھ تو ذرا

کون سا اشک ہے وہ جس کو سمندر نہ ملا

شب کے تابندہ ستاروں سے انہیں کچھ نہ ملا
دن کے رنگین نظاروں سے انہیں کچھ نہ ملا

اس زمانے کی بہاروں سے انہیں کچھ نہ ملا
بہتے دریا کے کناروں سے انہیں کچھ نہ ملا
زندگی میں جنہیں ماھرؔ غم سرور نہ ملا

مخمس

زمانہ یہ سمجھا کہ چمکی ہے بجلی
علم کے پھریرے نے کروٹ جو بدلی
ادب سے فضا میں ہوا دب کے نکلی
تڑپ کے زیارت کو ہر موج اٹھی
نظر آئے عباسؑ وہ نہر سمٹی

پھریرے میں ابر کرم لے کے آیا
وہ خیبر کشا کا بھرم لے کے آیا
دعائے شہ دیں بہم لے کے آیا
علیؑ کا پسر جب علم لے کے آیا
ہر ایک موج دریا نے تصویر کھینچی

تھے یوں جنگ خیبر میں جیسے نہیں تھے
دو پارہ تھا مرحب ستمگر کہیں تھے

نہاں زلزلے کتنے زیر زمیں تھے
یہ کہیے پر جبرئل امیں تھے
ہوئی خیر ضرب علیؑ کس سے رکتی

دلوں پہ شجاعت کا سکہ جمایا
صفین ظلم کی توڑ کر مسکرایا
علم کا پھریرا فلک بن کے چھایا
علیؑ کا پسر جب کنارے پہ آیا
وہ ہیبت تھی رن میں قضا بھی نہ ٹھہری

علم دار سرور ہے نقش دوامی
قضا دے رہی ہے وفا کو سلامی
اجل کا نشانہ بنے جو تھے نامی
علیؑ آگئے ہیں پکارے وہ شامی
ہزاروں سے تنہا وہ نہر چھینی

علیؑ کی نگاہوں نے بدلے ہیں تیور
اجل سر پہ لہرائی بھاگا وہ لشکر
نظر آیا جنبش میں وہ باب خیبر
وہ اسلام جاگا بڑھا دست حیدرؑ
گرا قلعہ باطل کا وہ گرد اٹھی

خموشی ہے کا ہے کو ناوک چلاؤ
ذرا شام والوں قدم تو اٹھاؤ
کمانیں لیے سامنے آؤ آؤ
یہ کہتے ہیں اصغرؑ نظر تو ملاؤ
تمہیں پھونک دے گی تبسم کی بجلی

ہیں خنجر پشیماں کمانیں ہیں حیراں
شریعت ہی زندہ سلامت ہے ایماں
نبی کے نواسے پہ قرآں ہے نازاں
ستم کے جہاں میں اٹھے لاکھوں طوفاں
مگر کشتی آل احمدؑ نہ ڈوبی

کیا شکر اپنا بھرا گھر لٹا کر
بپا حشر دیکھا ہے خیمے کے اندر
کبھی رن سے لانا پڑی لاش اکبرؑ
کبھی رخ پہ سالکؔ ملا خون اصغرؑ
مگر صبر سرورؑ کی منزل نہ بدلی

مخمس

علیؑ کے شیر میرے باوفا قیامت تک

تجھے پکارے گی یہ کربلا قیامت تک

ملا دلیر نہ پھر دوسرا قیامت تک

رہے گی شان شہ لافتیٰ قیامت تک

فرات نام رٹے گی تیرا قیامت تک

نبی کے بعد یہی ہیں امانتوں کے امیں

سوال اٹھے گا بیعت کا یہ کہیں گے نہیں

لہو سے لال ہی ہو جائے گا چاہئے ساری زمیں

حسینؑ لے کے بڑھے ہیں نہ رکے سکے گی کہیں

چلے گی کشتی دین خدا قیامت تک

کچھ اور ہوگیا میداں میں جنگ کا نقشہ

ترائی لال ہوئی بھاگا لشکر اعدا

کتاب ظلم نے اس طرح سے ورق الٹا

بہادر ایسا کہ چھینا ہے فوجوں سے دریا

رہے گا یہ علم عباسؑ کا قیامت تک

وہ سرد ہو کے گرا دیکھ مرحب خود سر

چھپا نہیں ہے نگاہوں سے جنگ کا منظر

علیؑ کے ہاتھ میں ہے باب قلعہ خیبر

لرز رہے تھے گرانی سے جبرئیل کے پر

علیؑ کی ضرب کا شورہ گیا قیامت تک

جو ہو صلہ ہو تو خود اپنا مدعا ڈھونڈھیں

بنام کرب و بلا کوئی کربلا ڈھونڈھیں

جو زیر تیغ ہو ایسا کوئی گلا ڈھونڈھیں

پلٹ پلٹ کے یہ صدیاں حسینؑ سا ڈھونڈھیں

نہ مل سکے گا کوئی دوسرا قیامت تک

یہاں ملے گی ہر اک آنکھ اشکوں سے مخمور

یہاں ملے مے کوثری کا دل میں سرور

یہاں کچھ اور بھڑکتا ہے برق شعلے طور

فضائل آل نبی کے بیاں ہوں گے ضرور

رہے گا نعرے صل اعلیٰ قیامت تک

وہ جنگ کی نہ کہیں لشکر عدو ٹھہرا
علیؑ نے جھوم کے فردوس سے تجھے دیکھا
دعائیں دیتی ہیں زینبؑ سکینہؑ کے سقا
وہ نہر علقمہ جس پر تیرا ہوا قبضہ
لیے رہے گی تیرے نقش پہ قیامت تک

چمک رہی ہے حقیقت کہ اٹھ چکا پردہ
علیؑ سے تابہ محمدؐ ہے ایک ہی جلوہ
یہ کربلا بھی ہے الفت میں منزل کعبہ
ضیائیں دیتا رہے گا حسینؑ کا سجدہ
نہ لوٹ پائے گا یہ سلسلہ قیامت تک

حقیقتوں سے کہاں منحرف کوئی شاعر
نظر آئینہ ہے اور دل بھی ہے طاہر
علیؑ علیؑ کی صداؤں سے ہے یہی ظاہر
مصیبتوں میں مسلمان ہوکہ ہو کافر
تجھے پکارے گا مشکل کشا قیامت تک

قسم خدا کی یہ پہلا امام ہے میرا
سوائے اس کے کوئی فیصلہ نہ ہو پایا
جو معجزات کا منظر نگاہ نے دیکھا
ہمیں جیلائیں کہ ماریں نصیروں نے کہا
علیؑ کو کہتے رہیں گے خدا قیامت تک

ہمارے بعد ہم ایسے ہزار آئیں گے
خزاں کے دور میں بن کر بہار آئیں گے
غم حسینؑ میں سب اشک بار آئیں گے
جدھر بھی جائیں گے سالکؔ پکار آئیں گے
نہ توڑنا کبھی یہ سلسلہ قیامت تک

سلام

آؤ ادب سے حیدر صفدر کے شہر میں
جانا اگر ہے علم پیمبر کے شہر میں
انکار سے حسینؑ نے ایسی لگائی آگ
شعلے اٹھے یزید ستمگر کے شہر میں

یہ انقلاب دیکھا ہے نادعلی کے بعد
دروازہ ڈھونڈا جاتا ہے خیبر کے شہر میں

مشکیزے میں سمیٹ کے دریا کو لے گیا
حیدرؑ ایک اور دیکھا ہے حیدرؑ کہ شہر میں

جی چاہتا ہے والی مکہ سے پوچھ لوں
بدعت کہاں سے آئی پیمبر کے شہر میں

دوش ہوا پہ رکھ کہ قدم بوتراب نے
خندق پہ پل بنا دیا خیبر کے شہر میں

جب سے علیؑ توڑا ہے جوش جہاد میں
دروازہ پھر لگا نہیں خیبر کے شہر میں

ملتا نہیں ہے فوج ابابیل کا جواب
معبود کائنات کے لشکر کے شہر میں

حر آیا اور ہوگیا صدقے حسینؑ پر
قطرے کی کیا بساط سمندر کے شہر میں

سنتے ہیں لافتیٰ کے قصیدے کہ ساتھ ساتھ
تلوار اتر کے آگئی حیدرؑ کے شہر میں

دشمن کے دل جلاتا ہوا آسمان سے
تارا اتر کے آگیا حیدرؑ کے شہر میں

آ آ کے پوچھتے ہیں شبیہ رسولؐ کو
جتنے جوان میں علی اکبرؑ کے شہر میں

زینبؑ وطن میں آتی میں زنداں سے چھوٹ کے
محشر بپا ہے آج پیمبر کے شہر میں

تشنہ لبی میں ہنس کے جگر پھاڑ ڈالے ہیں
اک پنکھڑی نے پھول کی پتھر کے شہر میں

قبر نبی پہ جاتی ہیں رونے کو بیبیاں
گل روشنی ہے آل پیمبر کے شہر میں

سولی پہ چڑھ کے کرتے ہیں مدح علیؑ کی بات
میثم سے لوگ ملتے ہیں حیدرؑ کے شہر میں

بستر پہ سو کے کی ہے علیؑ نے پیمبری
ایسی بھی رات آئی پیمبر کے شہر میں

زلف رسول ﷺ تھامے ہوئے صبح عید کو
دیکھے ہیں شہ سوار پیمبر کے شہر میں

ہم بتائیں جنتیں کتنی بنائی ہیں
اشک عزا نے رحمت داور کے شہر میں

زندان میں سوگئی تو سکینہؑ نہیں اٹھی
وہ چھٹ گئی یزید ستمگر کے شہر میں

ماھرؔ نجف کی خاک سے ہم اپنے واسطے
کعبہ بنا کے بیٹھے ہیں حیدرؑ کے شہر میں

۞۞۞

سلام

جو بجلی تیغ حیدرؑ کی سر خیبر نظر آئی
سر مرحب پہ چمکی شہپر جبرئیل پر آئی

بڑھی تھی کچھ عجب انداز سے مرسل نے خیبر میں
علیؑ کی شکل میں ناد علیؑ سب کو نظر آئی

قیامت کیوں نہ ہو عباسؑ کا حملہ سر ساحل
نظر آیا جو دریا بازو کی مچھلی ابھر آئی

سناتی تھی بتول پاک کو سب جنگ کی باتیں
پلٹ کر جنگ سے تیغ علیؑ جب اپنے گھر آئی

یہ شمشیر علیؑ ہے یا برستے ابر میں بجلی

وہاں کوندی یہاں گرجی ادھر چمکی ادھر آئی

کوئی گھر جب نہ پایا قابل زہرا تو پھر اک شب

مشیت بن کے تارا باب حیدرؑ پہ اترا آئی

علیؑ کو اہل ایماں دیکھ کر کعبہ میں کہتے ہیں

محمدؐ کے لیے اللہ کے گھر میں سپر آئی

مبارک فتح خندق ہے نبی سلمان کہتے ہیں

برائے دشمن حیدرؑ قیامت کی خبر آئی

علیؑ کے ہاتھ کی ضربت ہے گویا ضربت قاسمؑ

سر ارزق پہ چمکی تھی کہ بڑھ ک تا کمر آئی

لکھے تھے ہاتھ سے خود پنجتن کے نام کشتی پر

جبھی تو نوح کی کشتی سر طوفان ابھر آئی

چمک کر طور پر برق جمال حیدرؑ صفدر

بنا کر راستہ دیوار میں کعبہ میں در آئی

وہی حر گھیر کر لایا تھا جو شبیرؑ کو بن میں

اسی حر کو رخ شبیرؑ میں جنت نظر آئی

دعائیں دے رہے ہیں بارہ معصوموں کی جلوں کو
امامت کی ضیا گھر میں ہمارے سال بھر آئی

تڑپٹی کب تلک سردار جنت کی محبت میں
زمین کربلا پر عرش سے جنت اتر آئی

کہا شبیرؑ نے نانا کے لہجے میں اذاں دے دو
ڈھلی عاشور کی شب اے علی اکبرؑ سحر آئی

عذاب آتا ہوا رکوا دیا اپنی سفارش سے
عطائے شاہ دیں ماھرؔ سر محشر نظر آئی

❁❁❁

سلام

لحد میں محفل مدح علیؑ سجا دیں گے
یہ بات سن کے فرشتے بھی مسکرا دیں گے

جو پوچھا جائے گا ان سے علیؑ کے بارے میں
منافقین لحد میں جواب کیا دیں گے

پل صراط سے گزریں گے یوں علیؑ والے
کہ اپنے آگے ہوا کو نہ راستہ دیں گے

علیؑ کے ذکر پہ سب چہرے مسکرائیں گے کیا
بجھے چراغ ہے روشنی وہ کیا دیں گے

علیؑ جو سوئیں گے ہجرت کی شب نبی کی جگہ
اس اپنے نفس کو نفس خدا بنا دیں گے

علیؑ کی تیغ کا تھا وار کیا خیبر میں
یہ بڑھ کے شہ پر جبرئیل خود بتا دیں گے

جلال حضرت عباسؑ رن میں کہتا تھا
کہ بھاگنے کا کسی کو نہ راستہ دیں گے

کہیں جو مل گیا غازی کو شہ سے اذن جہاد
تو یاد معرکہ صفین کا دلا دیں گے

یوں فوج شام کو نگلے گا نیزہ عباسؑ
عصائے حضرت موسیٰ اسے بنا دیں گے

ہے کائنات میں جب بے مثال ذات علیؑ
زمانے والے علیؑ کی مثال کیا دیں گے

انہیں لحد میں ضرورت نہیں چراغوں کی
جو اپنی پلکوں پہ اشک عزا سجا دیں گے

سپاہ شام میں حر ہے جو سنگ کی صورت
سحر تو ہونے دو شہ آئینہ بنا دیں گے

گیا ہوں میں جو یہ لے کر نشان ماتم کے
حسینؑ قبر میں سورج اسے بنا دیں گے

کبھی تلاش جناں میں نہ بھٹکیں گے اعجازؔ
یہ بڑھ کے اشک عزا راستہ بتا دیں گے

❁❁❁

سلام

خدا کے بھیجے ہوئے بس کلام بارہ ہیں
اصول دین نے بتایا امام بارہ ہیں

ہمارا ساقی کوثر بتا چکا ہے ہمیں
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دیئے ہیں وہ جام بارہ ہیں

یہ کاظمین و خراساں و کربلا و نجف
اسی طرح سے یہ بیعت اسلام بارہ ہیں

اصول دین کے ارکان یہ بتاتے ہیں
شریعت نبوی کے نظام بارہ ہیں

علیؑ سے لے کر میرے آخری محمد تک
کھے گی صبح قیامت امام بارہ ہیں
خبر بھی ہے تمہیں اے قاتلان شاہ زمن
امین رکن رسول انام بارہ ہیں
سنے یہ امت عاصی ذرا بغور سنے
دہن رسول کا ہے اور پیام بارہ ہیں
خدا کے بعد نبی ہیں نبی کے بعد امام
میرے سلام میں جان سلام بارہ ہیں
امام کتنے ہیں تم سوتے جا گتے پوچھو
تمہیں بتائیں گے ہم صبح و شام بارہ ہیں
خدا نے جن کو بنا کر امام بھیجا ہے
ہر ایک سیرت صورت میں نام بارہ ہیں
یہ سلسلہ تو بس اللہ سے علیؑ تک ہے
اسی اذان میں اتنے قیام بارہ ہیں
فلک سے اتری ہوئی ذوالفقار ایک مگر
وہی ہے قوت بازو نیام بارہ ہیں
پکارتے ہیں چمن جنتوں کے اے سالکؔ
جو ہم پہ چلتے ہیں وہ خوش خرام بارہ ہیں

❁❁❁

سلام

ملنے دو علم جب یہ علمدار بنیں گے
عباسؑ ابھی حیدرؑ کرار بنیں گے

جنت کے علاقوں پہ ہے سرورؑ کی حکومت
اس ملک کے باشندے عزادار بنیں گے

عباسؑ کا مقصد تو جبیں پر ہے علم کی
دریا سے جو بھاگیں گے سمجھ دار بنیں گے

گہوارہ شبیر سے مس ہونے تو دیجئے
بے پر کے ہیں فطرس ابھی پردار بنیں گے

کچھ ایسے بھی اصحاب ہیں محفل میں نبی کے
جو بعد نبی دین کے غدار بنیں گے

ہم شہ کے عزادار ہیں بھڑکے ہوئے شعلے
قدموں کے تلے آئیں گے گلزار بنیں گے

آنکھوں سے نکلتے ہیں جو آنسو غم شہ میں
محشر میں یہ جنت کے خریدار بنیں گے

ایک ثانی جعفر ہے تو ایک ثانی حیدرؑ

زینبؑ کے پسر دو رخی تلوار بنیں گے

کیوں ان کو علم دیتے ہیں خیبر میں محمد

بیکار ہیں بیکار تھے بیکار بنیں گے

ہے حکم خدا ناد علی پڑھئے پیمبر

تب جاکے کہیں فاتح کے آثار بنیں گے

عباسؑ کے رہوار کی ٹھوکر سے اڑیں گے

دریا کی ترائی پہ جو دیوار بنیں گے

حر کہہ کے چلا شہ کی طرف خلد یہیں ہے

اس سمت جو ٹھہریں گے گہنگار بنیں گے

شبیرؑ کی نصرت میں حبیب ابن مظاہر

عباسؑ علم دار سے جرار بنیں گے

بے مثل حسینؑ آپ کو انصار ملے ہیں

اب ایسے دو بارہ نہ وفادار بنیں گے

کہتے ہیں یہی عونؑ و محمدؑ کے ارادے

ہم فوج حسینی کے علم دار بنیں گے

قاسمؑ جو چلے جنگ کو عباسؑ یہ بولے
ہر وار پہ حیدرؑ کرار بنیں گے
اللہ کی جنت کے پیمبر نے کہا ہے
یہ دونوں نواسے میرے سردار بنیں گے
یماں کی تجلی ہمیں کعبہ سے ملی ہے
اس بات کے شاہد در و دیوار بنیں گے
شامل جو رہی سالکؔ و ماہرؔ کی دعائیں
تنویرؔ بھی ایک دن بڑے فنکار بنیں گے

❁❁❁

سلام

شہ کے ہاتھوں حر کا یوں رتبہ بڑھایا جائے گا
اس نمازی کے لیے خود بڑھکے کعبہ جائے گا
یہ شرف تسبیح زہراؑ تجھ کو بخشا جائے گا
مرضی معبود کیا ہے تجھ سے پوچھا جائے گا
ڈوبنا ان کا مقدر ہو نہیں سکتا کبھی
جن سفینوں پر علیؑ کا نام لکھا جائے گا
سوئے کوثر پہ میرے اشکوں کا دریا جائے گا
اک سمندر کو سمندر سے ملایا جائے گا

حشر میں مڑ کر ہمیں دیکھیں گے سارے انبیا
جب علیؑ والا ہمیں کہہ کر پکارا جائے گا

فاطمہؑ کے گھر کا نوکر ہوگا جبرئیل امیں
اور رضوان جناں درزی بنایا جائے گا

دشمن سرور کو پہلو میں بٹھائیں کس لیے
آستینوں میں نہ ہم سے سانپ پالا جائے گا

ایسے خدا یہ کیا پس پردہ نصیر کا خدا
جب شب معراج کا پردہ اٹھایا جائے گا

وارث قرآں ہے زندہ زندہ ہے قرآن بھی
اس لیے قرآن سر نیزہ سنایا جائے گا

ناصران شاہ دیں میں ہے الگ شان حبیبؑ
کربلا میں ان کو خط لکھ کر بلایا جائے گا

سیکڑوں طوفان اٹھیں یا آگ اگلے یہ زمیں
حضرت عباسؑ کا پرچم اٹھایا جائے گا

ہے جواں بیٹے کی میت اور ضعیفی شاہ کی
کس طرح شبیرؑ سے لاشہ اٹھایا جائے گا

نام ہے اعجاز زیدہ مشغلہ مدح حسینؑ
بس یہی میرے تعارف میں بتایا جائے گا

آئے گا سورہ ادھر سے مدح اہلبیتؑ میں
اس طرف سے روٹیاں لے کر فرشتہ جائے گا

سلام

قوت بازوئے سرور کے بھی تیور دیکھنا
آج نہر علقمہ پر زور حیدر دیکھنا

فاطمہ بنت اسد آئیں ہیں کعبہ کے قریب
بننے والا ہے ابھی دیوار میں در دیکھنا

جانے والے جائیں گے لیکر علم لوٹ آئیں گے
فتح حیدر ہی کریں گے جنگ خیبر دیکھنا

وہ علم پتھر پہ گاڑا حیدر کرار نے
توڑ دیں گے انگلیوں سے باب خیبر دیکھنا

جا رہا ہے شیر حیدر کا ترائی کی طرف
لشکر اعدا میں مچ جائے گی بھگدڑ دیکھنا

بس میرے آقا کا منشا ہو تو جانے دیجئے
میں الٹ دونگا زمیں کے ساتھ لشکر دیکھنا

حضرت عباسؑ ہیں یا حیدر کرار ہیں
کون دریا پہ گیا جبرئل بڑھ کر دیکھنا

پہرے داروں کی ترائی سے صفائی ہوگئی
لے کے آتے ہیں ابھی مشکیزہ بھر کر دیکھنا

ہم حسینی ہیں کبھی تعداد سے ڈرتے نہیں
حوصلہ رکھتے ہو تو ہم سے الجھ کر دیکھنا

ظلمتوں کی آخر شب حر گزر جانے تو دے
صبح عاشور کو چمکے گا مقدر دیکھنا

پنجتن کا ذکر کن کن آیتوں میں ہے ذرا
کھول کر آنکھیں کبھی قرآن پڑھ کر دیکھنا

سیکڑوں ارزق بھی آجائیں تو کچھ مشکل نہیں
تیغ قاسمؑ کے ابھی میداں میں جوہر دیکھنا

حملہ عونؑ و محمدؑ سے قیامت آئے گی
شام کی فوجوں کو آجائے گا چکر دیکھنا

شامیوں کو دین میں بھی تارے نظر آجائیں گے
جنگ میں ابن مظاہر کے بھی تیور دیکھنا

آستینوں کو الٹ کر غیض میں سرور چلے
اب درِ کوفہ سے ٹکرائے گا لشکر دیکھنا

زندگی کس کو ملی ہے موت کس کو آگئی
اس حقیقت کو سرِ نوکِ سنا پر دیکھنا

جو ستارہ حکمِ خالق سے چلا ہے عرش سے
بابِ حیدر ہی پہ آئے گا اتر کر دیکھنا

کیا نہیں مل پائے گا باب الحوائج سے تمہیں
ہاتھ پھیلائے ہوئے اس در پہ آکر دیکھنا

سالکؔ و ماہرؔ کی طرح میں بھی مداحِ حسینؑ
مرتبہ تنویرؔ کا بھی روزِ محشر دیکھنا

۞۞۞

نوحہ

فرقت میں سکینہؑ کی روئے بے شیرؑ کا جھولا یاد کرے
اے گھر کے سناٹے بتلا کس کس کو صغریٰؑ یاد کرے

آجاؤ کہ صغریٰؑ یاد کرے
یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یا حسینؑ

تم شمعِ مزارِ زہرا ہو
تم رونقِ گنبدِ خضرا ہو

کیسے نہ تمہیں میرے بابا

نانا کا مدینہ یاد کرے

آجاؤ کہ صغریٰ یاد کرے

یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یا حسینؑ

جلدی سے پلٹ آؤ گھر میں

کہے گا اٹھا کر گودی میں

بیمار بہن کب تک بابا

اصغرؑ کا ہمکنا یاد کرے

آجاؤ کہ صغریٰ یاد کرے

یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یا حسینؑ

خط میرا دکھا کہیے گا

بھیا علی اکبرؑ سے اتنا

اے یوسفؑ آل پیمبر

آجاؤ مدینہ یاد کرے

آجاؤ کہ صغریٰ یاد کرے

یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یا حسینؑ

خط دے کر میرے بابا کو
احسان یہ کرنا اے قاصد
عباسؑ چچا سے کہہ دینا
رو رو کر صغریٰؑ یاد کرے

آجاؤ کہ صغریٰؑ یاد کرے
یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یا حسینؑ

اے باد صبا جب کرب و بلا
جانا ہو اتنا کہہ دینا
پردیس میں جانے والوں کو
دکھیاری صغریٰ یاد کرے

آجاؤ کہ صغریٰؑ یاد کرے
یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یا حسینؑ

خاموش ہیں دیواریں
ویران پڑے ہیں بام در
اے شمع حرم اے جان نبی
معبود کعبہ یاد کرے

آجاؤ کہ صغریٰؑ یاد کرے

یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یا حسینؑ

وہ رخصت آخر کا منظر

وہ رکھے کجاوے اونٹوں پر

دل مرا ابھی تک اے بابا

پھوپھیوں سے لپٹا یاد کرے

آجاؤ کہ صغریٰؑ یاد کرے

یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یا حسینؑ

آنکھوں سے بہاتی ہوں آنسو

خاموشی جو چھاتی ہے ہر سو

گھنگھور اندھیرے میں اصغرؑ

دل جھولا جھلانا یاد کرے

آجاؤ کہ صغریٰؑ یاد کرے

یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یا حسینؑ

اللہ کو سونپا ہے تم کو

اے عونؑ و محمدؑ جاؤ مگر

سمجھانا اے جب بھی ہم کو
رو رو کے سکینہؑ یاد کرے
آجاؤ کہ صغریٰؑ یاد کرے
یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یا حسینؑ

چھوڑا ہے اسی سے کیا ہم کو
پردیس میں جانے والوں نے
جب تک بھی جیئے گھر میں صغریٰؑ
ایک ایک کا جانا یاد کرے
آجاؤ کہ صغریٰؑ یاد کرے
یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یا حسینؑ

جب ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہے
دل کہتا ہے اصغرؑ اصغرؑ
ماھرؔ گھوارے والے کو
ہر سانس پہ صغریٰؑ یاد کرے
آجاؤ کہ صغریٰؑ یاد کرے
یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یا حسینؑ

❁❁❁

نوحہ

یہ رو رو کے کہتی تھی بیمار صغریٰ
مجھے چھوڑ کر سب چلے جارہے ہیں
چلو ساتھ تم بھی نہیں کوئی کہتا
مجھے چھوڑ کر سب چلے جارہے ہیں

میں بیمار بھی ہوں اگر مرگئی میں
یہ بتاؤ تو مجھ کو کفن کون دے گا
کہو کیسے بابا اٹھے گا جنازہ
مجھے چھوڑ کر سب چلے جارہے ہیں

بہت یاد آئے گی اکبرؑ تمہاری
رولائی مجھ کو جدائی تمہاری
نہیں کوئی مجھ کو جو دیدے سہارا
مجھے چھوڑ کر سب چلے جارہے ہیں

میرے پاس اصغرؑ کو ہی چھوڑ دیتے
کسی اور کو میں کہاں روکتی ہوں
یہ تنہائیوں میں میرا ساتھ دے گا
مجھے چھوڑ کر سب چلے جارہے ہیں

میں آواز کب سے دیئے جا رہی ہوں

پلٹ آؤ سب سے کہے جا رہی ہوں

صداؤں کو میری نہیں کوئی سنتا

مجھے چھوڑ کر سب چلے جارہے ہیں

اجالے ہوئے سب میرے گھر سے رخصت

اندھیروں کا ہوگا بیسرا یہاں اب

نہ نکلے گا سورج نہ ہوگا سویرا

مجھے چھوڑ کر سب چلے جارہے ہیں

اکیلے مجھے گھر میں رہنا پڑے گا

جدائی کے صدموں کو سہنا پڑے گا

مقدر میں میرے یہی بس ہے لکھا

مجھے چھوڑ کر سب چلے جارہے ہیں

میں کس کے بھروسے میں کس کے سہارے

جیوں گی کسی نے یہ سوچا نہیں ہے

ہر اک پل مصیبت سے میرا کٹے گا

مجھے چھوڑ کر سب چلے جارہے ہیں

مجھے یہ پتا ہے مجھے یہ خبر ہے

پلٹ کر مدینہ نہ آئے گا کوئی

یہ وعدہ کوئی بھی نبھا نہ سکے گا

مجھے چھوڑ کر سب چلے جا رہے ہیں

بہت چاہتے تھے مجھے میرے عموں

چچا تھے وہ میرے بھتیجی میں ان کی

مگر وقت رخصت پلٹ کر نہ دیکھا

مجھے چھوڑ کر سب چلے جا رہے ہیں

نہ قاسمؑ نہ اکبرؑ نہ عونؑ و محمد

کوئی بھی تو تنویرؔ گھر میں نہیں ہے

یہاں کون میری مدد اب کرے گا

مجھے چھوڑ کر سب چلے جا رہے ہیں

۞۞۞

سلام

اے علمدار حسینؑ اے آرزوئے بوتراب

تیرا چہرا لاجواب

سر زمین کربلا پر اے وفا کے آفتاب

تیرا چہرا لاجواب

تیرے صدقے ہو رہے ہیں چاند سورج صبح و شام

نور کا تجھ کو سلام

تیری بزم حسن میں حسن یوسفؑ لاجواب

تیرا چہرا لاجواب

تیرے ماتھے کی چمک ہے آئینوں کی روشنی

زندگی اسلام کی

ذکر بھی تیرا عبادت اور تصور بھی ثواب

تیرا چہرا لاجواب

خیبر و خندق کا منظر تیری پیشانی میں ہے

ظلم حیرانی میں ہے

دشت میں دو لاکھ کے لشکر کا ہے خانہ خراب

تیرا چہرا لاجواب

صرف اک نیزے کی جنبش میں ہے تلواروں کی

کاٹ

پٹ گیا لاشوں سے گھاٹ

جنگ بھی تو نے نہ کی اور مار ڈالے بے حساب

تیرا چہرا لاجواب

تیرے قدموں پر گری پڑتی ہیں موجیں بے شمار

تیری نظریں ذوالفقار

تو نے دریا سے لیا پانی کے قطروں کا حساب

تیرا چہرا لاجواب

اے شجاعت کے امیں ائے دلبر ام البنینؑ

مدتوں دیکھا ہے چشم مرتضیٰؑ نے تیرا خواب

تیرا چہرا لاجواب

ائے شبیہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اے حسن یوسفؑ کا یقیں

اے حسینوں کے حسین

چاند نے تجھ سے پڑھی ہے حسن کی پہلی کتاب

تیرا چہرا لاجواب

خاک تیری ہوگئی خاک سے خاک شفا

اۓ زمین کربلا

تجھ میں شامل ہوگئی خشبوۓ خون بوتراب

تیرا چہرا لاجواب

ایک تبسم ضربت حیدرؑ کا ثانی ہوگیا

ظلم پانی ہوگیا

چھ مہینے کے علیؑ کا وار سب سے کامیاب

تیرا چہرا لاجواب

نام ہے قاسمؑ تیرا عباسؑ کا شاگرد ہے

یاعلیؑ کا ورد ہے

ارزق شامی نہ پایا تیرے حملے کی تاب

تیرا چہرا لاجواب

یوں تیرے رخساروں کی زینت ہے اشک عزا

اۓ عزادار وفا

چاند کے چہرے پہ ہو جیسے ستاروں کی نقاب

تیرا چہرا لاجواب

جون اب چہرے پہ تیرے کتنا اطمینان ہے

نور کا احسان ہے

روشنی اب لیں گے تجھ سے آفتاب و ماہتاب

تیرا چہرا لاجواب

ناصر شبیرؑ اے ابن مظاہر خوش نصیب

ہر نظر تیرے قریب

لوٹ کر آیا ہے پیری میں قیامت کا شباب

تیرا چہرا لاجواب

دل سے آنکھوں تک کھٹکتا ہے یزید بے اصول

جیسے کانٹوں میں پھول

حر تجھے سب چاہتے ہیں جیسے پھولوں میں گلاب

تیرا چہرا لاجواب

آ گئے اشک ندامت حر تیرے رخسار پر

تجھ پہ جنت کی نظر

کون اب پوچھے گا تجھ سے زندگی بھر کا حساب

تیرا چہرا لاجواب

اے علی اصغرؑ زبان بے زبانی کہ خدا

واہ کیا کہنا ترا

حرملا پر تونے بھیجا ہے تبسم کا عذاب

تیرا چہرا لاجواب

اے کلام پاک تیری آیتوں کی کمسنی

اصغرؑ بے شیر سی

تیرے سوروں میں نظر آتا ہے اکبرؑ کا شباب

تیرا چہرا لاجواب

تو عزادار حسینؑ ابن علیؑ ہے اے سرورؑ

ترے آنسو باشعور

کرلیا زہراؑ نے تیرے آنسوؤں کا انتخاب

تیرا چہرا لاجواب

سلام

صبح ایک ہجرت میں خوشبوئے نبی ٹھہری رہی
مرتضیٰ سویا کیے پیغمبری ٹھہری رہی

پیاس مین فوج حسین ابن علی ٹھہری رہی
موت منڈلاتی رہی اور زندگی ٹھہری رہی

بعد خیبر بھی رہا جبرئیل کو احساس وزن
شہپروں پر ضربت تیغ علیؑ ٹھہری رہی

حر کے دل میں الفت شاہ ہدا بڑھتی گئی
رات بھر خیمے کے اندر روشنی ٹھہری رہی

خیمہ شہ میں شب عاشور دیکھی ہے یہ بات
شمع محفل بجھ گئی اور روشنی ٹھہری رہی

حر کی الجھن کے مرقع دیکھنے کے واسطے
دن نکلنے تک سحر کی روشنی ٹھہری رہی

ڈگمگائے ہیں جہاں اکثر رسولوں کے قدم
اس جگہ ٹھہری تو بس آل نبی ٹھہری رہی

کعبے میں جب تک نہ آئے مرتضیٰؑ چپ تھا رسول ﷺ

آیتیں دل میں لیئے پیغمبری ٹھہری رہی

ناصروں میں جذبہ شوق شہادت دیکھ کر

موت میداں میں بنام زندگی ٹھہری رہی

وادی خیبر میں فتح قلعہ خیبر کے بعد

مدتوں تک ہیبت ناد علیؑ ٹھہری رہی

دریا پہ ہے حملہ عباسؑ کہتے ہیں یہ لوگ

ایک بجلی نہر کے اوپر گری ٹھہری رہی

باب خیبر دست حیدرؑ پر نہ آیا جب تلک

فتح بن کر آیت ناد علیؑ ٹھہری رہی

دیکھئے عباسؑ کی شان شجاعت لے کے نہر

جس طرح تھی لب کے اوپر تشنگی ٹھہری رہی

تیغ سے جو کھینچ دی تھی شیر حیدرؑ نے لکیر

خاک کے اوپر وہ بعد جنگ بھی ٹھہری رہی

قبل خلقت مصطفی ﷺ اور فاطمہؑ کے ساتھ ساتھ

عرش پر یہ نور کی بارہ دری ٹھہری رہی

چاند تھا لیلیٰ کا رن میں یاد میں تھیں بیبیاں
خیمہ اہل حرم میں چاندنی ٹھہری رہی

خون اصغرؑ زیر خنجر ساتھ تھا شبیرؑ کے
پھول کے دامن میں آخر تک کلی ٹھہری رہی

لے گیا ماہرؔ ازل میں جس کو جو کچھ مل گیا
میری قسمت کے لیے حب علیؑ ٹھہری رہی

۞۞۞

سلام

حوصلہ دیئے تھے جب حیدر کرار کے ہاتھ
صف آخر پر نظر آتے تھے تلوار کے ہاتھ

دار پر مدحت حیدرؑ نے کیا اتنا بلند
آسمان چھونے لگے میثم تمار کے ہاتھ

چین سے نہ کیسے سوئیں شب ہجرت حیدرؑ
نفس تھا بیچ دیا وہ بھی خریدار کے ہاتھ

ہم سے تم ماتم سرورؑ سے الگ رہتے ہو
تم تو تلوار سمجھے ہو عزادار کے ہاتھ

کر دیا تم نے اسے نام علیؑ پر صدقے
ایک دل کیسے اسے بیچتے ہم چار کے ہاتھ

ٹوٹ نے کو ہے در خیبر سنبھل جا مرحب
تو نے دیکھیں ہیں کہاں حیدرؑ کرار کے ہاتھ

بخشش امت عاصی کے لیے سنتے ہیں
فاطمہؑ لائیں گی دامن میں علم دار کے ہاتھ

سامنے مرحب و عنتر کے علیؑ سے پہلے
لوگ جا جا کے دیکھاتے رہے بیکار کے ہاتھ

کربلا تجھ کو دیئے رب نے بہتر یوسفؑ
ایک یوسفؑ ہی لگے مصر کے بازار کے ہاتھ

دامن طالب بیعت کو ہمیشہ کے لیے
دھجیاں کر گئے شبیرؑ کے انکار کے ہاتھ

پشت مرسل پہ ہے رکھا ہوا دست حیدرؑ
شب معراج بھی ہے حیدرؑ کرار کے ہاتھ

چاہئے دنیا نہ رہے چاہے قیامت آئے
علم مشک نہ چھوڑیں گے علمدار کے ہاتھ

تیغ اکبرؑ یہ صدا دیتی ہے ہنگام جہاد
دیکھ لو آج کے دن احمد مختار کے ہاتھ

طاقت خطبہ زینبؑ تو ذرا دیکھے کوئی
توڑ کر پھینک دیئے شام کے بازار کے ہاتھ

شام کا تخت لیے ہیں در خیبر کی طرح
ہتھکڑی پہنے ہوئے عابدؑ بیمار کے ہاتھ

توڑ کر پھینک زنجیر غلامی تو نے
کتنے مضبوط ہیں اے حر تیرے کردار کے ہاتھ

آپ پڑ نہیں سکتا کوئی دورہ فیضہ
خطبے نے باندھ دیئے ہیں بھرے دربار کا ہاتھ

روزہ حر پہ طلب کیجئے جنت ماھرؔ
سونپ دیں جنبش سرورؑ نے گہنگار کے ہاتھ

سلام

تیری نظریں جانتی تھیں وسعت ہندوستان
تیری نظری پڑھ رہی تھیں قسمت ہندوستان

تیری نظریں دیکھتی تھیں صورت ہندوستان
اے حسینؑ اے دیکھنے والے الفت ہندوستان

ہے اسی سے ترے غم سے نسبت ہندوستان

سب کو ہے منظور دل سے رہبری شبیرؑ کی

رہبروں کو اک سبق ہے زندگی شبیرؑ کی

راستے دکھلا رہی ہے روشنی شبیرؑ کی

جس کو دیکھو کر رہا پیروی شبیرؑ کی

کربلا تونے جگا دی قسمت ہندوستان

جس کو کہئے آدمی وہ ہند کا انسان ہے

ماتمی وہ بھی ہے جو اسلام سے انجان ہے

ماتم شبیرؑ سے انسان کی پہچان ہے

دیکھئے ماھرؔ غم شبیرؑ کی کیا شان ہے

خلد سے ملتی ہوئی ہے صورت ہندوستان

صبر کی دیوار کے اوپر سجائے ہیں چراغ

ظالم و جابر حکومت کے بجھائے ہیں چراغ

کربلا سے ہند تک ہم کو دکھائے ہیں چراغ

تونے آزادی کی راہوں میں جلائے ہیں چراغ

تیرے ماتم نے بدل دی قسمت ہندوستان

تا قیامت ہے پھلا پھولا وفاؤں کا چمن
ہو گیا صفین سے مشہور تیرا بانکپن
اے علمدار حسینی یادگار پنجتن
ذوالفقار حیدری ہے تیرے ماتھے کی شکن

بڑھ گئی تیرے علم سے ہیبت ہندوستان

کربلا سے دور اک بستی بسانے دے مجھے
اجنبی لوگوں کو سینے سے لگانے دے مجھے
گرمیوں میں پیاسوں کی شدت اٹھانے دے مجھے
حر سے کیوں کہتا کہ ہندوستان جانے دے مجھے

تیرے دل میں گر نہ ہوتی الفت ہندوستان

تعزیہ رکھتے ہیں گھر میں پاسدارن حسینؑ
آگ پر کرتے ہیں ماتم جانثاران حسینؑ
ہند والے سب کے سب ہیں دوستداران حسینؑ

اتحاد قومیت ہے طاقت ہندوستاں

ساری قومیں لگ رہی سوگوران حسینؑ
دشمنی آل احمد میں گنوا دیا دل کا چین
لب کی خاموشی میں پنہاں ہے احد کا شور شین
نیچی نظریں کر رہی ہیں قسمتوں پر اپنی بین

جو مخالف ہیں دہل جاتے ہیں سن کر یاحسینؑ

ماتم شبیرؑ ہے یا ضربت ہندوستان

نام پر پیاسوں کے لگتی ہیں سبلیں گام گام

ممبروں پر کررہے ہیں کھل کے سب ذکر امام

مجلس و ماتم کی آزادی ہے سب کو صبح و شام

ہوگیا مشہور دنیا بھر میں جمہوری نظام

تعزیہ داری سے پھیلی شہرت ہندوستان

اس طرف درگاہ عباسؑ اس طرف ہے کربلا

یہ نجف وہ فاطمین روضہ شاہ رضاؑ

بارگاہ کاظمین اور وہ ہے غار سامرہ

ہم کو گھر بیٹھے ہی ملتا ہے زیارت کا مزہ

کم نہیں جنت سے ہم کو جنت ہندوستان

مجلس ماتم میں درس کربلا دہرا گئی

بدلیاں اشکوں کی اٹھیں اور فضا پر چھا گئی

کربلا والوں کی یادیں رحمتیں برسا گئی

ساری قومیں ایک مرکز پر سمٹ کر آگئی

ماتم شبیرؑ سے ہے زینت ہندوستان

سلام

بدل کر رکھ دیا اسلام کو دلت کی بارش نے
چراغ کعبہ کو گل کر دیا بیعت کی خواہش نے

نمازی بن گئے دیوار آہن سب مصلوں پر
صفیں مضبوط کر دیں اور بھی تیروں کی بارش نے

شب ہجرت کا قصہ صبح ہجرت ہوگیا روشن
کس کو ساتھ بھیجا تھا نبی کے اہل سازش نے

جہاں بدعت کہا جاتا تھا مجلس اور ماتم کو
مکاں وہ ڈھا دیئے اشک عزا کی تیز بارش نے

علیؑ مصروف تھے گھر میں نبی کی لاش رکھی تھی
خلافت کو ڈبو دیا مسلمانوں کی سازش نے

ہمیشہ کے لیے زندہ میں انصار شہ والا
لگایا ہے گلے سے موت کو جینے کی خواہش نے

گھٹائیں نور سے حیدرؑ کی گھر میں جب صحن کعبہ پر
جدار کعبہ میں در کر دیا جلووں کی بارش نے

مقدار راہب و حر فطرس بے پر کے بدلے ہیں
حسینؑ ابن علیؑ کی ایک ادنیٰ سی نوازش نے

کرم شبیرؑ کا بچپن تھا حر کی خموشی ہے

ارم لے لی ندامت کے پسینے کی گزارش نے

سنا ہے عرش پر جبرئیل کا دل اب نہیں لگتا

طبیعت ایسی بدلی باب زہراؑ کی رہائش نے

جہاں ہے عمرو ابن عبدود ہیں مرحب و عنتر

جہنم بھر دیا تم سے علیؑ لڑنے کی خواہش نے

جسے چاہا بٹھایا ممبر مرسل پہ مسجد میں

بنا دی کھیل بچوں کا خلافت اہل سازش نے

زمین کربلا مانند سورج کے چمکتی ہے

دیا ہے نور ایسا جون کو شہ کی نوازش نے

سہے ظلم و ستم لیکن نہ آئی بد دعا لب تک

کیا خاموش زینبؑ کو شہ دیں کی سفارش نے

بھری دنیا میں ماہرؔ فخر ہے مجھ کو مقدر پر

در شبیرؑ تک پہنچا دیا ہے مری کاوش نے

نوحہ

اے حسینؑ ابن علیؑ حق کی نشانی دے دو
بہر امت علی اکبرؑ کی جوانی دے دو

شیر پیاسا ہے تو دریا کی روانی دے دو
موجیں کہتی ہیں کہ عباسؑ کو پانی دے دو

فوج والو ہے سکینہؑ کے تڑپ نے کا خیال
مشک سوکھی ہے علمدار کو پانی دے دو

حشر تک دل میں رہے گی یہ امانت شبیرؑ
ننھی سی قبر کو بانو کی نشانی دے دو

حوصلہ دین محمدﷺ کا بڑھا دو شبیرؑ
بچپن اصغرؑ کا اور اکبرؑ کی جوانی دے دو

اہل کیں ذبح میں الجھا ہے رگوں سے خنجر
دل نکل جائے نہ شبیرؑ کو پانی دے دو

مصلحت حق کی یہی تھی کہ عطش لے لو حسینؑ
اور اسلام کو دریا کی روانی دے دو

بہر امت نہ بھڑک جائے جہنم مولا
پیاس خود لے لو گنہگاروں کو پانی دے دو

فوجیں کہتی ہیں نہ رکھنے دو قدم ساحل پر
نہر کہتی ہے کہ عباسؑ کو پانی دے دو

بھیڑ میں حشر کی ڈھونڈے گی دلہن اے قاسمؑ
آستیں پھاڑ کے کبریٰؑ کو نشانی دے دو

کہہ رہا ہے یہ سنبھالے ہوئے دنیا کو کوئی
میرے چھ ماہ کے بچہ ہی کو پانی دے دو

امت جد کی اسی میں ہے شفاعت شبیرؑ
نانا کے دین کو نانا کی نشانی دے دو

اے حسینؑ ابن علیؑ فضلؔ کو سب کچھ تو دیا
اپنے شاعر کو اب اعجاز بیانی دے دو

سلام

بے زباں فیض امامت سے نہ کیونکر بولتا
ہم نے دیکھا ہے حرم میں منھ سے پتھر بولتا

جنگ خیبر کی فضیلت کو مٹا سکتا ہے کون
چپ اگر رہے قلم جبرئیل کا پر بولتا

اشک غم ہے ترجمان واقعات کربلا
ہم لیے ہیں آنکھ میں غم کا سمندر بولتا

کیا وفائیں منھ لگاتیں رہ گئی موج فرات
بے وفا پانی کیسے شیر حیدرؑ بولتا

قتل اصغرؑ پر جو چپ رہتا مورخ کا قلم
چہرہ شبیرؑ پر خود خون اصغرؑ بولتا

ذرے ذرے سے سنی سب نے صدا تکبیر کی
سب نے دیکھا حملہ حیدرؑ سے خیبر بولتا

معجزات نور احمد کا یہ ادنی فیض ہے
سنگریزہ دیکھئے دست نبی پر بولتا

سوئے خیبر آرہے ہیں کل ایمان کو لیے
دیکھئے ایمان سلمان و ابوذر بولتا

پیکر حیدرؑ میں جب ایک ایک سورہ ڈھل گیا
لے چلے قرآن کعبے سے پیمبر بولتا

آج بھی ہم دیکھتے ہیں صفحہ تاریخ پر
خنجروں پر خون اولاد پیمبر بولتا

چھپ نہیں سکتے فضائل حیدرؑ کرار کے
کعبہ تو کعبہ ہے کعبہ کا نیا در بولتا

دیکھ لی فیضان نظر سے مہما کی آبرو
دیدیا سجادؑ نے ایک ایک گوہر بولتا

بت شکن ہے کون کر لیتی اگر دنیا سوال
نور حیدرؑ بولتا گھر بولتا در بولتا

انتقام تشنگی عباسؑ لے لیتے مگر
ظرف دریا دیکھ کر کیسے سمندر بولتا

بھاگ نکلا چھوڑ کرکے راستہ عباسؑ کا
شیر حیدرؑ سے بھلا ساحل کا لشکر بولتا

کس نے کشتی روک لی طوفاں میں بتلاتا صغیرؑ
کوئی جھٹلاتا تو پھر کشتی کا لنگر بولتا

ہے بڑی سچی حقیقت بعض لوگوں کے لیے
بن گیا خنجر غدیر خم کا ممبر بولتا

گریہ اصغرؑ سے رونق تھی خیام شاہ میں
بعد اصغرؑ ہوگیا خاموش یہ گھر بولتا

ڈوب کر مغرب سے لوٹ آیا اشارہ دیکھ کر

معجزہ حیدرؑ کا ہے مہرے منور بولتا

جوہری بازار محشر کے ہیں میرے ساتھ ساتھ

میں لیے ہوں آنکھ میں ایک ایک گوہر بولتا

پنجتن کے ساتھ ہیں فضہ کے لب پر آیتیں

اس طرح سے آج تک دیکھا نہیں گھر بولتا

ہم نے دیکھا حکم عقدہ فاطمہ زہراؑ کی شب

باب حیدرؑ پر ستارے کا مقدر بولتا

دیکھ اکبرؑ کی جوانی اور سمجھو مصطفیٰ

ہے ثبوت حسن مرسل حسن اکبرؑ بولتا

کس میں دم جھٹلائے جو ماھرؔ غدیر خم کی بات

پاس ہے اپنے غدیر خم کا ممبر بولتا

سلام

برائے سبط پیمبر بنا بھی اور ٹوٹا بھی
سنا ہے ظلم کا خنجر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

ستارے نے جہاں رکھ دی بعبد تعظیم پیشانی
نہیں میں نے سنا وہ در بنا بھی اور ٹوٹا بھی

علیؑ کا شیر کے حملے سے بھاگا اور کبھی ٹھہرا
مقابل نہر کا لشکر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

صحابی جز علیؑ کوئی نہ ٹھہرا پاس مرسل کے
احد کی جنگ میں لشکر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

غم شبیرؑ کے سیلاب میں وہ تیز دھارے تھے
ہر آنسو آنکھ میں گوہر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

علی اصغرؑ کے ہونٹوں کی ہنسی نے فتح کی حاصل
کمان تیر کا لشکر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

وغا انصار کی کرتی رہی ہے درہم برہم
بہتر مرتبہ لشکر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

علیؑ سے ہے حسینؑ ابن علیؑ تک جنگ بیعت کی

یہ شیشہ پے بہ پے پتھر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

علیؑ کی شان سے ہے نہر پر عباسؑ کا حملہ

سر ساحل در خیبر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

علیؑ سے تا حسنؑ دیکھ حسنؑ سے تا حسینؑ آؤ

گھروندا ظلم کا اکثر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

نہ تھے میدان میں جب تک علیؑ پر چپ آئے خیبر میں

غرور قلعہ خیبر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

حسینی صبر کے آگے یزیدیت نہ چل پائی

صنم یہ کفر کا گھر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

قریب حوض کوثر دشمن حیدرؑ نہ جا پایا

دلوں میں ساگرو کوثر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

یہی سمجھا کیے حیدرؑ کو دشمن شام ہجرت میں

یہ دھوکہ حسن پیغمبر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

حسینی صبر کی ٹھوکر نے ٹکڑے کر دیا آخر

ستم تھا راہ کا پتھر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

بھلا صبر شہ مظلوم کو حلقے میں کیا لیتا

جفا و ظلم کا چکر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

حسینؑ ابن علیؑ والوں سے پوچھو درد کی منزل

محبت میں یہ دل اکثر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

جو تھا کوفے کی شاہی میں وہی گھراب بھی باقی ہے

نہ کہہ دینا در حیدرؑ بنا بھی اور ٹوٹا بھی

زمین کربلا پر ڈھلتے ڈھلتے عصر کا سورج

قیامت خیز اک منظر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

شبیہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاش پر رو رو کے شہ بولے

پئے نصرت دل اکبرؑ بنا بھی اور ٹوٹا بھی

غبار شام و کوفہ کربلا سے اپنی منزل تک

حرم کے واسطے چادر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

سکینہؑ کے دل ناز میں بعد سبط پیغمبرؐ
لعینوں کے سخن نشتر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

شہید کربلا تشنہ لب اطفال جب دیکھے
حبابوں کی طرح کوثر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

غلام ساقی کوثر ہوں سالکؔ ہو نہیں سکتا
کہ میرے نام کا ساگر بنا بھی اور ٹوٹا بھی

۞۞۞

سلام

ہم ایک ہی سمجھتے تھے شامل بہت ملے
تاریخ میں حسینؑ کے قاتل بہت ملے

بارہ جگہ ٹھہرنا پڑا خلد تک ہمیں
کشتی چلے جو لیکے تو ساحل بہت ملے

تلوار پر کوئی ہے تو کوئی ہے دار پر
اہل ولا کو راستے مشکل بہت ملے

دیکھے جہاد دیں کے جو دور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں
ہم کو علیؑ کے ہاتھ سے بسمل بہت ملے

جو دشمن علیؑ بنا وہ غرق ہوگیا
ڈوبے سفینے بھی سر ساحل بہت ملے

خنجر ملے زبان ملی اور قلم ملا
دنیا میں اہلبیتؑ کے قاتل بہت ملے

میداں میں عمر مرحب و عنتر ہوئے خاک
کافر علیؑ کی تیغ کے قابل بہت ملے

عباسؑ کے جہاد نے چھوڑا نہ ایک کو
بہتے ہوئے فرات میں شامل بہت ملے

زور جہاد حضرت عباسؑ دیکھئے
ساحل پہ ایک نیزے کے گھائل بہت ملے

سر ہاتھ پاؤں اور زبانیں قلم ہوئیں
رستے علیؑ کے عشق کے مشکل بہت ملے

خون حبیب خون زہیر اور خون تا جون

خون اور خون شاہ میں شامل بہت ملے

گھر میں علیؑ کے اکبرؑ و عباسؑ کی قسم

بچے علیؑ کے نام کے قابل بہت ملے

خیمے میں شاہ دیں نے بجھا ڈالے تھے چراغ

پھر بھی نظر کو زینت محفل بہت ملے

حیدرؑ ملے حسینؑ ملے اور حسنؑ ملے

اے دوش مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے قابل بہت ملے

ارزق سے بولی موت کے قاسم سے ہوشیار

یہ بھول جا کہ تجھ کو مقابل بہت ملے

دیکھا جسے بھی ہم بہتر میں تھا حسینؑ

آئینے آئینے کے مقابل بہت ملے

جن میں لہو کی طرح سمائی ہے کربلا

دنیا میں ایسے درد بھرے دل بہت ملے

کشتی ہے اور کوثر و تسنیم و سلسبیل
تھے ناخدا حسینؑ تو ساحل بہت ملے

مولود کعبہ دست خدا نفس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایک ذات میں علیؑ کے فضائل بہت ملے

بدر و احد میں خندق خیبر کی جنگ میں
حیدرؑ کی ذوالفقار کے گھائل بہت ملے

اپنا سا جاننے لگے ذات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
نور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک سے جاہل بہت ملے

ہم تو سمجھ رہے تھے ہمیں ہیں فقیر در
ماہرؔ در حسینؑ پہ سائل بہت ملے

۞۞۞

سلام

کیا عباسؑ نے حملہ سر ساحل وفا چمکی
کہا لشکر نے بھاگو برق نور مرتضیٰؑ چمکی

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبیں حیدرؑ کا چہرہ جلوہ مہندی
یہ وہ بجلی ہے جواز ابتدا تا انتہا چمکی

سر مرحب پہ گر کر ذوالفقار حیدری بولی
میں وہ شمشیر ہوں جو دشمنوں پر بارہا چمکی

اڑا کر لے گئی کفار کے لشکر کو ساحل سے
کچھ ایسی ہیبت سقا سے دریا کی ہوا چمکی

خدا کا گھر نیا در جلوہ حیدرؑ بتاتا ہے
سر کعبہ پہ بجلی طور سے بھی کچھ سوا چمکی

ہلا خیبر گرا مرحب کٹے شہپر وہ ٹوٹا در
علیؑ کا ہاتھ چمکا اور پیمبر کی دعا چمکی

صدائے لافتیٰ سے آیہ تطہیر تک سنیے
علیؑ کی تیغ رن میں گھر میں زہراؑ کی ردا چمکی

عدو بھی دیکھ کر عباسؑ کو آپس میں کہتے تھے
جلا ڈالی گی ساحل کو جو یہ بجلی ذرا چمکی

گرا ارزق بھی مرحب کی طرح گھوڑے سے دو ہو کر
حسنؑ کے لال کی تلوار جب نام خدا چمکی

بنا دیوار میں در بت گرے طاقوں سے کعبہ کے
حرم میں برق نور حیدری بے انتہا چمکی

دعائے شاہ دیں کی چھا گئی سارے زمانے میں
کچھ ایسی کربلا میں جون کے رخ کی ضیا چمکی

ادا جو زیر خنجر ہوگیا اس ایک سجدے سے
فلک شرما گیا ایسی زمین کربلا چمکی

حسینؑ آہی گئے لڑتے ہوئے میداں سے تک ساحل
عجب انداز سے عباسؑ کی شان وفا چمکی

اذان اکبرؑ کی سن کر کر چکی جب سجدہ خالق
تو سورج سے سوا پیشانی باد صبا چمکی

جگہ دینے لگے اہل نظر دل میں سلاموں کو
میرے اشعار میں ماہرؔ جو سالکؔ کی ادا چمکی

۞۞۞

نوحہ

جو مدینہ گئیں زینبؑ تو نہ سنبھلا دل مضطر
تو چلیں اشک بہا کر

یہ کہا قبر نبی پرلٹ گئی زینبؑ
اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینبؑ

نہ جگر گوشہ شہ پر
نہ وہ شیر ایسا برادر
نہ وہ ہمشکل پیمبر
نہ وہ چھ ماہ کا اصغرؑ

یہ کہا قبر نبی پرلٹ گئی زینبؑ
اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینبؑ

چل گیا سینے پہ نیزہ
چھدا اکبرؑ کا کلیجہ
وہ قیامت کا سماں تھا
میرا بھیا تھا اکیلا سنیے کہانی
کبھی لاشے کو اٹھایا

کبھی بچوں کو بلایا

کبھی حیدر کو پکارا

تھے عجب حال میں سرور

یہ کہا قبر نبی پر لٹ گئی زینبؑ

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینبؑ

دل کی طاقت پہ مگر تھی

گود میں لاش پسر تھی

سب قبا خون میں تر تھی

در خیمہ پہ نظر تھی

کیسے بتاؤں

جب چلا تیر ستمگر

ملا خون علی اصغرؑ

مل کے پیشانی کیے اوپر

چلے میدان سے سرور

یہ کہا قبر نبی پر لٹ گئی زینبؑ

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینبؑ

کبھی پڑھنا سوئے خیمہ

کبھی خیمے سے پلٹنا

کبھی بے شیر کو تکنا

کبھی سینے سے لگانا

کہہ نہ سکوں گی

کبھی آوار دی اصغرؑ

کبھی رو اٹھے تڑپ کر

کبھی منھ رکھ دیا منھ پر

ہے مجھے یاد وہ منظر

یہ کہا قبر نبی پر لٹ گئی زینبؑ

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینبؑ

ہائے کوفے کا وہ منظر

ہتھکڑی بڑیاں لنگر

یہ امامت کیسے ہیں زیور

قید تھے عابدؑ و باقر

دیکھئے نانا

کھائے ہیں نیزہ و خنجر
اوڑھ کر خون کی چادر
سو گئے گرم زمیں پر
سب بہتر کے بہتر
لٹ گئی زینبؑ
اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینبؑ

عصر کے بعد کا قصہ
سوچ کر دل ہے دہلتا
قتل جب ہوگیا پیاسا
پسر فاطمہ زہراؑ
غش میں تھے عابدؑ
مجھے اعدا نے ستایا
میرے خیموں کو جلایا
جھولا بے شیر کا لوٹا
میری چھینی گئی چادر
لٹ گئی زینبؑ

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینبؑ

یہ بہن درد کی ماری

درِ خیمہ پہ کھڑی تھی

آنکھ سے دیکھ رہی تھی

حلق سرور پہ چھری تھی

ہلتی تھی دھرتی

زلزلہ آیا ہوا تھا

آسماں کانپ رہا تھا

ہر طرف حشر بپا تھا

سر سرورؑ تھا سناں پر

لٹ گئی زینبؑ

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینبؑ

شام و کوفہ کا فسانہ

جسے مشکل ہے بھلانا

تھا پھرا ہم سے زمانہ

قید تھا سارا گھرانا

بال تھے منھ پر

انتظامات بڑے تھے

سارے بازار سجے تھے

سب تماشائی کھڑے تھے

ہم تھے اے نانا کھلے سر

لٹ گئی زینب

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینبؑ

وہ دل و جان تھا شاہ کا

وہ سہارا تھا ہمارا

وہ اکیلا تن تنہا

سارے اعدا کو بہت تھا

فاتح دریا

سو رہا نہر پہ جا کر

اپنے شانوں کو کٹا کر

مشک سینے سے لگا کر

پسر ساقی کوثر

لٹ گئی زینبؑ

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینبؑ

وہ تھا پروانہ عترت

وہ تھا شبیر کی طاقت

اس سے روشن تھی شجاعت

اس کی دشمن پہ تھی ہیبت

وہ مرا بھائی

تیوریاں اپنی بدل کر

با خدا اپنی نظر پر

وہ اٹھا لیتا تھا لشکر

ہائے وہ ثانی حیدرؑ

لٹ گئی زینبؑ

اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینبؑ

نہ قناتیں نہ وہ خیمہ

نہ وہ عباسؑ کا پہرہ

وہ سماں شب کا ڈرونا

میری گودی میں سکینہؑ
لپٹی ہوئی تھی

جب ہوئی شام غریباں
چاندنی پھرتی تھی حیراں
وہ خموشی وہ بیاباں
تھے حرم خاک کے اوپر
لٹ گئی زینبؑ
اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینبؑ

سخت ماھرؔ وہ گھڑی تھی
کیسی زینبؑ پہ پڑی تھی
در پہ خاموش کھڑی تھی
پیاس سرور کو بڑی تھی
حشر برپا تھا
تھا کہیں مہر منور
تو کہیں تھا مہ انور
تھے سبھی تارے زمیں پر

آسماں تھا تہہ خنجر
لٹ گئی زینبؑ
اے میرے نانا پیمبر لٹ گئی زینبؑ

۞۞۞

سلام

طاعت معبود بے حب علیؑ اچھی نہیں
ہو حرم میں بھی تو ایسی بندگی اچھی نہیں

اس امامت سے جو دوش مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دے خدا
جو بہانا ڈھونڈھے وہ پیغمبری اچھی نہیں

دیکھ کر عباسؑ کو بھاگے یہ کہتے لشکری
دیکھو ساحل پر نظر عباسؑ کی اچھی نہیں

بہ خدا یہ ذات حیدرؑ کی رسالت کی ہے رات
شام ہجرت سے تو کوئی رات بھی اچھی نہیں

قتل مرحب سے ہمارا یہ عقیدہ ہوگیا
دشمنوں کے واسطے ناد علیؑ اچھی نہیں

باب حیدرؑ پر نہ اترے تو ستارہ کیا کرے
باب حیدرؑ کے سوا ڈیوڑھی کوئی اچھی نہیں

مدحت حیدرؑ بری لگتی ہے اس کو ٹھیک ہے
جب تعصب ہو تو اچھی بات بھی اچھی نہیں

شہپر جبرئیل ہیں خیبر میں زیر ذوالفقار
اے فرشتوں بے محل پرواز بھی اچھی نہیں

حر سے دل لے لے کہ کروٹ رات بھر کہتا رہا
روشنی کو ڈھونڈے یہ تیرگی اچھی نہیں

ہے اگر سنا تو اصغرؑ سے سلیقہ سیکھ لے
ہسنے والے پھول یہ تیری ہنسی اچھی نہیں

ذکر حیدرؑ سن کے وہ تڑپے نہ تو پھر کیا کرے
زخم گہرا ہو تو بے شک روشنی اچھی نہیں

خاک کردے گا جلا کر نور غیب ایک دن
زاہزنوں یہ رات دن کی رہزنی اچھی نہیں

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی بارہ دری کہ ماسوا
دو جہاں میں ایک بھی بارہ دری اچھی نہیں

قریہ قریہ پھر رہے ہیں جو عقیدے بیچتے
ان سے کہہ دو دین میں سودگری اچھی نہیں

مصطفیٰ ﷺ کہ ساتھ رحمت بھی ہے بدلے تیوریاں
دشمنی تم سے حسینؑ ابنی علیؑ اچھی نہیں

کھیلے مت تشنگان کربلا کی پیاس سے
شہرت دولت کی اتنی تشنگی اچھی نہیں

اے میری آنکھوں کی بدلی خوب گھر گھر کر برس
مجلس سرورؑ میں اشکوں کی کمی اچھی نہیں

ذکر حیدرؑ سن امیر شام کی باتیں نہ کر
معجزے کے سامنے جادور گری اچھی نہیں

مدح حیدرؑ کیجئے یا کربلا پر بولیے
جو برائے نام ہو وہ ذاکری اچھی نہیں

مرتضیٰؑ کہ واسطے پیغمبری کی رات ہے
شام ہجرت سے ہمیں ایک رات بھی اچھی نہیں

آگئے کرب و بلا تک گھر سے یہ کہہ کے حبیب
جو نہ آئے کام ایسی دوستی اچھی نہیں

دور تک دکھلائی دیتی ہے مسلسل جنتیں
چودہ گلیوں کے سوا کوئی گلی اچھی نہیں

اس سے پوچھو کیا عطائے داوری اچھی نہیں
جو یہ کہتا ہے شراب کوثری اچھی نہیں

آرزو ہے مری ماہرؔ عمر روکر کاٹ دوں
یاد سرورؑ سے خوشی کی زندگی اچھی نہیں

❁❁❁

سلام

بنا ڈالے ہیں رب نے نور پیکر اک صورت کے
امام اپنے ہیں اور اپنے پیمبر اک صورت کے

میرے ہر اشک کی قیمت میں اک جنت خدا دیگا
میرے دامن میں جتنے بھی گوہر اک صورت کے

بتایا ہے شب ہجرت ہمیں دشمن کے دھوکے نے
ہیں بالکل ہی محمدؐ اور حیدرؑ ایک صورت کے

علیؑ فاتح وہاں تھے اور یہاں عباسؑ فاتح ہیں
ہیں دونوں ساحل میدان خیبر ایک صورت کے

علیؑ خیبر میں ہیں عباسؑ ہیں ساحل پہ دریا کے
یہ دونوں ہیں سپہ سالار لشکر ایک صورت کے

یہ باغ فاطمہؑ زہراؑ ہے اس کی بات مت پوچھو
کہیں دیکھے نہیں اتنے گل تر ایک صورت کے

اسی سے تو نبی نے دوش پر اپنے جگہ دی ہی
یہ دو قرآن ہیں شبیرؑ و شبرؑ ایک صورت کے

علیؑ و فاطمہؑ کے نام سے واقف ہے یہ دنیا
بنائے ہیں خدا نے دو سمندر ایک صورت کے

ولائے اہلبیتؑ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل میں نہیں تو پھر
ہیں تقدیروں کے آگے چکر ایک صورت کے

غلام و شاہ الفت ہیں علیؑ کی سب برابر ہیں
ہیں قنبر اور سلمان و ابوذر ایک صورت کے

یہاں شبیرؑ کی صورت وہاں ہے جلوہ حیدرؑ
ہیں میرے اشک ماتم اور کوثر ایک صورت کے

بتانے جب چلا معراج ایماں رب زمانے کو
بنا ڈالے بہتر کے بہتر ایک صورت کے

یہ لکھتا ہے عزائے شاہ کو بدعت کہتی ہے
قلم کے اور زبانوں کے ہیں خنجر ایک صورت کے

قیامت تک اگر پیدا ہوں مرحب فکر کیا ہم کو
ہمارے پاس بھی ہیں بارہ حیدرؑ ایک صورت کے

حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں ہے سفر اپنا
سفینے ایک سے ہیں اور لنگر ایک صورت کے

نہیں اصحاب پیغمبر یہ انصار حسینی ہیں
سپاہی اور ہیں سردار لشکر ایک صورت کے

حسینی ناصروں میں دیکھ کر حر کو کہا دل نے
نہیں دیکھے تھے کانٹے اور گل تر ایک صورت کے

یہ دل قربان ہے نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمارت پر
ہیں اس بارہ دری میں سب کے سب در ایک صورت کے

وہاں تھے دوش مرسل پر علیؑ یہاں دست مرسل پر
ہیں کعبہ اور غدیر خم کے ممبر ایک صورت کے

مشیت نے انہیں پنجتن کہہ کر پکارا ہے
تھے جتنے فاطمہؑ کے زیر چادر ایک صورت کے

گزرتی جارہی ہے زندگی حیدرؑ کی مدحت میں
ہیں ماہرؔ اور فرزدق کے مقدر ایک صورت کے

سلام

مرحب کا وہ غرور وہ سر کون لے گیا
خیبر کے در بتا تیرا در کون لے گیا

سوکھے کنارے پوچھ رہے ہیں ہر اک سے
اک مشک میں فرات کو بھر کون لے گیا

یوں روک لی نہ تیغ علیؑ وقت کارزار
مرحب دلاوری کا ہنر کون لے گیا

سقا کی جنگ دیکھئے ہم سے نہ پوچھئے
ساحل کی فوج ادھر سے ادھر کون لے گیا

خندق میں چل کے دشمن سلمان سے پوچھئے
فتح علیؑ کی پہلی خبر کون لے گیا

پردے کے پوچھتی ہیں نگاہیں حسینؑ کی
فطرس ہمیں بتا ترے پر کون لے گیا

لشکر تمام روکے ہے عباسؑ کی نگاہ
میدان میں یہ زور نظر کون لے گیا

پیدائش علیؑ سے کہنے لگے ہیں لوگ
جس میں صنم بسے تھے وہ گھر کون لے گیا

زین العبا کے ہاتھ کے دھون سے پوچھئے
دامن میں بھر کے لعل و گہر کون لے گیاا

چہرہ بتا رہا ہے دمک کر یہ جون کا
شبیرؑ کی دعا کا اثر کون لے گیا

یہ اور بات ہے رہے محفوظ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
دشمن کو تا بہ غار مگر کون لے گیا

ہم سے نہ پوچھئے یہ مورخ سے پوچھئے
باغ فدک کے سارے شجر کون لے گیا

بولو در حسینؑ پہ لاکھوں کے سامنے
حر کے سوا جھکا ہوا سر کون لے گیاا

ہم بے امام حب سے لیے کہہ رہا ہے غیر
باغ نبی سے چن کے ثمر کون لے گیا

خیبر میں کیوں اٹھاتے نہیں وزن ذوالفقار
جبرئیل بتا قوت پر کون لے گیا

درزی بنا کے خلد سے حسینؑ کے لیے
رضوان کو بتول کے گھر کون لے گیا
تاریخ دیکھ ڈالو علاوہ حسینؑ کے
تیروں میں اپنے لختِ جگر کون لے گیا
تجھ کو فنا حسینؑ کی تلوار کر گئی
بتلا یزید تیری سپر کون لے گیا
حیدرؑ کا نام آتا ہے خیبر میں باربار
ہر ایک پوچھتا ہے کہ در کون لے گیا
شہپر بچا کے لے گئے خیبر سے جبرئیل
در نہ بچا کے تیغ سے سر کون لے گیا
کرب بلا سے تختِ حکومت کے سامنے
نیزے پہ بھی اٹھا ہوا سر کون لے گیا
ماھرؔ ہمارے ماسوا بازارِ حشر میں
آنکھوں میں آنسوؤں کے گہر کون لے گیا

❁❁❁

سلام

حجاب غیب سے جب آفتاب پلٹے گا
تو پورا سلسلہ بوتراب پلٹے گا

دعا کو ہاتھ اٹھا کر تو دیکھے لیلیٰ
ابھی شبیہ رسالت مآب پلٹے گا

صغیرؑ فاتح کرب و بلا ہے اے بانو
یہ لاکے فوجوں میں اک انقلاب پلٹے گا

علیؑ کے نور سے مل کر گلے شب معراج
زمیں پہ نور رسالت مآب پلٹے گا

بلایا ہے جسے مرسل نے پڑھ کر نادعلیؑ
وہ رکھ کے ہاتھ پہ خیبر کا باب پلٹے گا

شباب پلٹا تھا کل مصر میں زلیخا کا
حبیب آج تمہارا شباب پلٹے گا

دوڑائے جائیں گے خیبر میں سب غبار فرار
ورق شکست کا بس بوتراب پلٹے گا

نماز عصر علیؑ کی قضا نہیں ہوگی
غروب ہوکے بھی آفتاب پلٹے گا
فرات پر جو گیا ہے علیؑ کی صورت میں
وہ موج موج سے لے کر حساب پلٹے گا
گنہگار ہے لیکن یقین ہے ہم کو
در حسینؑ سے حر کامیاب پلٹے گا
ہسنی کی تیغ لیے شہ کے ساتھ جانے دو
لڑائی جیت کے جان رباب پلٹے گا
چلو بھی کشتی آل نبی تلاش کرو
جو قوم نوحؑ پہ تھا وہ عذاب پلٹے گا
بھروسہ ہم کو ہے اک دن ورق مقدر کا
حسینؑ تیری عزا کا ثواب پلٹے گا
قدم بڑھانے تو جون کو پیئے نصرت
یہ آفتاب کا بن کر جواب پلٹے گا
یہ شوق دید قیامت سے کم نہیں ماہرؔ
جو ہے حجاب میں وہ بے نقاب پلٹے گا

❁❁❁

نوحہ

نالہ ہے جبرئیل کا خالق دہائی ہے
سجدے میں تیرے شیر نے تلوار کھائی ہے

سر پیٹتے ہیں اہل جماعت کھڑے ہوئے
ایک شور ہے امام نے تلوار کھائی ہے

اللہ سے یہ کہتی تھیں جنت میں فاطمہؑ
بچے میرے یتیم ہوئے ہیں دہائی ہے

بولی حسنؑ حسینؑ سے زینبؑ جگر فگار
سنتی ہوں میرے باپ نے تلوار کھائی ہے

افسوس ابن ملجم ملعوں کی تیغ نے
سبطین کو ملال کی صورت دکھائی ہے

عباسؑ کا تڑپنا نہ زینبؑ سے پوچھئے
کہتا ہے بچپنا یہی پہلی جدائی ہے

آتا نہیں ہے بیٹیوں کو موت کا یقیں
زینبؑ پکارتیں ہیں کہ کیا نیند آئی ہے

اکیسویں کی رات کا پچھلا وہ آخری
اک شور ہے کہ شمع سحر جھلملائی ہے

مسجد سے جارہا ہے تہہ قبر شیر حق
کعبہ تباہ ہوگیا حق کی دہائی ہے

اکیسویں کو اٹھ گیا دنیا کا بادشاہ
میت حسنؑ حسینؑ نے روکر اٹھائی ہے

یوسفؑ کا حال رحم کے قابل ہے المدد
مولائے دو جہاں دم مشکل کشائی ہے

۞۞۞

نوحہ

نمازی زیر خنجر آرہا ہے
زمیں سے آسماں ٹکرا رہا ہے

اٹھا تو لی جواں بیٹے کی میت
شہ والا کو چکر آرہا ہے

بڑھو دریا کی موجوں لے کے ساغر
علیؑ کا شیر پیاسا آرہا ہے

وہ موتی بن رہا ہے شہ کے غم میں
ان آنکھوں میں جو آنسو آرہا ہے

بچھا دو بڑھ کے تیروں میں مصلے
نماز عصر کا وقت آرہا ہے

قیامت ننگے سر ہے کربلا میں
گہن میں ماہ زہراؑ آرہا ہے

شہ دیں تیر کھاتے جا رہے ہیں
لہو تن سے ٹپکتا جارہا ہے

رباب اصغرؑ ہوئے تربت کی زینت
کسے جھولا جھلایا جارہا ہے

علیؑ اکبرؑ بدلتے ہیں جو کروٹ
زمیں کا دل دھڑکتا جارہا ہے

اشارے مدح مولا کے ہیں سالکؔ
وہ کوثر سامنے لہرا رہا ہے

۞۞۞

نوحہ

عجل سے بچانے کو آنسو بہائے
مگر ماں کی گودی میں اصغرؑ نہ آئے

کبھی کھائی ٹھوکر کبھی ڈگمگائے
مگر شاہ خیمے تک اکبرؑ کو لائے

یہ ہمت تھی اصغرؑ کی دنیا پہ چھائی
ہنسی آگئی اور آنسو نہ آئے

بچا لائے امت کو باتوں میں اصغرؑ
اشارے کیے اور کبھی مسکرائے

چلے آؤ اصغرؑ تڑپتی ہے مادر
اکیلا ہے جھولا کہاں تک جھولائے

کنارے پر عباسؑ بھرتے ہیں پانی
مگر بہتی موجوں سے دامن بچائے

تصور کو پوچھو نہ لیلیٰ کے اکبرؑ
جدھر مڑ کے دیکھا نظر تم ہی آئے

وہ دیکھو حسینؑ آتے ہیں رفتہ رفتہ
ضعیفی میں اکبرؑ کی میت اٹھائے

سوائے تمہارے نہیں کوئی قاسمؑ
جو دولہا بنے اور خوں میں نہائے

بہت روئے شبیرؑ کے نوحے کہہ کر
بہت فضلؔ اشکوں کے موتی لٹائے

۞۞۞

التماس سورہ فاتحہ

جناب فاضل حسین صاحب مرحوم

ابن سردار حسین مرحوم

صاحبِ بیاض انجمن رونق دین اسلام